

جسٹرڈ نمبر ۷۸۶
 آشوب زمانہ در بای سخن ست غارتگر پوش ماجراے سخن ست
 آزاده دلاں اسیرِ دایم و گمبند بیگانه خلق آشنائے سخن ست

ادیب اردو

مربہ

حاکسار نور الحسن میر بی لے ال ال بی

مقام اشاعت دفتر نور اللغات پٹانہ لکھنؤ

بہت سہام

حاکسار نور الحسن میر بی لے ال ال بی

حاکسار نور الحسن میر بی لے ال ال بی

حاکسار نور الحسن میر بی لے ال ال بی

حاکسار نور الحسن میر بی لے ال ال بی

حاکسار نور الحسن میر بی لے ال ال بی

بسم اللہ الرحمن الرحیم فہرست مضامین

منابر یکم جنوری ۱۹۲۲ء عیسوی | جلد ۲

(۱) نور اللغات پر ایک نظر (۵) امور مشورہ طلب

جناب نواز رشید علی صاحب آئینہ
مؤلف نور اللغات ۲۶

(۲) مثنوی شہور (۶) انتخاب اودھ پنچ

جناب شہور مرحوم ۶
ماخوذ ۲۷

(۳) واجد علی شاہ (۶) درویش سخن
ترجمہ ۱۶
حضرت افضل حضرت جلیل
۵ نور اللغات پر ایک نظر
جناب نواز رشید علی صاحب آئینہ ۲۶
مؤلف نور اللغات

دسمبر کے رسالہ میں جناب ہادی پہلی شہری کا منقطع غلط چپ گیا ہے ناظرین کہ تم تصحیح فرمادینا
غلط
کون پہنچا دینا
میری حسرت کی کئی شکل کون کیا نہیں کرتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ادیب اردو

نمبر اجلد ۲ ————— یکم جنوری ۱۹۲۲ء

نور اللغات پر ایک نظر

مکرم بندہ تسلیم۔
ادیب کے جملہ پرچے نمبر سلسلہ ترک دی بی کے ذریعہ منجھو وصول ہو گئے ماشاء اللہ
پرچہ کی ترتیب بہت ہی عمدہ اصول پر مبنی ہے خصوصاً پرچہ کے آخر میں لغت کا
سلسلہ جو قائم کیا گیا ہے نہایت ہی مفید ہے لیکن یہ جقدر مفید ہے اس قدر
اُس کے لیے احتیاط اور تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ زبان آموزوں کو غلط فہمی نہ ہو
اس لیے بعض الفاظ کی نسبت کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یعنی سہیں بعض
مقامات کو میں اپنے خیال ناقص میں اصلاح طلب پاتا ہوں اگر اُنہیں غور فرما کر
درستی کر دیجائے تو مناسب ہوگا۔

بالقوس عربی۔ یہ عربی نہیں ہے بلکہ اردو عربی میں بالقوۃ بتشدید
واو ہے اور اخیر میں ق ہے جو حالت وقف میں ہ ہو جاتی ہے۔
بدین ہیأت کذائی یا باین ہیأت کذائی ف۔ یہ ترکیب فارسی
نہیں ہے اردو کی بنائی ہوئی ہے بدین اور باین کہنے کے بعد کذائی نہیں

کہہ سکتے، بدین ہیات یا ہیات کذائی کہیں گے این اور کزاد و نون ایک ساتھ
جمع نہیں ہو سکتے اگر اردو میں اس طرح کہتے ہوں تو لوگوں کو اسکی حقیقت سے آگاہ
کر دینا چاہئے تاکہ محاط لوگ اس سے آئندہ بچ سکیں۔
برنگ بمعنی مثل ریت۔ یہ لفظ فارسی میں مثل کے معنوں میں نہیں آیا ہے مثلاً برنگ گل
نیچے مثل گل فارسی میں نہیں کہتے ہیں اردو کی ترانہ معلوم ہوتی ہے اس کو
مکر تحقیق فرمائیے، ہوت میں پنے گھر سے کوسوں کو دور ہوں میرے ساتھ کوئی کتاب
نہیں ہے۔

بغیر کے نہ چھوڑنا لازم۔ یہ متعدی ہے لازم نہیں ہے مثلاً (لوگوں نے اسکو کافر
کئے بغیر نہ چھوڑا) کہیں گے۔

بنامیز و مخفف بنام ایزو۔ اسکا املا درست نہیں ہو اگر کسی جگہ عبارت میں
بنامیز و لکھا جائیگا تو کوئی اسکا سمجھ نہ سکیگا۔ بنامیز و لکھنا کوئی لکھنے کی ضرورت نہیں
بات آنجل میں باندھنا لازم۔ یہ فعل لازم نہیں متعدی ہے اور مثال بھی باندھ لکھنے
کے متعلق دی گئی ہے اس کا مصدر علیحدہ قائم ہونا چاہیے۔

بات آنکھوں سے سننا لازم۔ یہ بھی متعدی ہے لازم نہیں ہے۔

بات اٹھانا لازم۔ یہ متعدی ہے اسکا تقدیر خود مثال سے ظاہر ہے۔

بات اٹھنا۔ اس کے مثالیہ شعر میں نازکی کے بعد ایک رکی (ہونا چاہئے)۔

بات اس کان سننا اس کان اڑا دینا لازم۔ یہ لازم نہیں متعدی ہے

چنانچہ مثال سے خود ظاہر ہے اس کان سے اڑا دی اس کان سے مٹی بات

اور یہ بات بھی غور طلب ہے کہ مصدر اڑانا کیساتھ قائم کیا ہے اور مثال اڑا دینا کیساتھ

دی ہے۔ بات بات میں ہوتی پروں لازم۔ یہ لازم نہیں ہے متعدی ہے

بات بدلتا لازم۔ ایضاً۔

بات بڑی لگنا متعدی۔ یہ متعدی نہیں بلکہ لازم ہے لگنا کے جتنے مرکب نکالے جائیں

بات بڑھ کے کرنا لازم۔ اسکو متعدی لکھنا چاہئے کہنا کے ساتھ کوئی مرکب لازم نہیں ہو سکتا

بات بیچ میں لکھنا لازم۔ یہ لازم نہیں ہے متعدی ہے بات پر بات کہنا لازم یعنی تعلق ہے

بات مٹرنا صفحہ ۳۲۔ یہاں بات پر مٹرنا ہونا چاہئے بات مٹرنا صفحہ ۳۲ میں موجود ہے

بات پر سردی یا لازم۔ یہ مصدر لازم نہیں بنتی ہے۔
 بات پر کان رکھنا۔ یہ بھی لازم نہیں بنتی ہے مثال میں جو شمشاد کا شعر لکھا،
 اس میں کچھ ہیں سے مطلب (رکھے ہوئے ہیں) یہ جیسا کہ غالب کے اس شعر میں ہے
 سیکھے ہیں نہ رُخون کے لیے ہم مصوری تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہتے
 یعنی سیکھے ہوئے ہیں اس طرح آغا علی ہجر مرحوم لکھنوی شاعر اس پر مرحوم کہتے ہیں۔
 اس واسطے وہ ہاتھ میں تلوار لیے ہیں خنجر کئی جاں بازوں نے خود مار لیے ہیں
 تلوار لیے ہیں یعنی تلوار لیے ہوئے ہیں (صحفی) بات جو سوچے ہوئے ہے گمانیں نہیں
 صفحہ ۴۵۔ ادیب اردو۔ (لمحہ بیچ مدان) ع کمر تو باندھو ہیں لیکن کمر میں نہیں
 یعنی باندھے ہوئے ہیں۔

بات بلٹنا لازم۔ یہ لازم بھی ہو سکتا ہے لیکن جن معنوں میں لکھا گیا ہے وہ مستعد
 یعنی اگر بیٹے کا فاعل خود باپ ہے تو لازم ہے اور اگر بات کہنے والا اس کا فاعل ہے
 تو مستعدی ہے مثال میں جو دیگئی ہیں وہ مستعدی کی ہیں مثلاً ہندہ نے ایسی بات
 بلٹی کہ بھر سعیدہ کو کچھ بن نہ پڑی۔ بات پہر لازم۔ یہ بھی مستعدی ہے۔
 بات ملی جانا مستعدی۔ یہ لازم ہے مستعدی نہیں ہے جانا کیسا تہ کوئی فعل مستعدی نہیں
 بات چاہا جانے کے کرنا لازم۔ یہ بھی مستعدی ہے بات چاہنا یہاں بات چاہا جانا لکھا جائے
 بات چلی ہونا۔ یہاں بات چلی ہے قائم کرنا چاہئے ہونا کے مشتقات اس کے
 ساتھ نہیں آتے صرف ہے کے ساتھ اس کا استعمال ہے۔

بات چرائے کہنا لازم۔ یہ لازم نہیں بنتی ہے بات چدرا کہنا۔ یہاں کہنا کچھ کرنا کہنا چاہئے
 بات ختم ہونا۔ یہ مصدر بات پوری ہونے کے معنوں میں بیشک صحیح ہے
 لیکن جن معنوں میں لکھا گیا ہے ان معنوں میں بات ختم ہے یا ختم ہو گئی لکھنا
 چاہیے اس لیے کہ ان معنوں میں ان دو صورتوں کے اسو انسی صورت
 نہیں ہے اور اس میں ایک اور خصوصیت کا اظہار بھی ضروری ہے یعنی اس کا
 استعمال پر کے ساتھ ہے مثلاً اُس پر یہ بات ختم ہے یا ختم ہو گئی۔ کہیں۔
 بات دل سے طرنا لازم۔ یہ بھی مستعدی ہے بات کو ہر نام لازم۔ یہ بھی مستعدی ہے
 بات ڈھال کے کہنا لازم۔ ایضا۔ بات رکھ لینا لازم۔ ایضا۔

بات رکھنا لازم۔ یہ بھی مستعدی ہے۔
 بات رہ جانی سکے وقت تکل جاتا۔ بات رہ جانی ہے وقت نکلی تازی ہونا چاہیے
 بات زبان پر لانا مستعدی۔ یہ لازم ہو مستعدی نہیں ہو لانا کہ اساتذہ کو فی فعل مستعدی نہیں ہوتا
 بات سہنا لازم۔ مستعدی ہے لازم نہیں ہے۔

بات طولینا۔ بات کو طول دینا ہونا چاہیے بغیر کو کے نہیں بولتے۔
 بات کا ایسا پانا لازم۔ مستعدی ہے۔ بات کا شکر بنانا یا کرنا لازم۔ مستعدی ہے۔
 بات کا زنگ پانا لازم۔ ایسا۔ بات کتر وینا لازم۔ ایسا۔
 دنیا جب لازمی افعال کیساتھ ترکیب پانا ہے تو لازم ہوتا ہے ورنہ مستعدی ہی ہوتا
 جیسے رو دینا چل دینا ہنسنی یا وغیرہ لازم ہیں۔

بات کھونا لازم۔ لازم نہیں مستعدی ہے بات بھی کھوئی التجا کر کے۔
 بات کہنا لازم۔ یہ بھی مستعدی ہے۔ بات کی کتاب نہ آنا مستعدی۔ یہ لازم ہے۔
 بات کی گرفت کرنا لازم۔ لازم نہیں مستعدی ہے۔ بات کا ٹھہرنا یا نہ ہونا لازم۔ لازم نہیں مستعدی ہے۔
 بات کرہ میں یا نہ ہونا لازم۔ ایسا۔ بات کرہ میں لازم۔ ایسا۔
 بات بات کرنا لازم۔ ایسا۔ بات منہ پر رکھنا لازم۔ ایسا۔
 بات منہ پر کہنا لازم۔ ایسا۔ بات میں دخل کرنا لازم۔ ایسا۔
 بات میں دخل کرنا لازم۔ ایسا۔ بات نہ ہو جھسا لازم۔ ایسا۔
 بات نہ سننا لازم۔ ایسا۔ باتوں بات کی جمع حالت میں ہونا یا نہ ہونا

باتوں کا منہ چومنا۔ یہ کوئی مصدر نہیں ہو اور مثال بھی نہ دے سکتا ہے یعنی مثال
 سے ظاہر ہے کہ باتوں نے منہ چوما ہے اس کے لیے مصدر قائم کرنے کی ضرورت نہیں
 صرف منہ چومنا قائم کرنا کافی ہے ہر ایک کیساتھ غلطی غلطیہ جعفر نہیں ہو سکتا بلکہ
 خدا منہ چوم لیتا ہے شکیدی کس محبت کر۔ یا مثلاً فرشتوں نے منہ اس کے چوما۔ وغیرہ
 باتیں اڑانا لازم۔ لازم نہیں مستعدی ہے۔ باتیں بکھارنا لازم۔ لازم نہیں مستعدی ہے
 باتیں بنانا لازم۔ یہ بھی مستعدی ہے۔ باتیں بڑھانا لازم۔ یہ بھی مستعدی ہے
 باتیں بھاگنا لازم۔ ایسا۔ باتیں چھانٹنا لازم۔ ایسا۔
 باتیں سننا لازم۔ ایسا۔ باتیں کرنا لازم۔ ایسا۔

باین کان سے سننا لازم۔ یہ بھی متعدی ہے۔ باین کھانا لازم۔ یہ بھی متعدی ہے۔
 باین لگانا لازم۔ ایضاً۔ باین ملا کر لازم۔ ایضاً۔
 باٹ مارنا لازم۔ ایضاً۔ باؤل اٹھنا۔ لازم۔
 باوہ فرسا۔ یہ لفظ مکرر تحقیق طلب ہے اور بادہ کے دوسرے مرکبات بھی شریک ہیں
 ہیں مثل بادہ انگورو بادہ ناسب۔ باؤق۔ اس لفظ کو اردو لغت سے کوئی تعلق نہیں
 باریز انگریزی۔ اردو میں کوئی نہیں بولتا۔ بارقعہ۔ اردو میں کوئی نہیں بولتا
 باری بھرنا۔ یہ متعدی ہے۔ شرف کے شعر میں فعل مضارع ہر ماضی نہیں ہے
 بارہ دوری ہونا۔ لازم۔
 بازخ۔ اردو سے اسکو کوئی تعلق نہیں ہے اس طرح بہت سے ہندی و سنسکرت
 الفاظ بھی لکھے گئے جنہیں اردو سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
 بازی بدنا لازم۔ متعدی ہے۔ بازی پانا لازم۔ متعدی ہے۔
 بازی کرنا لازم۔ ایضاً۔ بازی کھانا لازم۔ ایضاً۔
 بازی کھیلنا لازم۔ ایضاً۔ اسے ساتھ بازی کھیل جانا بھی غلطہ قائم ہوتا ہے
 باسطرح اسکو اردو سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر تو پورے نوڈونہ نام لکھے جائیں یہ
 باقی یہاں کرنا لازم۔ متعدی۔ باقی چکانا لازم متعدی۔ کسانہ باقی چکانا بھی کرنا
 باگ پڑنا لازم۔ ایضاً۔ باگ روکنا لازم۔ متعدی۔
 باگ سپنھا لٹا لازم۔ ایضاً۔ باگ لینا لازم۔ ایضاً۔
 بال بال بچ ہوئی پڑنا لازم۔ ایضاً۔ بال برانگریزی کے معنی نہ انگریزی نہ اردو۔
 بال پالنا لازم۔ ایضاً۔ بال پڑنا۔ لازم۔
 بال پانی جانا متعدی۔ لازم۔ بال کھنا لازم۔ متعدی۔
 بال چھوڑنا لازم۔ متعدی۔ بال کھا جانا متعدی۔ لازم۔
 بال کی کھال کھینچنا لازم۔ ایضاً۔ بال گوشت کھنا لازم۔ متعدی۔
 بال لینا لازم۔ ایضاً۔ بال مونڈنا لازم۔ ایضاً۔
 بالہ پھینا لازم۔ ایضاً۔ بالادینا لازم۔ ایضاً۔
 بالائی طاق رکھنا لازم۔ ایضاً۔ بالیخ بالسن۔ تحقیق طلب۔

واقعی بجز بیکران ہے عشق
 عشق بازی ہے پید لون کا کام
 یہ بچھائے سدا نئی شطرنج
 کی جو سپر قمار خانہ عشق
 جو کوئی اپنی جان پر کھیلے
 ہیں مساوی یہاں امیر و فقیر
 بسکہ بان پیش رو ہے نزد غنا
 عشق کیا کیا کنوئین جھنکا تا ہے
 ہے زرد داغ سود پیشہ عشق
 بادشہ کو کبھی اسیر کرے
 خسرو عقل ہے بہان شہ جال
 اسب تدبیر اس جگہ ہے لنگ
 توڑ دے فیلبند صبر و خرد
 ربط ہے حسن و عشق میں باہم
 چرخ کج باز اس سے عاری ہے
 سنین خالی قلع سے مہرہ ماہ
 جان عاشق ہو ضیق بین اس سے
 آگ میں یہ جلا کے کر دیکر خاک
 اسکی سازش کے ہیں ہزاروں ننگ
 کیا بیان ہو سکے شکایت عشق

دشمن جان عاشقان ہے عشق
 عشق کا کب ہو انجیر انجام
 مہرہ مار ہے دھیس نہ گنج
 مات کا گھر ہے چار خانہ عشق
 عشق کی وہ مصیبتیں نیچھلے
 اسکے تاملع ہیں بادشاہ و وزیر
 زور و زرقام کچھ نہیں آتا
 شہ رنجی یہ نہ نئی لگاتا ہے
 برد عاشق ہے زخم تیشہ عشق
 گہ پیادے کو یہ وزیر کرے
 کشت اسید و آرزو پا مال
 جذب لفت ہی مثل قید فرنگ
 کر دے منصوبہ فلاطون زد
 نام عشاق کا رہے تا ایم
 کمکشان ایک زخم کاری ہے
 ہے بساط قمر میں داغ سیاہ
 ڈوبے بجز عینق میں اس سے
 صورت پنبہ و حش و خاشاک
 کہ وکایوش کے پائی لاکھوں تنگ
 اب رقم کچھ حکایت عشق

داستان

تھا سپاہی کوئی کجال تباہ
 مرد عاشق تن و وجہ و جمیل
 بانک ہو یا پٹا ہو یا ٹکڑی
 کلفت غم سے داغ صورت ماہ
 ایسے ہوتے ہیں کم جوان شکیل
 اسکو ہر کام میں مہارت تھی

بیدل و بیکر ہمارے تھے
 آتش سبز ہو کہ دریا ہو
 دل میں رکھتا تھا دور و بیکاری
 گھر سے نکلا بشکل سودائی
 تابناک رہا گزر اُس کا
 ایک ہندو پسر تھا دان خوشحال
 قوم میں تھا مدد پر ہم زار
 بہت زنا ر دار و گل اندام
 رنج و روشن چراغِ ظلمتِ کفر
 کیسویں تار تار تار گونش
 تار ز تار بار مویں کمر
 قد قیامت بلا کر شمع و ناز
 ختم تھی اُس صنم پر ہر خوبی
 حسن و خوبی میں شکایت نہیں
 مثلِ غلامان بہت ہی خادم تھے
 ایک سے ایک حسن میں بہتر
 ایک دن کا ہوا سطحِ مذکور
 جلوہ افروز تھا بصورتِ شمع
 اس طرح دل کا بدعا نکلا
 جب نگہداشت اُس کو ان کبھی
 دل پر آرزو سے کہنے لگا
 کون سنتا ہے ہم غریبوں کی
 مجھ کو گونگری کی خواہش ہے
 ہے خدا کا رسا زو بندہ نواز
 عشق نے اس طرح نشفی کی

بے بہا گو ہر دور و دریکتا
 کو دیکھتا تھا سہل تر اُسکو
 وٹھو نہڑ مٹا تھا علاجِ خداداری
 کشورِ حسن میں قضا لائی
 ہو گیا مبتلائی تازہ بلا
 مالدار و غنی پر ہی منت حال
 روکش آئینہ رنجِ سادہ
 رونقِ کفر و غارتِ اسلام
 حسنِ خال سیاہ زینتِ کفر
 اہل اسلام جتنے حلقہ بگوش
 کمر بے نشان ہو تارِ نطفہ
 جانِ عاشق ہو تیرا دلی نیاز
 قدرتِ حق تھی شانِ محبوبی
 تھے مصاحب بھی صورتِ اختر
 نوجوان و حسین ملازم تھے
 جتنے بلو کس خلعت پر زور
 اپنے دروازے پر وہ غیرت خور
 مثلِ پروانہ تھے سپاہی جمع
 یہ بھی امیدوار جب انکلا
 کثرتِ نو طراز مان دیکھی
 کس سے کھینے سو اسی ذاتِ خدا
 نارسائی ہے یہ نصیبوں کی
 اسی جگہ حاجتِ سفارش ہے
 سنگ ہو جائے مثلِ موم گداز
 غم نہ کھا ہونگے ہم ترے سا بھی

ناوک عشق دل کے بار ہوا
ہو گیا جان و دل سے شیدا
حسن نے کو دیا دگرگون حال
دل سے اک آہ کی بیدار تر
رہ گیا ضبط کر کے یہ خاموش
ربط الفت سے خط ہوتا ہے
حرف غمت پہ ہو تو مرنا خوب
نالہ و غم اس پر ہوا
ہو جائے کوئی یار سے باہر
زیست جب تک ہو اس جال سے بجا
مین بھی جاتی ہوں جھانکے بھی
بہجہ مشوق تا زیانہ ہوا
خرد و صبر نے کنارہ کیا
ہو گیا حال درہم درہم
نہ اُسے باس سنگ نام رہا
اور دل میں سوائی پیاس کی
آئے پگڑی کے پہنچ دامن تک
خاک کوئی صنم ہو پیرا ہین
دیدہ تر بھی اشک بار ہوئے
چشم برون بھی نیلگی ناسور
کبھی بیباختہ غم آتا تھا
کاشتا پشت دست بہر گراہ
کوئی درگی کا جانتا آزار
اکے اطفال شہر نے گھیرا
سنگ طفلان کا وہ نشانہ ہوا

بدھن سے یہ جیسو دھار ہوا
قدرت حق اسے لطف سدا
سب ہوئے محو اُسکے دل کے خیال
مثل آئینہ ہو گیا ششدر
اشک نے مثل بھر کھایا جوش
کینہ عاشق سے ضبط ہوتا ہے
دل میں سو چاہیں بھرنا خوب
تانا راز نفستہ انشا ہو
جبر ہے اختیار سے باہر
عشق گستا تھا اس مکان سے نہ جا
یوں ہوا حکم عقل خیر طلب
چار و ناچار یہ رونا نہ ہوا
حسن نے عشق کو اشارہ کیا
جب چلا یہ وہاں سے چار قدم
وکن ہر چند مقام عقلم رہا
کی جو دست جنوں نے چالاکی
چاک دامن کیا گریبان تنک
پھر گریبان کمان کمان امن
نالہ و آہ غمگسار ہوئے
رنگ رخسار ہو گیا کافور
خاک پر گاہ لوٹ جاتا تھا
جو کوئی دیکھتا اسے سر راہ
حال کبریا تھا کوئی ستمسار
دست شفقت جنوں نے جب پھیرا
پھی لڑکوں کا اک ہسانہ ہوا

دوسر کوئی نہ تھا جس نے لگا
 پھنک دیا تھا مہشتِ حاک کوئی
 کوئی گھوڑا اسے بناتا تھا
 پاس آتا تھا کوئی ہو کر کے
 بیاباں جب غریب کو پایا
 کچھ رشتی سے اسکو کام نہ تھا
 اُنہ بن گیا تھا حیرت سے
 پیرا بن بھٹ کے تار تار ہوا
 رنگِ خون نے نیا کھلا یا گل
 کیا خزان نے دکھایا رنگِ بہار
 کس خبر ابی ہوئیں نے طے کی راہ
 بسترِ غم پر ایک بار گرا
 رنجِ خورشید ہو گیا استور
 کلفتِ روز تو تمام ہوئی
 تھی شبِ ہجر دنِ قیامت کا
 تھا جو مجروح وہ تنِ جریان
 سر پہ کھینچے تھے کھلکھانِ شمشیر
 ایک جانب چراغ جلتا تھا
 ظلمتِ شبِ عجیب لائی رنگ
 کیا قیامت تھی وہ سیاہی شب
 اس قدر آہ کا دُھواں چھایا
 آہِ سوزان کے جو شرار تھے
 سورج دریا کی طرح تھا بیتاب
 خوابِ سی یحیٰ بن نہ آئیں آنکھیں
 نہ لگی رات بھر ایک سی پلک

کوئی ٹھوکر اس سے لگا
 کان لیتا تھا کوئی ناک کوئی
 کوئی کوڑا اس سے لگاتا تھا
 بھاگ جاتا تھا کوئی چھو کر کے
 سب کیا جس کے لبین جو آیا
 جزِ خموشی کوئی کلام نہ تھا
 ہو سر و کار خاکِ غیرت سے
 بن مجروح لالہ زار ہوا
 غیرت گل ہی صورتِ بلبل
 یہ ہوا عجزِ حسنِ ظلمِ شکار
 تا منزل گیا بحالِ تباہ
 صورتِ برقِ بقیہ رگرا
 کھل گیا گیسوِ شبِ دہجور
 تازہ وارد بلا سے شام ہوئی
 سامنا تھا نئی مصیبت کا
 اُسے تار سی ہوئے نمکِ نشان
 مارنے تھے شہابِ ناقبِ تیر
 لک طرف دل کا داغ جلتا تھا
 جل گیا نورِ صبحِ بن کے تینگ
 چٹم آ ہو بنا تھا ہر کو کب
 ہو گیا آسمانِ نو پیدا
 اُس فلک کے وہی ستارے تھے
 چشمہ رکھتا تھا دالِ شکلِ جہاب
 بند ہوتی نہ تھیں ذرا آنکھیں
 سر ٹکاتا رہا وہ جمعِ ملک

یوں لگا کہنے اسی سیم سہ
 ہر سیم داغ و فقار ہے تو
 غنچہ دل تو ایک بار کھلے
 جان عاشق فدائی ہر سہ مو
 حال اپنا تباہ کرتا ہے
 مضطرب کوئی مثل ہی دامن
 دان ہر سکتہ کا بیشتر عالم
 دان وہ آشفہ خاطر و بیمار
 عشق کا کچھ اثر نہیں مجھ کو
 لیکن اتنا ستم نہیں ہو خوب
 ہر رسولان بلاغ باشد و بس
 کبھی بالین سے سر ٹپکتا تھا
 آکے گھیرا محلہ والوں نے
 ایک کہتا تھا کہ دوشہ بدر
 آشنائی نکالی یہ کب کی
 تو نے یہ حال کیوں کیا اپنا
 کر بیان ہم سے وجہ بخوانی
 سننے والوں کو بھی شاب رہی
 سب نے اپنی طرف سے سمجھایا
 کیا کسی نے تجھ نکال دیا
 اپنے ہاتھوں سے خود خبر لینی
 ہوش میں آکے اپنے دل کو سننا
 صبح دم غسل کر بدل پوشاک
 خاطر سربار میں رسانی کر
 ناہو وہ تیرے حال پر مہر وفت

کھینچ کر آہ سرخستہ جگر
 قاصد عاشقان زار ہے تو
 تجھ سے گلہا ہی بیشمار کھلے
 اس طرح عرض کر کہ اے گلہ و
 کوئی دلدادہ تجھ پر مانتا ہے
 بستر گل پہ تو کرے آرام
 آئیں روبرو ہر یان ہر دم
 شانہ سے تیری زلف کو سپرد کار
 وای غفلت تجھ پر نہیں جب کو
 کچ ادائی ہو شیوہ تجھ کو
 ہوا اثر یا نہ ہو سچ نفس
 ولین جن آسکے آ یا بکتا تھا
 سہراوٹھا یا جو اسکے نالوں نے
 ایک کہتا تھا چھنیکہ و بستر
 نیند ناحق حرام کی سب کی
 ہر بان ہو کے کوئی کہنے لگا
 ورد کیا ہے جو ہے ہمہ بیتابی
 اُس نے رو رو کے سر گذشت کسی
 راہی صائب بن جسکے جو آ یا
 کوئی بولا عبث یہ حال کیا
 تو نے آنیمین خود شنائی کی
 اس قدر کس لیے ہوا ہے تہ حال
 پاک کہ جسم سے بدن کی خاک
 جاسکے تقدیر آزمائی کر
 آمد و شد نہ دان کی کہ ہو قوف

نو کرو نہیں جو اسکے داخل ہو
 سب چہرے کر کے وعظ و بند است
 مسلم صبح کا کھلا پرچم
 رنگی شب نے پشت کو چھپا کر
 یہ مکر باندھ کر ہوا تیسرا
 چہرہ بین ملک سیر کو قضا لائی
 حال تجھ پر عشق بھی لیت
 اس نے جب تیر عشق کا کھلایا
 اسے تباہ کر جب قدم رکھا
 یہ ہوا کوئی یار سے باہر سر
 خفقان کے عیان ہوئے آثار
 طبع نازک میں جب خلل آیا
 نوکر دن کو کہا کہ ہو تیسرا
 جلد کس لائین سب نفر گھوڑا
 کچھ نہیں حیان ساز ویران
 آیا جب تو سن صبار رفتار
 داخل باغ گلزار ہوا
 بچے مارے خوشی کے بھول گئے
 غیرت سر و جب چہیں میں آئے
 بہر گشت یہ خرامان تھا
 گلزار کس ادھیالتے تھے کلاہ
 دیکھ کر سوی لالہ امیر
 سوی کس نظر جاتی
 شام کا پر ہوا کمان کمان
 گلزار تھا کہ جسامت پر خون
 تیرے دل کی مراد حاصل ہو
 راہی اونکی ہوئی پسند است
 نوجوانوں کی ہو گئی ہر قسم
 سر و مہر کا ہوا دھیرا
 یہ پہلی سکو حسرت و دیدار
 گرد کو راہ پر ہوا لائی
 شمع تانہ عشق بھی لکھتے
 دل برہنہ بچہ کا گھبراہٹ
 اس نے بھی بات یہ تسلیم رکھا
 وہ بھی باہر سے اٹھ گیا اندر
 دل سے کتنا نیا ہوا آزار
 گھر گھر اسکے پھر نکل آیا
 ہوش ہم ہر سیر باغ سوار
 ہونہ عرصہ رہا ہے دن بھوڑا
 دل تکلف کا اب نہیں مشتاق
 بوی گل کی طرح ہوا وہ سوار
 اور ہی عالم بہار ہوا
 بچے بلب لوں کے بھول گئے
 آج کیون نہ آئے سر بن جائے
 رونق افزا ہی ہر خیابان تھا
 بولتی تھی نسیم پیش نگاہ
 یاد آتا تھا اسکو داغ جگر
 خود بخود اسی کی آنکھ میں آتی
 نئے نئے غنچے تیرے پیکان
 یا تباہی دریدہ مجنون

دل مخزون ہوا پریشان تر
 نہ لگا دل کہیں تو کم ٹھہرا
 بنوئی کچھ شگفتگی حاصل
 بلکہ وحشت اسے دو چند ہوئی
 آیا یہ اپنے گھر کو ہو سکے سوار
 یہ بھی تھا ساری رات بخور و خواب
 اُدھر آیا سب سے پہلی مضطر
 اس طرف مشک چشم غم جاری
 روی دل رحمت اخلاط طرف
 کام آیا غم رضائی عاشق
 نوکر ہن سے کہا فرما پوچھو
 کیون ہر خاموش مدعا کیا ہے
 عرض کی اُس نے یہ بحالت زار
 نوکری کا امید وار ہو غین
 عرض مقبول کی بلا پس پیش
 نگاہ لیا نام اور حسد دیکھا
 ہو گیا خانِ خطبہ دل شیدا
 بر طرف ہو گیا غمِ روزی
 رنج موقوف دل بحال ہوا
 ہو گیا دل سے بندہ بیزار
 اب نہ اس آستانہ کو چھوڑو
 اسکو سمجھو سبک کرشمہ دو کار
 رنگ لاتا ہی تازہ لیل و نہار
 درمند و نئے برسیر کین ہے
 سایہ سان تھا مدام ہمر و یار

پڑ گئی جب نگاہ سنبھل پر
 ہر روزی پر غمِ سنہ ٹھہرا
 سب کچھ سن سہجی تہ پہلا دل
 کہہ نہ وہ کب سے سو دمنہ ہوئی
 رہ گئے کھینچتے تہ میں غار
 دل عاشق اگر رہا بدست اپ
 جب دم آیا یہ ادھر باہر
 وان بدست و تھا قلم جاری
 نگاہ یاس دل پر بلکیر ف
 وعدہ عشق عاشق صادق
 برہن نے بھی دیکھا اسکو
 کون تہ یہ کہاں سے آیا ہے
 حال اُس سو کیا جو استفار
 تازہ وار دہون و نگار ہو غین
 شکے حال مسافر دل ریش
 چشم خواہش کو اسکو یاد کیا
 دفتر عشق میں لگا چہرہ
 حسن نے اسہ کی گرم بخشی
 چہرہ زرد لال لال ہوا
 پایا آفت جو اُس نے رشکِ قمر
 دل سے کہنے لگا مبارک ہو
 ہاتھ آئی حسن کی سرکار
 یہ نہ سمجھا کہ چرخ ظلم شوال
 فتنہ پر داز و نا توان بین ہے
 جب ہوا کامیاب حاصل کار

یہ برہمن کا عاشق صادق
 کہیں آفتا شیفق ملتا ہے
 مہربانی فزون ہوئی ہر دم
 کچھ تکلف بہم نہ تھا باقی
 وہ نہ رہتے جدا کسی عنوان
 کبھی جاتے تھے سیر دریا کو
 روز و شب نالچ رنگ ہوتا تھا
 یونین آخر ہوا زمانہ عیش
 فکر و دنیا و دین سے کیا وقت
 سیر دریا کو دل جو لہرایا
 کس قدر طول پاٹ تھا اسکا
 سون کا تان فلک گیا تھا اوج
 جو جاب اسمن آشکارا تھا
 عقل انسان نہ کس طرح ہونگ
 کیون نہ ہیرے ہوں کان سننا نہ
 زیت پر تھے جاب چٹک زرن
 گرچہ بالائی گھاٹ یہ بیٹھے
 کوئی اس جانہ بار خاطر تھا
 برہمن نے اک آشنا سوکسا
 لب جو جب بساط عیب لائی
 یہ ہوا منکر ناصواب بن غرق
 نہ ہوئی خستم بازی اول
 ہاتھ سے ہو گیا اجڑا مہرہ
 برہمن نے ادھر ادھر دیکھا
 یہ ہوا پامی داستان سمجھا

حسن خدمت پہ اسکی وہ عاشق
 کہیں تو کر رفیق ملت ہے
 اسب و غلامت عطا کیے بہر دم
 ساتھ کھانا فقط رہا باقی
 ہو گئے تھے دو قالب بجان
 کبھی جاتے تھے شکار صحرا کو
 سیر تھی کھیل تھا تماشا تھا
 قصہ غم بنا فسانہ عیش
 گردش آسمان سے نا واقف
 گھاٹ پر جا کر شش بچھوایا
 ساحل مرگ گھاٹ تھا اسکا
 موج سیکھنے کہ اتر دھون کی فوج
 واقعی سانپ کا پٹا راتھا
 جسکے گرد آب مثل کام نہنگ
 کف دریا بنے جو پیہ گوشت
 کھینچتی دست موج تھی دامن
 نہ لگا دل اوچاٹ یہ بیٹھے
 دیکھتے جسکو یار شنا طر تھا
 کھیلین شطرنج اب لب دریا
 چال بٹلانے کو قصہ آدمی
 موت کہنے لگی گردن کی غرق
 کہ ہوئی باہم السی و بدل
 قعر دریا میں جا پڑا مہرہ
 رنج عاشق بھی اک نظر دیکھا
 وہ گھڑی وقت امتحان سمجھا

یوں لگی کہنے اسی سو جرات عشق
گرچہ واقف شناساوری کو نہ تھا
ہو گئے بیتاب مثل برق طہان
برہن اور مونس نہ ہندم
پیر آنا ہے کچھ تو آئے گا
طرفہ زیر زمین نہ شاہ ہے
یہ جو کوہِ واقعہ زمین پھوٹ گیا
سبز نکال لائے اس نے نشل جہاں
برہن کو قلعہ کمال ہوا
یہ کہا مہی سر گیا عاشق
دل پر خواستہ جہاں سے اڑھا
آشنا کئے رہ گئے ہاں ہاں
وہ گیا اسکی نزدیکی کو
وہ نہ لایا گیا تھا جو لینے
کس بے لالہ فام ڈوب گیا
یہ خبر سن کے افسر بادور سے
آگے آگے بدر گر بیان چاک
آن واحد میں پہنچے نالہ کسان
گرچہ پہلے بھی کم نہ تھا دریا
جال لے لیکے دام دار آئے
طرح زرنے طرفہ کام کیا
آنی پانی پہ نقش خاک نشین
نکے دریا سے وہ ولے بیدم
کف عاشق میں مہرہ دلبہر
اور غناک دردمند ہوئے

ہو ناظر خلافت غیرت عشق
مدعا اسکو جانبری کو نہ تھا
یہ بھی کوہِ اگر ہی جلی نرد جان
ہاتھ مل مل کے بولے داسی سم
ورنہ یہ مفت ڈوب جائیگا
کون جا کر عدم سے آنا ہے
نرد و بی جہاں وہیں پھوپھا
صورت موج یہ ہوا بیتاب
غرق دریا می انفخال ہوا
نام جو نیا میں کر گیا عاشق
مضطرب ہو کے یہ وہاں سے اڑھا
گر کے دریا میں یہ ہوا پنہاں
یہ گرا اپنی جان دینے کو
اور لینے کے یان بڑے دینے
باب داوے کا نام ڈوب گیا
پتھر سے ہر ہنسہ پاؤں سے
اسکے پیچھے روان تھ سب غناک
جس جگہ ہو رہا تھا حشر عیان
جوش رقت سے بڑھ گیا دریا
ایک بلوایا تو ہستہ آئے
دو نو لاش کو کھڑیر دام کیا
حوسل کو نکلی ماہی رنگین
بجسے پیدا ہوں کو دک تو ام
دست معشوق مشت عاشق پر
ہمدرد و دروغ نسیم دو چند ہوئے

گسبر و مومن کا ازدحام ہوا
ایک کو خاک میں چھپا دیجئے
دو نون گز جبراً نہ ہوتے تھے
کوئی کتا تھا کاٹ ڈالو ہاتھ
حل نہ ہوتا تھا عقدہ لامل
ایک صاحب کو دُور کی سو بھی
ساعہ نازین پر رکھ کے پھری
دست معشوق ہو قلم بہیات
فرطِ غیرت سے ہاتھ چھوٹ گیا
اسکو گنتے ہیں عشق و مہر و فنا
آگ میں برہمن کو پھونک یا
ہو گئی جب قبایہ ہشی چاک
سخت عنناک ماجرا ہے یہ
اب کے طاقت بیان بہرِ شعور
دل نے جب کی شعور فرمایش
سال تاریخ کی مجھے بھی فکر

یہی منظورِ خاص و عام ہوا
ایک کو آگ میں جلا دیجئے
ہاتھ سے ہاتھ وانہ ہوتے تھے
کسی صورت سے انکا چھوٹے ساتھ
شہر میں پڑ گیا عسر و مرض بلجل
یہ دو اس فتور کی سو بھی
گوش عاشر میں بس یہ بات کہی
رکھے عاشق روائے تم بہیات
ہای افسوس ساتھ چھوٹ گیا
مر کے بھی پاسِ حرم زخم رہا
عاشق اہل دین کو دافن کیا
ہو گئے ہر طرح سے دو نون خاک
دار فانی میں نہتہا ہے یہ
عشق نے دل میں کر دیا ناسور
میں نے یہ ٹٹوی سنی کسی
یہ کہا خوب ٹٹوی کسی

۵۳

واجد علی شاہ

سلطنت اودھ کا مشہور مگر مغرور بادشاہ (واجد علی شاہ) اُن بد نصیب
اشخاص میں سے تھا جن عمرہ جہاں چلن کی تصویر تو بیک کی نگاہ پوشیدہ
ہی اور برائیوں کا نور تو ہمیشہ پیش نظر رہا ہے۔
انہیں شک نہ ہو کہ انتظامِ سلطنت کا مایہ نہ تھا جو اُس کو ہر دن زحاکم بنا دیتا
اور یہی وجہ اس کے زوالِ سلطنت کا اصلی باعث ہوئی۔ یہ بالکل ٹھیک ہے

کہ جو وقت واجد علی شاہ تخت سے معزول کیا گیا۔ اُس وقت تمام اودھ میں عام طور سے بد امنی و بد انتظامی پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن وہ لوگ جو بادشاہ کے مہراج۔ عادات و اخلاق سے واقف ہیں دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسی قسم کے ظلم یا سختی کا مرتکب نہیں ہوا۔

چند واقعات جو اس قسم کے اُسکے زمانہ حکومت میں پائے جاتے ہیں۔ وہ یا تو بوجہ اُسکی بے پردائی کے ظہور میں آئے یا اُسکے افسروں کی نا انصافی اور زیادتی کے سبب۔ اس بات کا جاننا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ لکھنؤ کی سوشل حالت اُس وقت کیا تھی جبکہ شاہ عالم کو تخت سے اتارا گیا۔

اردو دار الخلافت الیائی عیاشی اور آرام اور آسائش کا اعلیٰ نمونہ تھا باشندگان لکھنؤ کو وہاں کی امن و بے فکر عیاشی میں زندگی بسر کرنے کے لیے اپنے حاکم کے قدم بدم چلنے کی ترغیب دیتی تھی۔ بہت کم لوگ یہم چاہتے تھے کہ دوسرے ملکوں میں کیا ہو رہا ہو۔ بادشاہ کی عیاشی کی شہرت تمام ملک میں سیلاب کی طرح انتشار پھیل گئی تھی کہ لوگ اُسکو اول درجے کا عیاش بادشاہ خیال کرنے لگے اور اُسکے عمدہ خصائل کو ایک لحظت فراموش کر بیٹھے۔ بہت کم لوگ اُسکو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ وہ علم و دست ہندوستانی راگ میں روح بھونکنے والا اور بہت سی مفید ہنروں کا موجد تھا۔ ہم میں سے بہت سے اس کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ اردو میں پہلے پہل ڈراما اُس نے اٹھوایا۔ اور نیرنگستان کی پوشاک میں نئی سی تبدیلیاں کیں۔ ان باتوں میں جبکہ ہم نے اور ذکر کیا اُسکا بہت سا وقت اور اُسکی بہت سی دماغی قوت صرف اہوئی۔ لکھنؤ کے باشندوں نے اس میں بھی بادشاہ کی تقلید کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دار الخلافت اودھ ہنر کے مشہور آدمیوں کا مرکز بن گیا۔ ایب بڑی جماعت عربی فارسی کے طلباء کی لکھنؤ اور اُسکے قریب و جوار میں موجود تھی اور طالب علم ملک کے ہر حصے سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔ لکھنؤ کی یہ حالت ۱۸۵۷ء میں عتی جبکہ واجد علی شاہ کو تخت سے معزول کر کے بطور شاہی قیدی کے ملک تہ بھیجا گیا بادشاہ حکیم نواب خاص محل اور چند قریبی رشتہ دار اور کچھ بڑے بڑے افسروں

کے ہمراہ برٹش انڈیا کے دار الخلافت تک جانے کی اجازت ملی۔ کچھ عرصہ تک قلعہ فورٹ ولیم میں رکھا گیا اس کے بعد گورنمنٹ نے مٹیابرج میں رہتی کی اجازت دی جس کا دوسرا نام گارڈن ریجیمہ اور بھی کھولا تھا۔

اسوقت مٹیابرج میں اتنی عمارتیں نہ تھیں جو بادشاہ اور اس کے ہمراہیوں کے لیے کافی ہوتیں۔ اس واسطے چند ہمراہی قریب کے جھوپڑوں میں رہنے کے لیے مجبور ہوئے۔ گورنمنٹ نے ایک لاکھ روپیہ ماہوار مصارف شاہی کیلئے منظور کیا کہا جاتا ہے کہ جو وقت یہ رقم منظور کی گئی اسوقت نواب خاص محل صاحب نے بادشاہ کوس سے انکار کرنے کی اصلاح دی۔ یہ کہہ کر کہ یہ رقم آپ کے رتبہ کے شایان نہیں ہے واجد علی شاہ نہایت پریشانی کی حالت میں تھا کہ کیا کرے۔ باہر نواب خاص محل نے کہلا بھیجا کہ گورنمنٹ کی پیشینہ انکار کرنے میں ٹھہرس و پیش نہ کرنا چاہئے جب تک میں زندہ ہوں ایک لاکھ روپیہ ماہوار میں لکھو دیتی رہوں گی خواہ اس بات سے واقف ہیں کہ وہ کس قدر امیر تھو اور کس قدر روپیہ اور جواہرات اپنے ہمراہ کھلتے بین لائی تھی۔ اس بات کے یقین کرنے میں ذرا تاویل نہ کرنا کہ وہ اپنے کمنے کے مطابق پورے طور سے عمل کر سکتی تھی۔ مگر بادشاہ نے جو صلی کے اسکی نصیحت پر عمل نہ کرنے دیا۔ اس کے غرور نے اس امر کی اجازت نہ دی کہ وہ اپنی زوجہ کا پیشدار بنے لہذا اس نے شکریہ کیا کہ گورنمنٹ کے وظیفہ کو منظور کر لیا۔ مٹیابرج میں پہنچتے ہی بادشاہ نے اس بشمار دولت و جواہرات کو جو اپنے ہمراہ لایا تھا باغ اور عجائب خانہ وغیرہ میں صرف کرنا شروع کر دیا تاکہ یہ چیزیں اسکی درجے کے شایان کی تفریح کا باعث ہوں۔ یہ فضول خرچیاں شروع ہوئیں تاکہ اوہ کے خیر حکمرانی شان و شوکت قائم رہے رفتہ رفتہ وہ مٹیابرج کے اسی حصہ کا جو دریائے گنگا پر واقع ہے اور بہت سی زمین و عمارات اور باغات جو مٹیابرج اور سنائی بازار کے درمیان میں واقع ہو چکے تھے مالک ہو گیا۔ جسکو وقتاً فوقتاً اس نے خریدتا تھا اس سہڑ میں ایک خوبصورت باغ اور ایک مختصر سا عجائب خانہ بنوایا جس میں ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا اور یہ عمدہ عمارات اس کے بغیر کسی غنیمت کی مدد کے خود اپنی رائے کے موافق بنوائیں۔ بہت سی نفیس نقوش و محلات بنوائے جو بلحاظ خوبصورتی و کثرت

کے دیگر خاص عام عمارت پر سبقت رکھتے تھے۔ ان عمارات و باغات کی حد اور عجائب خانہ کی حدود و راسے واقع تھا۔ سید سلطانی اور حد سلطانی کے نام پر قائم کی۔ ان دونوں حدوں کے درمیان میں باغ عدن تھا۔ یہ سب صرف بادشاہ کی دانائی اور تجویز کے منہ سے تھے ۱۶۶۵ء و ۱۶۶۶ء تک مٹیابرج لکنؤ کی تصویر بنایا اس زمانہ میں باہر کوئی شخص ایسا نہ آتا تھا۔ جس کی سب سے بڑی خواہش یہ نہ ہوتی ہو کہ وہ شداد باغ کو نہ دیکھے۔ بیرونی سیاحوں کو سید سلطانی اور حد سلطانی کے عبور کرنے کی اجازت نہ تھی تاکہ یہ معلوم نہ ہو کہ کس وقت اور کس عمارت میں ان کرمان بادشاہ ہوتا ہے بعض وقت چٹھے گرنے کی آواز سننا اور بعض وقت خوبصورت بھولوں کے دیکھنے سے مسرت حاصل کرنا۔ کبھی عجائب خانہ کی سیر کرنا جہان نیرین جانور رہتے تھے کبھی کبھی اپنے کسی مصاحب کے ہمراہ بیٹھ جاتا تھا۔ جو لوگ ان باغ اور محل کو دیکھنا چاہتے تھے وہ پوشیدہ طور پر یا تو کسی مصاحب کی مدد سے یا بادشاہ کے اشارت کی خاص رودی کی وساطت سے کامیاب ہو جاتے تھے۔

اس کا لکھنے والا بھی یہی مرتبہ اسی طریقہ سے دیکھ چکا ہے۔ ایک یا دو مرتبہ ہلکسی پٹر یا جھاڑی کی آڑ میں اپنے آپ کو پوشیدہ کرنا پڑا۔ تاکہ بادشاہ اور اس کے ہمراہوں کی نظر سے جو اس کی طرف آتے تھے بچائے۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کو پوشیدہ آنیوالوں کی خبر مل گئی۔ وہ افسر جو اکثر ایسے لوگوں کی مدد کیا کرتے تھے ان کو بادشاہی عتاب بھگتنا پڑا۔ بعض اوقات سخت احکام بھی جاری ہوئے لیکن پھر انہیں اسٹاف بادشاہ کو رخصت بات پر مائل کرنے میں کامیاب ہوئے کہ جو مسافر و ستاج کلکتے آتے ہیں ان کو نظر تاثر غیب ہوتی ہے کہ وہ عمدہ محلات اور نفیس باغات اور عجائب خانے کو جو اس قدر زرخیر کے صرف کو تعمیر ہوئے ہیں دیکھیں۔ خاص کہ اس وجہ سے کہ انہیں استقدر دلچسپی کے سامان مہیا ہیں دیکھنے والے متشاققون کو ان چیزوں سے محروم رکھنا ان کی دل شکنی کا باعث ہوگا۔ چونکہ بادشاہ بالطبع نیک مزاج تھا۔ اور معقول عذر کو فوراً محسوس کر لیتا تھا۔ یہ حکم جاری کیا کہ سال میں دو یا تین مرتبہ تمام محلات اور باغات اور عجائب خانے پبلک کے دیکھنے کی واسطے کھول دیے جائیں۔ جب یہ حکم جاری ہوا اس وقت تو دین جن تک ہجوم

سربراہین عام لوگ دنیا کے گرد گھومنے والے مٹیابرج کے دیکھنے کو جہان وودھ کا معزول غدہ بادشاہ حکمران تھا جانے لگے۔ جن لوگوں نے وہاں کے نظارہ کو دیکھا، وہ اسکے قائل ہیں کہ واجد علی شاہ باغات اور عجائب خانوں کا بے حد شایق تھا یہ امر حیرت میں ڈالتا ہے کہ شاہی لوگوں نے ایسی عمدہ عمارات اور نفیس باغات اور دلکش عجائب خانہ کے نقشہ کو نہ تجویز کیے ہونگے۔ اس وقت کلکتے کے امرا مکانات اور باغوں میں جوئے چھوٹے عجائب خانے تھے لیکن کوئی بھی ایسا نہ تھا جو مٹیابرج کی ان عمارتوں کا مقابلہ کر سکے۔ جب بادشاہ کی خبر دوڑ پھیل گئی تو ہر طرف سے لوگ نئے نئے پرند جانور اور حشرات الارض وغیرہ لے لے کر مٹیابرج میں پہنچنے لگے۔ معقول قیمتیں ان کو دیکھنے اور کوئی بھی ایسا نہ تھا جو وہاں سے محروم کیا ہو۔ ہم پہلے سپہ سالار کرچکے ہیں کہ یہ تمام شاہی عمارتیں بغیر مدد کسی خیمہ کے صرف بادشاہ کی تجویز کے موافق بنوائی گئیں یہ غفلت کے خالی وقت کی نشیبی کا باعث ہو گیا۔ واجد علی شاہ صرف عمارات اور باغات ہی کا شایق نہ تھا بلکہ اول درجے کا علم حیوانات کا بھی ماہر تھا۔ جہاں تک علم علم کر سکتے ہیں کہ اس نے اپنے عجائب خانے میں جانوروں کی حفاظت اور دیکھ بھال کیو اسطے کسی علم حیوانات کے جاننے والے کو ملازم نہیں رکھا۔ با اینہما تمام ہندوستان میں کسی جگہ کے جانور ایسی عمدہ خبر گیری اور حفاظت و صفائی کیساتھ نہ رہتے ہونگے۔ جیسے مٹیابرج کے ہر جانور پر ایک سوزیادہ شخص ان کے آرام اور نگہداشت کے لیے مقرر تھا اور ان کے مکانات کا ایسا انتظام رہتا تھا جس سے بہت لوگوں کو رشک پیدا ہوتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ بادشاہ ان ایام میں بہت فضول خرچی ہو گیا تھا۔ اکثر درباریوں نے اپنے آپ کو رئیس بنا لیا تھا۔ درباریوں کی جا بجا خرچ کی ترغیب دلائے سر بادشاہ پر بھی یہ باتیں پوشیدہ نہ تھیں اور نہ یہ اسکی غفلت کا نتیجہ تھا اس پر یہ بھی روشن تھا کہ ضرورت سے زیادہ آدمی اسکے ہاں ملازم ہیں۔ ان سب امور سے جو پوشیدگی کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اسکی یہ دلی خواہش تھی کہ جہاں تک ممکن ہو وہ غفلت کو نگہ نہ کرے۔ خاص کر ان لوگوں کو جو مٹیابرج میں لکھنؤ کے ساتھ کر رہے تھے۔ غدر کے خوفناک نتائج نے بادشاہ کے بہت سی رشتہ داروں اور دوستوں اور نوکروں کو لکھنؤ کی کلکتے چھوٹا دیا اور یہ وہی شخص تھے جو بادشاہ کے فیاضانہ برتاؤ پر عیا کیساتھ سُن چکے تھے

ان لوگوں نے مٹیابر ج میں بادشاہ کے زیر حفاظت قیام کیا۔ بادشاہ نے صورت ہی نہیں کیا کہ ہر ایک شخص کو جو جس فن کو جانتا تھا اسے وہ کام سپرد کیا تو بلکہ وہ لوگ ہو کوئی کام نہیں کر سکتے محو وہ بھی بادشاہ کی مہربانی سے محروم نہ رہے مثلاً کئی سو عورتیں اور بچے مکانات و باغات میں سے خشک پتے چنے کیواسطے مقرر تھے اس کی صورت یہ غرض تھی کہ وہ شخص جس نے اس کی پناہ لی ہر اسے کسی نہ کسی جیسے خوراک پھینچائے۔ پدم نہایت تعجب نگیز ہو کہ واجد علی شاہ نے باوجود اس کے کہ کلنے کے قریب و جوار میں قریب پینتیس سال کے قیام کیا لیکن اہل یورپ و غیر ہندوستانی دونوں اسکو میاں خیال کرتے تھے اور اس کے عمدہ صفات کی ذرا بھی قدر نہ کی۔ یہ بالکل سچ ہو کہ آدمی کی برائی ان شہور ہیں لیکن اسکی عمدہ صفات ہم پانی پر لکھتے ہیں (یعنی کچھ پروا نہیں کرتے) اس کے زمانہ وفات تک مشہور مشہور ہندوستانی شاعر کا بیوا ہے۔ علم جو انات کے ماہر۔ مصوٰر حکیم اور دیگر علماء کا ہجوم مٹیابر ج میں رہتا تھا۔ اس قسم کے آدمی اس کے دربار میں ہر وقت موجود رہتے تھے جن میں سے ہر ایک اپنے فن کا استاد و زمانہ تسلیم کیا گیا تھا، یہ کہنا ایک حد تک فضول ہو گا کہ ان اشخاص کا اثر اس ضلع کے تعلیم یافتہ لوگوں کے دل پر بہت زیادہ دائی پڑا اور یہ کہ ہم ان کے رہین منت ہیں۔ بادشاہ ایشیائی طرز کا رئیس تھا اسادہ مزاج خلیق اور اپنی طرز معاشرت اور اپنی رفتار میں نیک۔ اپنی تمام عمر میں جہاں تک خیال ہے۔ وہ کبھی اپنے رشتہ دار یا ملازم کیساتھ سختی سے پیش نہیں آیا۔ وہ مذہبی حیثیت پر بکا شیعہ تھا اور احکام مذہبی کا پورا پابند کبھی نشی چنبر کا استعمال نہ کرتا تھا۔ اگرچہ اول درجہ کا عیاش زمانہ خیال کیا جاتا ہو۔ لیکن یہ درست نہیں متبع کی شادی کا قاعدہ جسے کہ تمام علمای شیعہ نے جائز تسلیم کر لیا ہے۔ عیاش نہیں بنا سکتا۔ اگر بادشاہ بچہ شیعہ ہو کی حیثیت سے اپنی خدمات میں بہت سی ہیباں رکھتا تھا تو ہم کسی طریقہ سے اس پر گناہ کا الزام (یعنی زنا کاری کا) نہیں لگا سکتے۔

ہم متبع کی شادی کے طرفدار نہیں ہیں اور نہ ہم اس پر اس وقت بحث کرنی چاہتے ہیں لیکن ہم پھر بھی بل تشیعہ پر جواز روی مذہب اس پر عمل کرتے ہیں کوئی الزام نہیں دے سکتے اور خاص کر اس شخص پر جو خود ایک حکمران اور بکا شیعہ ہو اور جس کے پاس مہندین بوت صلاح دینے کے لیے ہر دم موجود رہتے ہوں۔

واجد علی شاہ اردو کا عمدہ شاعر تھا اگرچہ باوجود عمدہ شاعر ہونے کے اُسکو مشہور و کامیاب شاعر نہیں کہہ سکتے۔ تاہم شاعری میں اُسکی طبیعت پر مذاق واقع ہوئی تھی۔ اور حقیقت اُسکو اس فن میں مقبول و افضیت حاصل تھی۔ اُسکے کلام سے لطف آمیز ساز گئی ظاہر ہوتی ہے۔ گلیاتِ اختر جو ٹیبا برج کے شاہی پریس میں شائع ہوا وہ اُس کے کلام کا چھوٹا سا مجموعہ ہے۔ اُس نے بین ٹیبا برج مشاعروں کے لئے مخصوص مسکھا۔ ٹیبا برج کے اس قسم کے جلسوں نے اور نیز مسلمانوں کے علماء کی کثیر جماعت نے جو زبان ہی تھی کلکتہ کے مسلمانوں کی زبان در چال چلن پر بہت اثر ڈالا۔ ہندوستان کے رگ میں خود بادشاہ نے نئی نئی ترشیں کیں۔ فنِ موسیقی کے جاننے اور گانے بجانے میں بادشاہ نے وہ کمال حاصل کیا تھا کہ تمام اس پیشے کے پیشہ وروں سے جنھوں نے ہندوستان میں کمال درجے کی شہرت پیدا کی تھی سبقت لے گیا تھا۔ اُس نے گانے اور ناچنے میں عمدہ عمدہ عام پسند ایجاد کیے۔ بعض کا خیال ہے کہ ٹھمری اُسکی ایجاد کی ہوئی ہے اگر یہ درست بھی نہ ہو تو بھی اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس رنگتھا اُس نے بہت زیادہ تبدیل کیا۔ بین جو ٹھمریان اُس نے خود کی ہیں درحقیقت نہایت عمدہ ہیں اور اب تک گائیوالے اُن کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اُنکے سامعین انکے سُنانے سے نہایت محفوظ ہوتے تھے۔ جس شخص نے ایک رات بھی ٹیبا برج میں اُن دنوں قیام کیا ہو گا وہ ہمارے لکھنے کی شہادت دے سکتا ہے۔ اُس برج میں گائیوالوں کا بڑا ہجوم رہتا تھا اور تماشا یون کا بڑے جوش کیساتھ استقبال کیا جاتا تھا۔ اُسوقت تک کوئی ڈراما اردو زبان میں نہ تھا جو لوگ کہ انگریزی و سنسکرت سے ناواقف تھے وہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ڈراما کس کو کہتے ہیں واعد علی شاہ ہی کو سب سے پہلے اس کا خیال پیدا ہوا اور اُسکو ظاہر ہی شکل میں لانے کے لیے راجہ اندر کا قصہ منتخب کیا۔ اور پہلے کے خالی وقتوں کے صرف کرنے کا عمدہ مشغلہ بن گیا۔ اُس نے اردو کے مشہور شاعر امانت کو سلیس اردو میں اس قصہ کو نظم کرنے کا حکم دیا۔ یہ قصہ جو امانت نے نظم کیا اندر سبھا کہلاتا ہے اور اردو لٹریچر کا عمدہ نمونہ ہے۔ ہندوستانی تھیٹر و نہیں اب تک عام طور سے گایا جاتا ہے اس میں جن پر یوں درانسانوں کا ذکر ہے۔ راجہ اندر جن در دیودن کا بادشاہ مانا گیا ہے اُسکے دربار کی سب سے زیادہ مشہور اور خوبصورت سہر پر ہی ایک انسان کلفام پر عاشق ہو کر اور اُسے اپنے تخت پر بٹھا کر پست کنوڑا لیکھی

عقی - راجہ اندر کو پہنچ کر ایک حاسد وہ بڑے کڑھی - راجہ نے غضبناک ہو کر سنبھری کے پر
 نوج ترشان سے نکال دینے اور گفلام کو کوئین میں قید کرنے کا حکم دیا - سنبھری نے جنگل میں گون
 گومنی پھری آخر کار ایک مہربان دیو کی مدد سے اندر کے دربار میں جوگن شکر پہنچ چکا ہوا ہوت
 کوئی پہچان سکا - راجہ نے گانے کا حکم دیا اور اسکے گانے سے خوش ہو کر بہت کچھ انعام جو
 شمنشاہوں کے لائق تھے دینے چاہے مگر اس نے سب کے لینے سے انکار کیا -
 جب رائے بہت مجبور کیا اور چاہا کہ وہ کوئی نہ کوئی چیز اس سے بطور انعام کے لے لوگت
 جوگن پری نے راجہ سے تین مرتبہ یہ تہ قرار لیا کہ جو مانگے وہ پائے - بعد کی قرار اس نے گفلام کو
 انعام میں مانگا اس طلب پر کل مولیٰ روشن ہو گیا اور حسب قرار دونوں عایشیوں کو تین
 بڑی مسرت کیسا اتہ تہ بلے میں ملائے گئے - بس اندر سچا کا یہ تہ خالصہ ہر مین شیک
 نہیں کہ اندر سچا بہت سوجوہ کے لیا اسے ایک نامہ کتا پی رامہر لیکن پھر بھی اس قسم
 کی ابتلا لگتا تو نہیں نہ قول ہے - واجد علی شاہ اس تماشہ کو لکھنو کے قیصر بلخ میں کرایا
 کرتا تھا اور خود گفلام کا پارٹ لیتا تھا - قیصر بلخ میں کوئی باقاعدہ سٹیج یا تماشہ گاہ
 نہ تھا لیکن بادشاہ نے ہزاروں روپیہ صرف کر کے تمام بلخ کو ایک بڑی تماشہ گاہ
 بنا دیا بلخ کے ایک حصے میں راجہ اندر کا دربار قائم کیا گیا تھا اور دوسرے حصے میں
 جنگل تھا جہاں سنبھری اپنی مصیبت عشق اور پہلی غلامت کے بھیج گانی اور چلنگانی
 ہوئی نظر آتی تھی - ایک طرف پریشان تھا اور اسلیطرح اور مناظر غرض کی محبت
 مجموعی تمام بلخ تماشہ کو سٹے موزوں ہو گیا تھا - تماشہ کرنے والے بلخ کے ایک حصے
 سے دوسرے حصے میں جبکہ ڈراپ سین کیلئے پروڈیالا جاتا) چلے جاتے تھے -
 مٹیابرج میں اندر سچا کے تماشے کو پوری کیفیت کیساتھ دکھانا ناممکن تھا - تاہم
 اسکے دو چار پارٹ نہایت خوبی کیساتھ کیے جاتے تھے -

سمرول بادشاہ اودھ نے کلکتہ میں تنہائی کی زندگی بسر کی ۱۸۵۷ء سے
 اپنے انتقال کے آخر سال تک بسر کی - بجز اپنے چند رشتہ داروں یا افسروں کے
 نہ اس نے کسی سے ملاقات کی اور نہ دوسروں کو اندر آنی کی اجازت دی - خواہ
 وہ اہل یورپ ہوں یا ہندوستانی شرفا - خواہ عمدہ دار ہوں یا عوام - جہاں تک یہیں مل
 ہے وہ کبھی کسی قسم کے پبلک جلسوں میں شریک نہیں ہوا صرف اکبر شاہ پری معمول کے خلاف عمل کرتا تھا

اُس کے درباریوں نے شاید یہ ظاہر کر نیکی لیے کہ وہ بادشاہ کے مزاج میں کتنا داخل تھے ہیں۔ بادشاہ گولارڈیو سے گورنمنٹ ہاؤس میں پرائیویٹ ملاقات کر نیکی نرغیب دسی۔ یہ کہتا جاتا ہے کہ اُس کے درباریوں کی غلطی اور بے پروائی سے بادشاہ گورنمنٹ ہاؤس میں مقررہ وقت سے پیشتر پہنچ گیا جس سے اُسکو بہت تکلیف برداشت کرنی پڑی جو ہنگامے کے خلاف تھی۔ علاوہ اس کے یہ بھی کہتا جاتا ہے کہ اُس ملاقات سے جتنی کامیابی کی امید تھی وہ بھی حاصل نہیں ہوئی۔ بہر حال اس کے بعد چھ مہینے کو جو رات ہوئی کہ کسی جگہ جانیکی نرغیب دسی جاتی بہت سے معزز یورپین ڈراماٹین صاحبان نے وقتاً فوقتاً ملنے کی بجد خواہش ظاہر کی۔ لیکن بادشاہ نے ہمیشہ کبھی کسی مقبول ہنر کے ساتھ انکو روک دیا۔ مدت تک وہ سلطانی و حد سلطانی سے باہر نہ کیا۔ سو اے ایام محرم کے۔ یا ایسی مجلسوں میں شریک ہوتا جو ان حد و دوسرے باہر نہ ہوتی تھیں بہت سی اشخاص جو اُس کو دور ہی کر دیکھنا چاہتے تھے انھیں بھی کم ایسا موقع ملتا تھا لیکن اپنی وفات سے کچھ سال پیشتر اُس نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ رمضان شریف کے زما میں روزہ بھلانے کی خاطر کلکتے کا گشت کیا کرتا۔

بادشاہ میں موزون اور مناسب خطابات دینے اور محلات اور جانور و ان کے مناسب نام رکھنے کا ایک خاص ملکہ تھا جو لوگ خطاب یافتہ مندرجہ ذیل وقت میں اور جنہوں نے اُس کے تمیز کردہ محلات کو دیکھا ہو وہ کہہ سکتے ہیں کہ دوسرے ہندوستانی بادشاہ یا رئیسوں مانہ گذشتہ میں ایسا نہیں گزرا جس میں یہ مادہ اس خوبی کیساتھ پایا گیا ہو۔ ہر ایک نام اور خطاب ہی جو اُس کا مقرر کردہ ہو اُس کے لائق اور دانا ہونیکا ثبوت ملتا ہے ہزاروں قصے اس وقت بھی ایسے مشہور ہیں جو بادشاہ کی دانائی اور ہوشیاری کے گواہ ہیں۔ بادشاہ کے محلات کی دانیوں کا اگر ہم ذکر کریں تو اُس کے واسطے ایک جدا گانہ دفتر چاہئے ایسے چند لفظوں میں نواب خاص محل کے حالات قلمبند کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو اُس کے تمام اروج میں سب سے زیادہ ہوشیار اور عقلمند تھیں۔ اور نیز سب سے زیادہ شریف و خدا اور خوبصورت وہ اپنے اعلیٰ و مانعہ گاہی کے شوق اور فن شاعری میں مشہور تھیں۔

یہ بات بلا سنا ہو کہ تمام ہندوستان کی تمام شریف زاد یوں میں کوئی عقل و دانائی میں اُنکا ثانی نہ تھا۔ مذہب ملک اگر وادہ علیہ کہ خاص محل کی دانائی ہزار گونہ بجا ہے

نظم و شاعری کی طرف اسکا میلان واجد علی شاہ سے کچھ زیادہ ہی تھا خود ہم نے اس کے کئے ہوئے اشعار پڑھے ہیں۔ اسکا مخلص عالم تھا۔ بادشاہ نے اپنے اشعار میں نظم ہی بہم (جان عالم) سے خطاب کیا ہو۔ شہنوی عالم جو شاہی سپہیں چھپی تھی اسکا ایک جلد راقم کو ایک ایسے دوست سے ملی جو واجد علی شاہ کے دربار میں ایک ممتاز عہد پر سر فرما رہا تھا وہ لوگ جو اس کے عہد نظم کے دیکھنے کا شوق رکھتے ہیں وہ اس شہنوی کو تلاش کر کے حاصل کر لیں اور غور پڑھیں۔ بعض قصائیف اس کی ایسی عام پسند تھیں کہ سیکڑوں آدمی جن کا پیشہ گانے کا تھا ان چیزوں کو قصر بنا ہر جگہ اور ہر روز گایا کرتے تھے۔ کچھ ستوتیں جن کو اس کے طریقہ تعلیم ہی گئی تھی ہمیشہ اسکا دل بہلانے کے لیے ساتھ رہا کرتی تھیں بادشاہ کے اور محلات بھی گائے اور اشعار کہنے میں مہارت رکھتے تھے لیکن ہم کو یہاں جداگانہ انکی خوبیاں بیان کر کے قصے کو طول دینا منظور نہیں ہے۔ جتنا ہم نے بیان کیا ہو وہ پڑھنے والے پر اچھی طرح ظاہر کر دیا کہ واجد علی شاہ نے کیسا عمدہ و مانع پایا تھا لیکن پہلے ان صفات سے یا تو بالکل ناواقف تھی یا دیدہ و دانستہ اسکی خوبوں سے جہنم پوشی کی گئی۔ اس میں کچھ ایسی صفتیں بھی تھیں جنکو آج بھی عہد اور تہذیب یافتہ تو لیں عزت کی نگاہ سے دیکھ سکتی ہیں۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اسکی فیاضی و رجاء اعتدال سے بہت بڑھی ہوئی تھی اور اس کے نکتہ چیں اس کی طرحی کو اسکی بہت بڑی کمزوری کا باعث خیال کرتے ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ جہت اسکی یہہ وریاوی متوجہ ہوئی اس طرف اس نے تکلیفوں کو یک ظلم دور کر دیا اور ان کے کھانے پینے کا سامان مینا کر کے ہر پیشہ آدمیوں کو جو مغربی ترقی کا شکار ہو گئے تھے۔ اور بھوکے مرنے لگے معاش پہنچائی۔ علاوہ اس نیشن کے جو سرکار سے ملتی تھی بادشاہ نے بڑی رقم جو اپنی جیب خاص سے اپنی شان و شوکت قائم رکھنے میں صرف کی۔ اس رقم کا اندازہ کمرنا بھی ناممکن ہے ہمارا ایک دوست جو شاہی دربار میں مغرز عہدے پر ممتاز تھا اور عموماً بادشاہ کی حالت سے زیادہ واقفیت رکھتا تھا اس نے بیان کیا کہ عرصہ دراز تک واجد علی شاہ کے خرچ سے ۱۳۰۰ آدمی خوراک پاتے تھے اور ان میں کچھ ایسے بھی تھے جو اس کے عہدہ داروں کے وظیفہ خوار تھے۔

(ترجمہ)

جواب امور مشورہ طلب

ادب اُردو ۱۹۲۷ء

دکھایا جیسا کہ نام مدحت چشم وید بیضا کسی پر بیض ہوتا ہے کسی پر صا و ہوتا ہے اس شعر میں لفظ بیض کے معنی دریافت کے گئے ہیں بیضی کا مطلق سیاق میں اعلیٰ نام ہے جو عدالت کے ختم ہونے پر بایں شکل (ص) بنائی جاتی ہے مثلاً حساب کی فرد میں جہاں چند شخصوں کے نام خرچ لکھا جائے تو ختم پر یہ علامت بنادی جائی گی تاکہ دوسرا کوئی شخص اس میں کچھ بڑھانے سے اس طرح

بعض وقت عبارت کے ختم پر بھی فرد میں یہ علامت بنادی جاتی ہے بیض بیاض کے خفیہ معنی سادہ سفید جس پر یہ مراد ہو کہ اب اس کے کوئی تحریر نہیں ہے۔
شعر چشم کی نسبت کو صا و اور بیضا کی رعایت کر بیض لایا گیا ہے شعر کے معنی میں فہم پڑھا ہر بین۔

امور مشورہ طلب

(از مولف نور اللغات)

(الف) محاورات مندرجہ ذیل کی تشریح فرمائیے۔
۱۔ پانی کو نیا (راست) نہ دیا بخیر صفا ہے پانی ہے۔ ہاتھ ہکو تو کبھی جان ہی دھونا نہ ملا۔
۲۔ پھول پانوں کے (امیر) کو بلبیل سے کہ منقار کی لائے مقرر فیض۔ چول پانوں کو پانی ہ کر نہ پوٹا۔
۳۔ چٹے چڑھنا۔ (امیر) اندر کہ جان غریبوں کی بچے ترکہ کو نہ پہنچے چڑھتے ہوئے۔
(ب) الفاظ ذیل کے عمل استعمال میں فرق امتیازی کیا ہے۔
۱۔ نجاس محفل۔ صحبت۔
۲۔ مثل۔ محاورہ۔ بول چال۔ روزمرہ۔

انتخاب وودھ پنچ

خواب خرگوش

(گزشتہ سے پیوستہ)

بھلا وہ تو چاہے جھگڑا فساد نہ کریں۔ آپ تو پہلے سے خم ٹھوک کے کٹنم کٹنا کر نیکو طیار ہیں۔ روسی تو ہمارے دادا جان کے وقت سے آتے ہیں لیکن وہیں بچک جات کے رہ جاتے ہیں یہ نہیں معلوم کون سی چال اور کیسا پوتہ مدہ ہے۔ انکی آمد تو چینی کا خمیر کی اسیے بیان خدا کا نام لو نہ کوئی آئے بنائے۔

ابھی یہ تذکرہ تھا کہ نواب کو چہ کرو صاحب بہاڑا منہ کھولے جمائیاں لیتے آئے ایک آدھ کی نگاہ بھی جا پڑی۔

بڑے ادب سے سر و عنین آہ ہا۔ آئیے آئیے۔ آپ ہی کی دیر تھی لیجئے اب یہ کتنی سلجھ گئی ان سے زیادہ شہر خیر کون ہوگا۔ وہ نشے کے اوتار میں جان سے خفا آتے ہی لند کر رہا، دو لائی سر معانے رکھ کے ایک طرف ڈھکی دے۔ جب دوش پانچ پھینٹے جلا کے تازہ دم ہو تو الائن کر کے اٹھ بیٹھے۔ بار لوگوں نے پوچھا کیوں جی مزاج کیسا ہو کھینے کوئی خبر نظر بھی سنی۔ اور سب سے پہلے یہ کہو آج تو پین کیسی چھو پین؟

نواب کو چہ کرو۔ جی نہیں میرے کانوں میں تو ٹھنڈھیاں تھیں یا اکیلی طرح دہنا و ما فیما کا ہوش نہ تھا اچی اور تو اور لکنؤ الہ آباد میں مل گیا۔

مرزا بہوش۔ یہ کیا ز میں کی طنائیں کھینچ گئیں۔ یا مقناطیس تھر و کما دیا۔

نواب کو چہ کرو ہنسی دگلی ہو چکی۔ اب بہت دنوں کو روئے گا۔ یہ مارا دے آئینی بند و بست ہوگا۔

مرزا بہوش۔ آج تک شاید بے آئین تھا۔ بھلی بھی بڑی واہری تیری بے تکلی

دور اندیش خان بیان بارہا سنو۔ منجھون جائیدو۔ ہاں جی پھر کیا ہوگا۔

کو چہ کرو۔ ہوگا کیا خدا کا نام۔ بالکل فلیا تمام۔ اگلا نظام نواب محمد ٹوٹ پڑے

صاحب لوگ کسی کبھی جاڑوں میں دورہ کر سکتے ہیں آئین کے

کچھ یونین و ایک جگہ وہ بھی برای نام ہندوستانی حاکمون کا اجلاس۔ پولیس وغیرہ کا بھی ستیاناس۔ برقعہ ازون کے بدلے میں تین روپیہ کر چوکیدار۔ وہ بھی چوڑھی چھار نواب و مشمد خان۔ (آہ سرد بھر کے) یہ کھٹے لکھنؤ صاحب کے بُرے دہاڑے ہوئے بڑا غضب ہوا۔ ایک تو یون ہی کھیاں بھنگتی تھیں اب اور آکھیں مانگے گا۔

نواب جھمن۔ کیون جی پھر وثیقہ پنشن بھی بند ہو جائیگا چیف انٹر صاحب چل گئے تو تنخواہ کون دینگا۔ اسے ہتو بے موت مرے۔ کوئی ہنر بھی نہیں آتا۔ کاشکے قانون سیکھ لیتے تو (ڈہلو) ملتا۔ اب کیا کیجئے۔ میرا دلچسپ چلے صفائی کا ٹھیکہ لیجئے۔ یا کمسٹ بن مرغی بھر بکلی در خواست دیجئے۔ لا حول لا قوۃ۔ جب لائے سبجہ کے آدمی ہیں جب تو یہ آفت ہی یہ نہیں جانو کہ جو چیز لوہے کی پتھر دیکھی ہو اس میں کین جوت آتا ہی یہ بھی کٹریے کا غلہ ہے؟ یہ تنخواہ تو قیامت کے بعد بھی نہ بند ہوگی۔ جنت میں کھرٹھے چک آئیگی۔

نواب شہناخت۔ آپ بھی ہو بس کی پرانی بات سن کر پیٹھے یہ پتھری پتھری ہو رہی ہیں (ہنوز دلی دور ہے) یہ انتظام آج ہو تو بکر بد کی نوچندی تک۔

نواب کوچر گرو۔ بیشک بیشک یہ بھی جولاہے کا تہہ کہ خدا جھوٹ کر دی۔ اپنی سنا کیا۔ خاک تھر۔ یہ صبح کو ریل ٹھہر کر کسی پیشانی کو نوک گئے تھے۔ اور یہ دھڑکے آخر کیوں ہوئے؟ وہ کوئی بات کہو نہ ہوں سے کہ سارا قصہ سنا پھر زبنا زن بود کہ مرو۔ اچھی حضور یہ نور لفتنت گوہر صاحب تشریف لائے۔

خوشوقت علی خان۔ ہاں خبر تو تھی آئے۔ آئے جنم مارو شن لیا شاو۔ خانہ آباد دولت دیا۔ وہیتاواہ واہ تو یہ کیوں نہیں کہتے کسی بھی خاصی بات کو ناک کہ کچھ یہ بیان کیا۔ اس سے زیادہ کون بہتری کی صورت ہو نہ اسے فراموش ہوئی لکھنؤ بڑا خوش قسمت ہے کہ میں ایک دو دن کو لالت صاحب آتے تھے تو کس شہادت ہو لوگ دیکھنے جاتے تھے۔ تو عین شہر میں قیام فرمایاں گے۔ بھلا سوچو تو سی لکھنؤ سا شہر ہو کر کے کہیں رہ جائیں گے والے لکھنؤ کا ستارا چمکا۔ اب پورا انٹرنگ ہو گا۔ اسکی شنشن ٹیکس کیا تا ثیر دیکھا نیکی۔ ایک صاحب کیا رقمہ رنٹہ ساری دنیا اور ہر بلحا نیکی۔ پھر کیا چین کی ٹیلیں بجاؤ۔ اچھا اس خوشی کا ایک چھٹیا تو بلاؤ۔ ابھی یہ گفتگو تھی کہ حوالدار نے آواز دی۔ کاہے رجحانی تو ہم گئے یہ میان لوگ آپن ٹھہر دوا رہی ہیں کہ مہو کمانے مال تھانے جسی ہیں۔ اب سارا نشہ ہرن ہوا۔ کسی نے ٹوٹی موند کے کہنی کسی نے چمکے ہٹا کے جو تاسہ کیا۔ جلد بازون نے جب قدم بڑھایا تو یہ فقرہ بھی اوڑا یا چلو چلو۔ پھر ہی برخاس۔ نہ دانہ نہ گھاس۔

روح سخن

حضرت فضل لکھنوی

جو مرنے والے تھے وہ اس طرح بھی مر جاتے
 اٹکتے بیٹے بین گر خلق سے اتر جاتے
 خبر کی طرح سے اڑ کر اوہرا اوہر جاتے
 کہ جسکو سنتے ہی آپ آپ سر گذر جاتے
 گلے گلے ترے بسمل نہ کیوں اتر جاتے
 گمان بدی کے نہ چھپنے آپ پر جاتے
 وہ دل کو سینے سے لجاتے اور مکر جاتے
 تو دھوکے ہاتھ وہ آپ بقا سے مر جاتے
 تو تیرے گیسو پر تیج تاکر جاتے
 اوہر کے جتنے تھے الزام سب دھر جاتے
 ہزار صدے پہ صدے وہاں اتر جاتے

بچا کے جان تری تیغ سے کدھر جاتے
 بجھاتے آتش دل گھونٹ آہ تیغ کے کیا
 زبان خلق سے ملتی اگر پر واز
 مری بدی بھی رفیبوں کی کیا شکایت تھی
 وہ آہ تیغ کو آہ بقا سمجھتے تھے۔
 نگاہ چارے آگے نہ ہونی چار اگر
 بھلا ہو کہ نظر اپنی بڑ گئی ورنہ
 مزے سے موت کے واقف جو ہو حضرت نضر
 نہ لیتا تیغ میں اپنے اگر ترا گھونکھ
 بتوں کا بیشش خدا یہ سکوت اگر رہتا
 نہامی حسن جو آتی زبان پہ اسے افضل

جلیل القدر حضرت حمیل

زندہ رہا جو وصل کی سنکر نمبر کو میں
 ایک چراغ ڈھونڈ رہا ہوں احرار کو میں
 شاید گمراہ تھا جب گمراہ فتنہ گر کو میں
 یا اب ترس ترس کے رہوں کہ نظر کو میں
 الزم کس تصویر پہ دون چشم تر کو میں
 ہاں اشتہار کہ تھام لوں اپنے جگر کو میں
 چتا ہوں پارہ دل لخت جگر کو میں

بھروں دنگا سیم و زر سے ترسے نامہ بر کو میں
 دل و اغدار رات اندھیری جو نکلا زور
 انکا ظلم حشر میں دیگا مزہ ٹھپس
 پٹاک ٹاک کر مجھ پر سائیں تیر آپ
 و میں سکت نہیں کہ وہ شکوہ کو روکے
 جانا ہی جب تھیں ہر توڑنے سے فائدہ
 قاتل کی رہ گذر ہی یہاں برگ گل کمان

تم خط پہ خط لکھو گے یہ کیسکو یقین ہے
وسکت جنون نے کھینچی تصویریں دکل
روز ہستانہ بوس ہوں ایسے کمان تھیب
جب تک بخل میں ہوں دل بذا رسان جلیں

اتنا بھی سہبت کہ نہ ترسوں خبر کو میں
کرتا ہوں چاک جیب کو دہشتا ہوں سر کو میں
رکھ لوں اوتھا کر و لمین تجی سنگ در کو میں
کیوں جاؤں ڈھونڈتے کسی پیدا و گر کو میں

حضرت سائل ملوی

کبھی تو بام بر جان جہان تم جلوہ گر ہونا
چلو بشتوں کو بیٹے اوتھا و قتل عالم کے
مروی حشت کا مطلب خاک بیزی یک عالم
تصور ہی نہیں آتا ہیں نا کامیابی کا
مجھے تم سے ہے اک پر سہر شبنم نری کا
کبھی تم کیادوں کا کبھی رہنا پڑا دم کو
مروی آنکھوں کے ارمان حجابا بنے ہیں
لو کوں ایسے لوگوں کے چیر کا رنگ پڑ جائے
ابھی خارج کیے دیتا ہوں معنی لفظ سائل سے

کبھی تو غیرت نور شید یا شک قمر ہونا
سہارک ہو تھیں ہر و کران ناوک نظر ہونا
مرے گریہ کا مقصد ہے نہ غم نہ ناناہ در ہونا
سمجھ ہی میں نہیں آتا دعا کا بلے اثر ہونا
ذرا میں روشنی میں دیکھ لوں زندہ واد ہونا
مروی نقد میں تھا آپ پناہ کو نہ کہ ہونا
مرے ہاتھوں کی حسرت حلقہ موی کس ہونا
ضرورت کیا ہو مکنو غیرت شمع کس ہونا
قناعت پر دل احت طلب کی جب گذر ہونا

حضرت رضا لکھنوی مکی علی

ٹکڑے کئے مکہ نے مغل میں آرسی کے
نہضیں گہری ہوئی ہیں اعضا میں پر شنج
قبضے میں ہوا و خیم کے سار خیمائی گویا
اک جام کے ہیں طالبانی نہ چھیر چھین
نرم عزاسے ظالم سطح تعانہ اوٹھنا
وہمکار رہے ہیں ہکو خنجر دکھائے ظالم
گلزار خلد میں بھی حور زنجیر کے یکس
سینہ میں آبلو کا عالم نہ آپ پوچھیں

ٹکڑے ہوئے ہیں مجھے قربان کسی کے
بر باد ہو رہا ہے اسباب زندگی کے
تیور تو کوئی دیکھے مہر پر شنج بھی کے
قربان ہونے والے اس و اور آخری کے
پھر لو نہیں ہو رہی ہیں جرجری سنہی کے
انہر لے رہی ہیں اپنی منصفی کے
رہنے نکال لیں گے زبرد سے دلی کے
مروے گڑھی ہوئے ہیں میں میں کسی کے

پھر کر خود یکہ لیتا او اٹھ کے جانے والے
لوہور ہے او پچا تو یہ تمب عاشق
شاکی کبھی نہ ہوتے ہم تیری برنجی کے
حاصل بن توین انکو تلاش قدم کسی کے
مکن ہر ہم دکھا دین نائیر ضبط غم کی
ٹکرا نہ جائیں پتھر ادب تری گل کے
دیکھو چھپے مدینا دان حضرت رضا بھی
موجود ہوں جہاں پر سامان میکشی کے

حضرت صفدر مرزا پوری

بھونے بن سے یہ منہ مغل جانان سمجھا
روز آفت ہر نئی روز قیامت ہے نئی
حشر کی خوب حقیقت دل و دان سمجھا
دلین کجست نہ تو نغم تو ڈالے ہونے
آرزو تھی وہ تری میں جسے پرکان سمجھا
ایک مدت ہوئی کہتے ہوئے افسانہ غم
آج تک وہ نہ مرا حال پریشان سمجھا
پن گنگار و دم حشر بڑھا تا کیا ہاتھ
ابر رحمت کو گمراہکا و امان سمجھا
ٹھہرے تن کر نکال یا جو کوئی مست شباب
کون کجست گریبان کو گریبان سمجھا
خوف کچھ عہد بتان کا نہیں اسکو صفدر
اپنے اندر جو اپنا انگمب ان سمجھا

حضرت ہادی جمیلی شہری

دل مجبور میں کچھ خواہش فریاد باقی ہے
بچے شوق جفا کشی بہمن حکم زبان بندی
گراوس بے مروت کی بھی تک یاد باقی ہے
نہ اب کچھ فریاد باقی ہے نہ کچھ فریاد باقی ہے
نظراتی ہیں بے ندیں کچھ اہو کی دیدہ تریں
دل صدا بارہ غم کی سی فریاد باقی ہے
دل مجبور غم۔ یا کوسن راحت ہو نیکیتا
ابھی سی مرگنا اکامی تری مراد باقی ہے
تری بے مہربان غالب ہیں تیری محبت پر
کہ تو بھولا ہوا ہے اور تیری باور باقی ہے
شم کیشتی تری سوانغ کو کیونکر مٹا سکی
لب خا موش غم بے شکوہ بیدار باقی ہے
کرین کیا ہم نکلے ہی نہیں جان خیر ادا
ابھی قسمت میں تھا بے شکوہ بیدار باقی ہے

حضرت واقف

میری قسمت کی نہ آئی کبھی بچانے میں
دین دُنیا کو ڈبوتا ہی جو بچانے میں
ختم بھی قطرہ ہر بہانِ شوق کے بچانے میں
جامِ جہشید ہر بہانِ اسی بچانے میں
کدہ کھینچ کر کہیں آجائے نہ بچانے میں
شوق آ یا نہ کہیں یاس کے بہکانے میں
خطرِ جو رہا ہے ترے شرمانے میں
روحِ بخوار ہر انگور کے ہر دانے میں
دامِ اُنٹھیں گے نہ اسکے کسی بچانے میں
شوخیانِ آگین کو کترے شرمانے میں
بھر دیا درد کو تو نے مرے فسانے میں
یو فانی کا جو پہلو نہ ہو مر جانے میں

عمر چہ تشنہ رکھا چرخ نے ہی خانے میں
قدر ہوتی ہے اُسی رند کی میناں میں
ایک ساغر سے تنک نظر نو نکو بہلا ساقی
دیدہ مست میں ہے ایک جہان کا جلوہ
کششِ حسنِ بستان کا یہی عالم جو رہا
نا امید ہی میں بھی دل نہ کہی خواہ وصل
چشمِ صفاک مناسب نہیں جگنا تیرا
بارِ درِ باغِ نوین تاکیں ہیں یاربِ تاحشر
زنگِ دلو سے مٹیِ نسیم ہے خالی و اعظ
اس واسے بھی نہیں کچن کیکِ دل کو
نگہِ یاس ترے طرزِ بیان کے حدیثے
تن سے خود جان نکل جای شبِ غمِ حقیقت

حضرت عزیز بلگرامی

دردِ نیکرِ دلِ بے دینِ امین جو بہان ہو گئیں
نخدیانِ عاشق کے دردِ دل کا دریاں ہو گئیں
ہو گئیں ہاتھ اپنی زلفیں پریشان ہو گئیں
حسرتِ سب دلی آہِ ہزای پریشان ہو گئیں
کیا ہوا آنکھیں جو اپنی غمِ گریبان ہو گئیں
خاکِ میں مل جل کے بیک بیا بیا ہو گئیں
یا اندھیری اتھیں سنجیدگی و زان ہو گئیں
جسم کی کھنچ کر گئیں بارِ گریبان ہو گئیں
الغرض سب آرزو میں نذرِ زندان ہو گئیں
آئندہ حیران ہو زلفیں پریشان ہو گئیں
گم آہ میں میری ربادی کا سامان ہو گئیں

کیا کون کیسی نگاہیں دشمن جان ہو گئیں
مشکلیں ہی ہوت تیرے دم کو آسان ہو گئیں
بڑھ گیا ہاں بڑھ گیا سو واسعِ عشاق کا
فرطِ غم نے منہ شہرِ آزدہ سے کسکی کیا
کیا ہوا اپنی جو برسا ابر کو ہر بار سے
ہاں بدمرگ یہ ناز و نکی پالی ہو گئیں
کنجِ مزید میں مرے روشن ہوئے دلِ غم جو
اکلی حُشت میں ہو گئیں پیدائی کیشت میں
دل تو زلفوں میں بھنسا ہوا و دلیں حشر میں
اُس بے کس کو تو ہم دیکھ کر کس سوال
خاموش کہ جلا کر دیا خاک اسی حشر میں

وہ خاکسار - خاک رہ ہو خاک پا ہو
یہ بھی ہو اور وہ بھی ہو اور کچھ نہ ہو
وزن بحر رمل مقصور یا محذوف کا
ہے مگر ایک بار فاعلاتن ہر مصرع
میں زائد ہے یعنی ارکان شعر کے آٹھ
کی جگہ دس ہیں - وزن یہ ہے فاعلاتن
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
یا فاعلاتن -

۲ کلمہ مستزاد ہر مصرع سے جدا
ہو (ظفر غم دل کس سے کہوں کوئی
بھی غمخوار نہیں - غم فرقت کے سوا
اور اگر پوچھے کوئی قابل اظہار نہیں
مجھے رہنا ہے بھلا - وزن شعر کامل
مثنوی مجنون مقصور ہے یعنی فاعلاتن
فاعلاتن فعلات - اور دونوں مصرعوں
پر دو دور کن زائد ہیں اور ان زائد
کا وہی وزن ہے جو ان سے
پہلے کے دور کنوں کا ہے یعنی فاعلاتن
فعلاتن -

بحر نغمہ - دیکھو بحر اسول -

بحران (ع بضم اول سکون دوم)
یہ لفظ یونانی ہے لندکر - (طب کی
صہطلاح) بیماری کے زور کا دن
(شور) آیا ہے وہ نگار مرا پوچھنے
مزاج - بحر ان بھی مرے لئے رخت

کا دن ہوا -

بحری - دیکھو بحر -

بجمل - بکسر اول و دوم سکون
لام بعض لغات میں اسکو عربی قرار
دیکر جرم نختہ گناہ معاف کر کے
معافی لکھتے ہیں - بہار عجم میں بمعنی معاف
لکھا ہے - فارسی میں مائے عطی نہیں
ہے اسلئے خیال ہوتا ہے کہ یہ لفظ عربی
ہوگا لیکن صراح و قاموس میں اس کا
وجود نہیں ہے - معلوم ہوتا ہے کہ
اصل میں بہل تھا بفتح اول و کسر
ہائے ہوز صیغہ صفت مشبہ بمعنی
متروک اور مرا پر چھوڑا ہوا محاز
بمعنی معاف (بہل عربی میں ترک
کرنا - مراد پر چھوڑنا) کاتبون کی
غفلت سے بجائے ہائے ہوز کا
عطی لکھی گئی دوسری صورت یہ بھی
ہو سکتی ہے کہ اصل میں بہل بکسر
اول و دوم ہو یعنی ب زائدہ اور
ہل امر کا صیغہ -

ہلیدن (چھوڑنا) سے

تیسری صورت یہ ہے کہ بجمل بفتح
اول و دوم و تشدید لام ہوا اس صورت
میں باء موحده مفتوحہ ظریفیت اور
معنیت کی معنی دیتی ہے اور ح

حلال ہونا) صفت - معاف (شریف)
شہید با وفا ہونا مجھ کو بھیر پاس وفا
ہوتا - محل کرتا اگر قاتل پہ ثابت خون
بہا ہوتا

بحول الشہر - (ع - تب + حول -
قوت اللہ) دیکھو اب

بحسب شرف - (ع بضم اول و فتح دوم و
سکون چارم و فتح پنجم) کھر کی تصغیر
چھوٹا سمندر جو چاروں طرف خشکی
سے گھرا ہو -

بخسار - (ع - دھوان - بھاپ)
۱۔ مذکر - تب - وہ حرارت جو جسم میں اخلاط

کے کسی نقصان کی وجہ سے عارض
ہوتی ہے - ان معنوں میں یہ لفظ ہندی

ہے (سحر) پیری میں بھی ہے بانہ
اس عشق کی حرارت - مانند شیر

اُترا کس دن بخار میرا وہ گرمی
جو کسی تریا گرم چیز سے ملے - بھاپ

دھوان - انجری - بخارات جمع (قدر)
ایک سال اٹھتے ہیں اس درجہ بخار

سیاہ - کہ تمام ابر کا کالا ہوا جلانکل
(آتش) ہفت آسمان چھٹے جوہر

دو آہ سے - کیا کیا بخار دل سے
بخار زمین جلا غصہ رنج - کہورت

بخار بحث نالہ ہی مرغان چین سے

کیا کیا اتری صبا پر نہ بخار دل نالان
نکلا -

بخار آنا - ۱۔ لازم - تب میں مبتلا
ہونا - حرارت آنا - تب آنا (داغ)

کابنتی ہے فلک پہ کیوں بجلی - کیا مری
آہ سے بخار آیا غوف آنا - ڈر معلوم

ہونا (فقرہ) ہندوستان میں نکلا س کے
نام سے بخار آجاتا تھا -

بخار آنا - ۱۔ لازم - تب کے اُٹل
ہونا - (ذکر) دیوانگی میں پھنک رہی

تھے ہم لباس سے - اتری قبا بخار
بدن سے اُتر گیا -

بخارات - بخار کی جمع - بخارے
اٹھنا - چڑھنے کے ساتھ (قدر) چھایا

مراخت سید آہ اس پر حسب طرح بخار
چڑھیں اوج ہو ابر -

بخار اٹھنا - ۱۔ لازم - دھوان
اٹھنا - (قدر) اُگ سبزہ جو عارض کر

تھارے لب تلک پہنچا - جلب سے
جب بخار اٹھا گھٹا چھائی بدخشان پر

بخار بھرا ہونا - ۱۔ لازم - شکوے
سے لبریز ہونا - بخار سے پر ہونا -

کثرت - سیم جوش ہونا (طلسم الفت)
دل میں اس کے بھرا ہوا ہے بخار شکوے

کر لینے دیکھئے دو چار -

بخار جڑھنا۔ ا۔ لازم۔ تب
آجانا۔ رجا ز آ غصہ میں بھرنے غصہ
آنا۔ صدمہ ہونا۔ ڈر لگنا۔ جاننا
پھولونکا دونا بھیجا ہے نرس حرم کے
ہاتھ۔ کیونکر چڑھے نہ دیکھ کے مجھ کو بخار
پھول۔

بخار دل میں رکھنا۔ ا۔ متعدی
دل میں کینہ رکھنا۔ بغض رکھنا۔

بخار دل میں رہنا۔ ا۔ لازم
بخار دے دیا ہونا۔ ا۔ لازم (عو)

بخار گرم ہونا۔

بخار رکھنا۔ ا۔ لازم۔ بغض
رکھنا۔ کینہ رکھنا۔ عداوت رکھنا۔

بخار نکالنا۔ ا۔ متعدی۔ ا۔ دل کا
جوش نکالنا۔ دلا بخار نکالنا۔ آتش

رو کے آنکھوں سے نکالوں میں بخار
دل کو۔ کرچکے ابرو میں بھی کہیں باران

پیدا۔ غصہ آنا۔ حسرت نکالنا
ہوس نکالنا۔ عوض لینا۔ داغ بخار

اچھانکا لاسوز دل نے چشم گریبان پر
کہ ہر آنسو پر گہ آبلہ ہے نوک

مرگان بہت۔

بخار نکھنا۔ ا۔ لازم۔ دھوان
نکھنا۔ حسرت نکھنا۔ غصہ فرو ہونا

دل کا بخار نکھنا (ساک) دل کا

بخار رو کے نہ ہرگز نکل سکا اشکون
سے کیونکہ آتش دل کو بجھا ہے شمع
ہے (پر کے ساتھ) غصہ اُترنا۔ (دھر)
مجھ بخار نکلا ہوے غیر پردہ گرم۔

آئی کیسے سر کی ٹلی میری جان پر
بخار می۔ (ف) وہ آتش دان جو

دالان یا گرمے کی دیوار میں مکان
گرم رکھنے کے واسطے بناتے ہیں۔

پچھنی)۔ ا۔ مونث۔ وہ کوٹھری جو دالان
یا باورچخانہ میں غلہ رکھنے کی غرض

سے بناتے ہیں ان معنوں میں فانی
میں مشتمل نہیں ہے (ف) بخار

کی طرف منسوب۔ بخار کا رہنے والا
بخت۔ (ف) مذکر۔ نصیب۔

قسمت۔

بخت آزمائی۔ مونث۔ تقدیر
آزمائی۔ طالع کی جانچ۔ قسمت کا

امتحان۔ کرنا۔ ہونا۔ ساتھ۔

بخت آور۔ بخت جوان بختمند
بختیار۔ (ف) صفت۔ خوش

قسمت۔ خوش نصیب۔
بخت اڑ گئے بلند می رہ گئی۔

بمثال۔ اسکی نسبت کہتے ہیں
جو مفلسی میں، امیرانہ مزاج بنائے

افلاس کی حالت میں ڈینگ کی

لے (نکمت) دیکھ کر آج یہ کہتے ہیں
یہ اغیار کو ہم - بخت تو اڑ گئے لیکن
ہے بلندی باقی
بخت الٹنا - ۱ - لازم قسمت
بٹ جانا -

بخت باز می - ۱ - یونٹ تقدیر
آزمائی -

بخت برگشتہ (بغیر اضافت)

صفت - بد نصیب -

بخت بیدار - بخت سازگار

بخت ہمایون - خوش نصیب -

خوابیدہ بخت کا مقابل ۱ - ماعتنا

اچھا نصیب -

بخت پھرنا - ۱ - لازم قسمت

کانا موافق ہونا - (شاد) کج روی خیر

کی کچھ آج سے ہے - بخت ہم سے

ہیں عمر پھر سے پھرے -

بخت تر - دیکھو "بخت سبز"

بخت جلا - ۱ - صفت - کج بخت

بد نصیب - (انشا) عشق کہتا ہے

یہ وحشت سے جنوں کے حق میں -

چھیڑ مت بخت چلے میرے بڑے

بھائی کو -

بخت جلنا - ۱ - لازم قسمت

ہونا کی جگہ - خوش نصیبی نہ ہونا -

بخت جوان - (ف) موصوف

صفت - ۱ - چکنے والا اقبال - ترقی

کرنے والا اقبال (محسن) ایام کا

بخت پھر جوان ہے - پھر عہد شباب

آسان ہے -

بخت چکنا - ۱ - لازم طالع بیدار

ہونا - نصیب جاگنا - (مومن) سوز دل

سے کئی جان بخت چکنے کے قریب -

کرتے ہیں موسم گرامین سفر آخر شب

بخت خفتہ - (ف) موصوف

صفت - سویا ہوا نصیب - گپڑا ہوا

اقبال سے اتنے لئے - ہے خندہ گل بے

صدا اسیر جاگے نہ بخت خفتہ کہیں

عندلیب کا ۱ - (بغیر اضافت) بد نصیب

بخت بیدار کا مقابل -

بخت رسا (ف) - اقبال خوش

نصیبی -

بخت سبز (ف) خوش نصیبی

(رشد) بس کافی ہے بخت سبز

تیرا کپڑے نہیں چاہئے بخت سبز

بخت مونا - ۱ - لازم نصیب کا

ناموافق ہونا -

بخت سیدھا ہونا - ۱ - لازم

نصیب کا موافق ہونا - مثال کیلے

دیکھو بخت ڈاڑون -

بخت کھلنا۔ ۱۔ لازم۔ نصیحت گنا
 ۲۔ (مجازاً) ناکھد کی شادی ہونا۔ (انشا)
 کھل پڑے عالم سستی میں تو ہم بخت کھلے
 لے نہ اسے دختر زاتو تیرے بخت کھلے
 بخت مند۔ دیکھو بخت آدر۔
 بخت و انفاق۔ (ن) جب کسی کو
 نفع کثیر بے سعی و تلاش حاصل ہو تو کہتے
 ہیں کہ بخت و انفاق سے ایسا ہوا۔ بخت
 خاص ہے اور انفاق عام اگر بہت زیادہ
 نفع کی چیز ملی ہے تو بخت کہتے ہیں اور اگر
 معمولی چیز دستیاب ہو یا کوئی ایسا بکروہ
 معاملہ پیش آئے جکا وہم و گمان نہ ہو تو
 انفاق۔

بخت و ازون۔ بگڑا ہوا نصیب
 او ذہبی قسمت (دراغ) آسمان پر بھی ہو
 اگویا تری قسمت کے لئے۔ بخت و ازون
 کو نہ ہم نے بھی سیدھا دیکھا۔

بخت جلی۔ صفت۔ مونث۔
 (عو) بد نصیب مصیبت زدہ۔ بد بخت
 اس عورت کی نسبت بھی کہتے ہیں جو
 اولاد نہو۔ یا جو بیوہ ہو گئی ہو۔ (انشا)
 اور دن کے سر جا چڑھو مجھ سے نہ بولو
 دوا۔ رکھو نہ اُجڑی ہوئی بختوں جلی سر
 غرض۔

بخت۔ ۱۔ مذکر تیز اونٹ جو سواری

کے کام آتا ہے اس پر بوجھ نہیں لادو
 بخت نصرت بضم باو سکون
 خاویج خون و تشدید صاد مفتوح بخت
 صل میں بخت تھا جسکی معنی بیٹا
 نصرت ایک بُت کا نام چونکہ یہ لڑکا
 اس بُت کے پاس پایا گیا جسکا نام
 نصرت تھا اور دلالت کا پتا نہیں چلا لندا
 بخت نصرت نام ہوا۔ مشہور بادشاہ کا
 نام۔

بختا ور۔ (ن) اصفت (عو) ایش
 نصیب۔ (ن) مند (فقرہ) یہ لڑکی بختا ور
 ہوئی ہوتے ہی باپ کو سو روپیہ کی لڑکی
 مل گئی۔ (عو) طنزاً۔ بد نصیب (فقرہ)
 یہ لڑکا ایسا بختا ور ہوا باپ کی روزی
 اڑ گئی۔

بختا ور کا آٹا کیلا بخت کی دال
 چلی ایش یعنی اپنے مال سے سلوک
 کرتا ہے بخیل صرف باتوں میں ٹاٹا ہر
 بختا ور ہی۔ یا بے صدوری ہوش
 (عو) را خوش قسمتی۔ (طنزاً) بد نصیبی
 شامستہ بختی۔

بختا ور کی آنا۔ لازم۔ شامستہ آنا
 (شوق) کیا دھماچو کڑی چائی ہے
 دیکھو بختا ور کی کچھ آئی ہے۔
 بخت۔ (ن) بختہ وہ چیز جکا چھلکا آتا

بخشایش (ن) بخشودن کا اصل مصدر (مؤنث) گناہ کی معافی تقصیر کی معافی۔

بخشایش گر۔ (ن) صفت والا خدا تمنا کے کیواسطے الرحیم کی جگہ بولتے ہیں۔

بخشنا نا۔ بخشا کا متعدی۔

بخشایندہ۔ (ن) صفت بخشش کرنے والا۔ الرحمن کا مراد ہے۔

بخشیش (ن) مؤنث۔ معافی عفو۔ انعام۔ جو دو کرم ۲ عطیہ۔

بخشش نامہ۔ (ن) مذکر۔ ہیر نامہ۔ وہ دستاویز جس کے ذریعے سے

کوئی ہمالیاد بلا معاوضہ کسی کو دیا جائے بخشنا۔ (فارسی) بخشیدن سے بجا

اند و مصدر بنایا ہے۔ ۱۔ متعدی دنیا (غالب) خیال مرگ، کب نسکین

دل آرزوہ کو بخشے ۲ ثواب دینا۔ دوزخ کو سوزنا پھینکنا خدا کو چاہے ہم

تو نامراد۔ چھ ہزار کے بخشا ہو گئی یاو آئین ہم نے قصور معاف کرنا (ذوق)

داع خالی دوسے بتان ہوں مجھے خدا بخشے تو کیا عجب ہے کہ وہ نکتہ فدا ہو

۳ کسی عمل کرنے۔ تو بیکسے دعا میری کی اجازت دینا یہ نقش حب بخشا ہوا

لیا گیا ہو، مذکر۔ بولے ہوئے بھنے جنو جنکا چھلکا آتا لیا گیا ہو۔ عوام کہتے بولتے

ہیں۔ اسکا واحد اردو میں مستعمل نہیں بخش (ن)۔ ایک قسم کا بڑا اونٹ

جو خراسان سے آتا ہے بخت نصر فی عرب کی اونٹنی عجم کے اونٹ سے بچہ

لیا اور اپنے نام کی رعایت سے بختی نامزد کیا) مذکر۔ بڑا اونٹ۔ تیز رفتار

اونٹ۔

بختیار (ن)۔ بخت یار (صفت۔ کامیاب۔ خوش نصیب۔ جوان بخت

بخچی۔ ۱۔ مؤنث۔ چھوٹا بچہ۔ بخترہ۔ (ن) مذکر حصہ۔ زیادہ تر

حصہ بختر بولتے ہیں تنہا بختر انہیں بولتے بختری۔ (ن)۔ صفت حصہ دار

شیریک۔ بخش (ن)۔ حصہ (۱)۔ سنکرت میں بھاگ۔ بچ۔ بکشن بمعنی حصہ) مذکر

۱۔ حصہ (میر حسن) یہ گھوڑا جو اس گل کے تھا بخش کا۔ فلک سرتھا نام

اس بخش کا ۲ فارسی اسما کے ساتھ کہ اسم فاعل کے معنی دیتا ہے جیسو

تاج بخش ۳ اردو میں کھانے کے مکمل کئے کو کہتے ہیں جو تقریبات

میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

جو کیداردن کی تنخواہ میں بائٹے والے کو بھی کہتے ہیں لا فوج کی موجودات لینے

واللہ

بخشی و الما ایک - (ف) مذکر یکا انداز
چیف - جسک سپرد تقسیم تنخواہ کا کام بھی ہوتا تھا۔

بخشی خانہ - (ف) مذکر بخشی کا دفتر - فوج کی تنخواہ میں تقسیم کرنیکا دفتر - بخشی کا دھکڑا یا دھکڑا - مذکر -

(دہلی) سپہ سالار کا داماد - زور زور کا یار - زبردست - لچا - بد ذات شیریں نٹ کھٹ -

بخشی گری - (ف) مونث سپہ سالار کا عہدہ - فوج میں تنخواہ میں تقسیم کرنے والے حساب کتاب رکھنے والے کا عہدہ -

بخش - (ر) لغت میں احسان کا روکنا اور شریعت میں واجب فعل کا روکنا (مذکر) گنجوسی - تنگدلی جڑی لالچ - طمع - حرص -

بے محسوس کا لے شرف - اک ولی کا پیارا وہ تھا عال نہ تھا مفت

بخشود - معاف فرمائے - پیچھا چھوڑا (ایامی) خدا کے واسطے کہیں بخشو گے بھی -

بخشوانا - بخشوا بہت سی - معاف کرنا - عنو کرنا (داغ) کیا یونی مرگڑ ترے عاشق - بخشو یا گنا سنا بھی ہو

بخشوی بلی جو ہالند وراہی بھلا لند وراہی جسے کھا) مثل - یعنی تم کو بیہودگی توقع نہیں جیسے بڑے بھلے

سم بن دیے ہی رہنے دو - جب کسی شخص جیکنی چھپڑی باتوں سے کیسے قابو میں نہ آئے فریب کو تار جائے تو یہ مثل اکبر مال دینا ہے -

بخشی (ف) مذکر شاہی زمانے کی عہدہ کا ایک خطاب - سپہ سالار وہ شخص جو فوج میں تنخواہ میں تقسیم کرتا اور حساب کتاب رکھتا ہے -

لغہ (نوٹ) ایک بلی سر جھکائے غریب صورت بنائے بھی تھی اتفاقاً ایک جوڑے کا آدمی سے گزر رہا تھی اوپر بھیڑی تو جو ہال میں گھس گیا - بلی کے ہاتھ صرف دم لگی تھی جسے چھ سے کابین تم سے کھیلتی تھی باہر کو تو میں تمہاری دم جوڑ دون چوہا اس کے کلب کو مار گیا اور جواب میں کہا بخشوی بلی الخ

بخیمہ (دع) مذکر جمع بخیل کی -

بخجور (دع) بخجرات جمع (مذکر -

وہ چیزیں جنکے جلانے سے خوشبو نکلتی

ہے - (مثلاً) عود - لوبان - (ناصر ہین

ہے عشق جو اس گیسوے معبر کا - بخجور

کرتے ہیں ہر روز مشک و عنبر کا -

بخجور دان - (مذکر - وہ ظرف جہین

عود لوبان وغیرہ جلاتے ہیں

بخیانہ - (مستعدی - بخیمہ کرنا - سینا

بخیمہ سے اباعدہ اردو مصدر بنایا ہے

بخمیل (دع) صفت - کجخوس -

سنگدل - بخیمہ - جمع ہے -

بخمیلی - (مونث - غم - کجخوسی - یہ

لفظ بمعنی بخل غلط ہے -

بخیمہ (ف) - مذکر ڈھرانکا ایک

قسم کی مضبوط سیون جو پاس پاس

ہوتی ہے (کرنا ہونا کے ساتھ) (فلق)

خندہ دندان نما کے عشق میں - مثل

ناخن بخیمہ زخم جگر ہونے لگا - جمع

پونجی - سرمایہ - حوصلہ - بساط (قہر)

ان کا اتنا بخیمہ کہاں -

بخیمہ اُدھڑنا - (لازم - اٹانکے

کھلنا - قلمی کھلنا - راز فاش ہونا -

عیب ظاہر ہونا - (مجازاً) طاقت

ختم ہو جانا -

بخیمہ اُدھڑنا - (مستعدی (ذوق)

ناخن نہ دے خدا بخیمے کے بخیمہ جنون

دیگا تمام عقل کے بخیمے اُدھڑنا -

بخیمہ ٹوٹنا - (لازم - سیون اُدھڑنا

ٹانکا ٹوٹ جانا -

بخیمہ دار - صفت - اس کی پے

کی نسبت کہتے ہیں جس میں بخیمہ کیا گیا

ہو -

بخیمہ زن (ف) صفت - بخیمہ کرنا -

بخیمہ کر - (ف) بخیمہ زن -

بخیمہ کھلنا - (لازم - ٹانکے اُدھڑنا

بھید ظاہر ہو جانا - پردہ فاش ہو جانا

حقیقت ظاہر ہو جانا - (ذوق) سے

جاتے ہیں کس سے زخم اس تیج تبسم

کے - کہ بیان کھلتا ہے بخیمہ سوزن - سی

مریم کا -

بید (د) وہ چھوٹا گڈھا جس میں لڑکے

کھیل میں گوبی ڈالتے کی کوشش کرتی

ہیں -

بید (د) مونث - (ساہوکار و غلامی ارج

ذمہ (محسن) حساب انگاشکی ہی کی

مدین ہو - جو ان کی بدی ہے ہری

بزمین ہو - وہ ڈنبل جو چڑون میں

نکلتا ہے - (جائنا صاحب) (س) دنگ

میں ترے صدقے کہیں بد تو نہیں نکلی

بُذ۔ (ذ) صفت۔ اُنیک کا ضد۔
 بُز۔ خراب۔ شریر۔ فسادِی۔ ناقص
 بُکما۔ جانِ صاحب (یا جو جسم نیک
 تو بد ساس ملی ہے۔

بدا چھا بدنام بُرا۔ ایشل۔ سوا
 اور نگو ہوتا بد کاری سے بھی زیادہ
 خراب ہے۔ بدنامی کے محل سے بچنے
 کے موقع پر نصیحت کے طور پر کہتے
 ہیں (شوق قدوائی) بھاگے اچھی
 شکون والے عشق ہے گویا کام بُرا
 اپنی حالت کیا میں بتاؤں بد اچھا
 بدنام بُرا۔

بُذ آموز۔ (ذ) صفت۔ اسکی
 نسبت کہتے ہیں جسے خراب تعلیم
 پائی ہو۔

بدا غار۔ (ذ) صفت۔ بد
 بد مرثت۔

بدا آئین۔ (ذ) صفت۔ وہ
 جو کسی اصول کا پابند نہ ہو۔ بد وضع
 بد اختر۔ (ذ) صفت۔ بدخت

شوم۔
 بدا خلق۔ (ذ) صفت۔ غیر

مہذب۔ کج خلق۔ بُری عادتوں والا
 بدا خلقی۔ کج خلقی۔ ناشائستگی
 بد اسلوب۔ (ذ) معرف (ذ)

اسلوب بضم اول سوم وضع۔ طرز
 روش (صفت بد نما۔ بد قطع۔
 بد راہ۔ بد وضع۔ بد کردار۔
 بد اسلوبی۔ ا۔ مونث۔ بد راہی
 بے ڈھنگا پن۔

بداستخوان۔ (ذ) صفت۔ اُس توخا
 ہے (ا۔ صفت۔ عو۔ بد شکل۔ (طرح دار
 لونڈی) بیسیون ہنگم بد استخوان
 بے کینڈے باہر سے آئیں مہینہ بھر
 کا لکڑے تعلیم دی پھر جو دیکھتے سر سے
 پاؤں تک بدل گئیں

بداصل۔ (ذ) صفت۔ کمینہ
 بُری قتل کا۔ باجی۔

بدا نظار۔ (ذ) بد چلن۔ بُری وضع
 کا۔ خراب ڈھنگ کا۔

بدا اعتقاد۔ صفت۔ جس کا عقیدہ
 خراب ہو یقین نہ رکھنے والا۔ نہ ماننے
 والا۔

بدا اعمال۔ (ذ) صفت۔ بد چلن
 بد اعمالی۔ مونث۔ بد معاملگی
 سرکشی۔ بد چلنی۔ بد کرداری۔

بدا افعال۔ (ذ) صفت۔ بد اعمال
 جسکی حرکتیں اچھی نہ ہوں۔

بدا آئینی۔ مونث۔ بغاوت۔
 بد انتظامی۔ مونث۔ بد عملی۔

خرابی۔

بد اندیش۔ (ف) صفت۔ خواہ
مخالف۔ دشمن۔ بُرا چاہنے والا۔
بد اوسان۔ صفت۔ بدحواس
(داغ) بزم سے آنکھ چڑا کر جو چلا میں
تو کہا۔ شیر اور چوہ بد اوسان کہاں جاتا
ہے۔

بد بات۔ امونٹ خراب بات
عیب۔

بد بات بھوٹنا۔ ۱۔ لازم عیب
کھلونا۔ مشہور ہو جانا (جانفصاحب)
مرزا کے جب سے نکلی تھیں آتشک
کئی۔ بد بات بھوٹی چار بن یہ ہانڈی
پک گئی۔

بد بات جھنڈے پر چڑھنا
۱۔ منعہدی۔ عیب مشہور کرنا (جانفصاحب)
موسل کرین اسمین نہ جان سینگ
سمائے۔ بد بات تو یہ رنڈیاں جھنڈو
پر چڑھائیں۔

بد باطن۔ (ف) صفت۔ کینہ
پرور۔ وہ شخص جسکی نیت خراب ہو
منافق۔

بد بخت۔ (ف) صفت۔ بد نصیب
کم بخت۔ مصیبت زدہ۔ آوارہ۔
بد بزر۔ (ف) صفت۔ بد باطن

بدظن۔

بد پر کرنا۔ ۱۔ متعدی۔ بدظن کرنا
بدگمان کرنا۔
بد بکلا۔ صفت۔ عوجڑ ٹیل نہایت
شریر۔ (راحت) پٹری رہتی ہے
تہکاری سے میری جان کے پیچھے
مجھے جانے نہیں دیگی بہن ہے بدبلا
تیسری۔

بد بو۔ (ف) مونث۔ خوشبو کا
ضد۔ خراب بو۔

بد بو آنا۔ ناقص بو کا پھیلنا (داغ)
دہن زخم سے دشمن۔ کے جو بد بو آئی
بد بو رنڈی۔ وہ عورت جسکے پاس
بد بو ہو۔

بد بو کرنا۔ ۱۔ لازم۔ ناگوار بو پھیلانا
کسی شے سے عفونت آنا (ناستخ)
یا زائنت کی۔ بو سے تھا معطر یہ شام
یا مار سہ کرتے ہیں آکر بد بو۔
بد بو مرد۔ وہ مرد جسکے پاس
بد بو ہو۔

بد پانسا پڑنا۔ لازم۔ عوج۔ جب
پانسا خراب پڑتا ہے تو کھیلنے والو
بگڑ بگڑ کے بات چیت کرتے ہیں
اور کسی طرح ناخوشی ظاہر کرتے
ہیں یا۔ جب کوئی شخص خواہ مخواہ

بگڑنے بات کہتا ہو یا غصے میں جپ
ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ کیا بد یا نسا پڑا
ہے (جان صاحب) بد یا نسہ پڑا کیا
ہو جو منہ سے نہ بولے۔

بد سُنْد (ف) صفت - جو دوسرے
کا بُرا چہے۔

بد نِشِت (ف) صفت - وہ
گھوڑا جو شرارت سے پیٹھ پر بوجھ نہ رکھ
دے۔

بد پَر تو (ف) صفت - بد طالع
گنہگار - بد سرشت۔

بد چِشَم (ف) صفت - وہ شخص
جو دوسرے کے مال کی طمع کرے۔
بُری نیت سے دیکھنے والا۔

بد پَر ہیز (ف) صفت - بے
پردہ - بے احتیاط - وہ شخص جو کوئی
کام مضر صحت کرے یا وہ غذا اور
دوا استعمال کرے جسکو معالج نے منع
کیا ہو۔ کہتے ہیں اہل محلہ صحفی
کل مر گیا - کیا عجب اسکا کہ تھا بیمار و بد
پر ہیز تھا۔

بد پَر ہیزی - ۱ - مونث - بے
اعتدالی - بے احتیاطی (۲ - مجازاً)
عیاشی فضول خرچی۔

بد تَر (ف) صفت - زیادہ

خراب - نہایت خراب - (۱ - اسے) دُج
کا (قلق - ۲ - بوڑھوں سے بھی)
ہیں بد تر گوسن میں ہم جوان ہیں۔
بَد تَبَا (ف) صفت - بد نژاد
بد اصل۔

بد جانور - ۱ - مذکر - سور - خنزیر
بد جِلْو (ف) صفت - بکسراول
فتح دوم - گھوڑی کی نگام - سپ
کوئل (صفت - سرکش گھوڑا)۔

بد چِشَن (صفت - بد اطوار - بد اعمال
بد افعال - بد وضع۔

بد چِنی (مونث) بد اعمالی
بد وضعی - بد کردار می۔

بد خال (ف) صفت - خوشحال
کی ضد - خستہ حال - بد بخت

بد جَوَاس (ف) صفت - ۱
لفظی معنی - بے حس - ۲ مضطرب

پریشان - بہوش - بے عقل ۳
(مجازاً) کم عقل۔

بد حیثیت - ۱ - صفت - عورت - بد وضع
بد قطع - بد شکل۔

بد خُبر (ف) صفت - موت
کی خبر کے نسبت کہتے ہیں - (بکسر)

مریض ہجر کو نیچے ہوئے نہیں دیکھا
جو بد خبر کوئی سُنا مری خبر لینا۔

بدخوال - بدخصلت (ن) صفت
بدافعال - بد مزاج -

بدخط - (ن) صفت - اس
شخص کی نسبت کہتے ہیں جس کا خط
خراب ہو۔ اس تحریر کی نسبت
بھی کہتے ہیں جو بے قاعدہ ہو یا جس کے
حروف بوجہ نقص کتابت نہ پڑھے
جائیں یا دقت سے پڑھے جائیں -

بدخلق - (ن) صفت - مزاج
اس شخص کی نسبت بولتے ہیں جس کا
برتاؤ خراب ہو - بدخو - شریر -

بدخو - (ن) صفت - بُری
خصلت والا -

بدخواب (ن) خواب کا لفظ
خاب ہے صفت - جو سو اٹھ کر
بدخوئی کرے -

بدخواب کرنا - ا - متعدی نیند
اُچاٹ دینا - (قدر) اے نکیرین
نکا لا ہے کہان کا جھگڑا - ا - احوال
دلا کر دیا بدخواب ہمیں -

بدخواب ہونا - ا - لازم نیند
پوری نہ ہونے سے بچیں ہونا -
(خلق) جاگے ہوئے فراق کے سوتے
ہیں زیر خاک - بدخواب ہونے
ہم جو فرشتے جگائیں گے - ا - احتلام ہونا

سوئے میں نہانے کی حاجت ہونا -
برا خواب دیکھ کر ڈرنا - (جان صاحب)
مولوی یوسف زینبی مری کی پاک
جو ہے - اس کو وہ تعویذ لکھ دیتا نہ
ہو بدخواب اب -

بدخوابی - مونث - ادہ بچینی یا
کلیف جو نیند نہ آنے کی وجہ سے ہوتی
ہے - خوفناک پریشان خواب -
احتلام -

بدخواہ (ن) خواہ کا لفظ خواہ ہی
صفت - برا چاہنے والا - دشمن - بد
اندیش - کینہ ور -

بدخواہی - مونث - دشمنی - بیر
عداوت -

بددعا - (ن) مونث - کوسنا
نفرین - لعنت -

بددعائینا - ا - متعدی - کوسنا
دینا -

بددعا کرنا - ا - لازم - کوسنا -
بددعا لکنا - ا - لازم - کوسنے کا اثر

ہونا - گلیوں میں بکھرا ہوا ہے جو
تو آج تک خراب - اے مصطفیٰ یہ کیسی
جگھے بددعا لگی -

بددعا لینا - ا - لازم - کوسنے کا مستحق
ہونا - (فقر) کیون فقر دن کی بددعا

لیتے ہو۔

بد دل - (ف) صفت بالاض

ناخوش - بد گمان - بد دل - در نیوالا

ترسان - شکستہ خاطر -

بد دماغ (ف) طغ بکسڑا دل دوم

صفت - مغرور - نازک دماغ

چڑچڑاہند - فراج - ناخوش - کرنا ہونا

کے ساتھ (ر شک) تو نگہت چین

سے نہ ہو بد دماغ اگر پہنچا میں عرش

پر ابھی ایسا دماغ باغ - (نا سخ) اس

گل تر کو نہ کر او نگہت گل بد دماغ -

مارے غصے کے ابھی آجائیکہ ختم

ناک میں -

بد دماغی مونث - نازک دماغی

خفگی - عذور - آزر دگی - چڑچڑاپن -

(نسیم) بارے ہزار بد دماغی - لی

حضرت غول سے چراغی -

بد دیانت (ف) صفت -

فریبی - دغا باز - خیانت کرنے والا

بد دیانتی - مونث - فریب -

دغا بازی - خیانت -

بد ذات - (ف) صفت اخلاقی

بد طبیعت - شریہ لجا - شوخ - شوق

ایک بد ذات تو گھوڑا ہے - تجھے جو

کچھ نہ ہو وہ تھوڑا ہے - مکینہ کم ذات

پاجی - سفلہ - فقرہ (فقرہ) بد ذات ضروری

کرنا -

بد ذاتی - مونث - شرارت - کینگی

بد ذاتی پر آنا - لازم - شرارت

پر آمادہ ہونا - (آتش) ساکن ہوسہ

کو منہ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ - نیک

طینت ہو تو بد ذاتی پر آتے نہ چلو

بد ذہن - (ف) صفت گند ذہن

خراب ذہن کا -

بد راہ - (ف) صفت - بد چلن

بد وضع - گھوٹا - (جان صاحب) ذاتی

بندی کی تو گھٹی میں پیری چاہ نہ تھی

نیک بختوں میں رہا کرتی تھی بد راہ

نہ تھی -

بد رکاب - (ف) رکاب عربی بکسر

اول لوہے کا حلقہ جسکو زین میں لٹکاتی

ہیں تاکہ پاؤں رکھیں (صفت اینٹ)

گھوڑے کی نسبت کہتے ہیں جو سوار

ہوتے وقت شرارت کرتے - شریہ

گھوڑا (قدر) بھڑک گیا مری آہوں

سے چرخ کج رفتار آلف ہو آخر رس

بد رکاب کے مانند -

بد رنگ - (ف) صفت - بد رنگ

بد طبیعت - (قدر) بد رنگ ہے وہ

بت کیے کس طرح صفائی - بھڑکی

بد روز - (ف) صفت بد بخت
بد روزگار - (ف) صفت بد نصیب
بد بخت - جس کا زمانہ ناموافق ہو۔

بد زبان - (ف) زبان بد بضم و زینہ
بفتح اول (صفت سخت زبان گالی
گلو ج بکنے والا گستاخ - (جرات)
سب چلے تیرے آستان کو چھوڑ۔
بد زبان ابواس زبان کو چھوڑ۔
گالی گلو ج۔

بد زبانی - مونث - گالی گلو ج
گستاخی سخت کلامی۔

بد زیب - (ف) صفت نازیبا
بد نما۔

بد ساعت - (ف) مونث - عت
خس - مخوس گھڑی - برسی گھڑی
بد سرشت - (ف) صفت خرد
طبعیت کا بد نیت۔

بد سگال - (ف) صفت بد بخت
بد خوا (مجازاً) دشمن۔

بد سلوکی - ا - مونث - کج خلقی
برتاؤ کی خرابی - بُرائی - بدی - برسی
طرح کی معاملت۔

بد سیرت (ف) صفت بد
برسی خصلت کا خراب عادت کا
بد شکل - (ف) صفت خراب

کیون کو مٹایا نہیں جاتا۔
بد رنگ - (ف) بُرے رنگ کا

صفت بد رنگ آڑا ہوا۔ بد رنگ کا
بد بڑی قسم کا خراب رنگ کا۔ بد وضع
گھوٹا ناقص - (ف) عجائب علم
موسیقی میں یہ کمال بہم پہنچا یا کہ کبھی
کسی ناگس کے دھم و خیال میں نہ آیا
تھا ایک رنگین احاطہ کھینچا ہے جو
اس میں آیا چھوٹا پھلا وہ انکا پیرد
ہوا اور جسے دھنگ جدا کیا وہ
ٹکسال باہر بد رنگ ہوا۔ تاش کچھ
چھوٹا پھیلنے میں جب رنگ کا پتہ نہیں
ہوتا اور دوسرے رنگ کا پتا ڈالتے
ہیں تو کہتے ہیں بد رنگ یا جو سر کی
سوئے گھوٹوں میں سے آٹھ گھوٹیں اٹھنا
کرنا کے ساتھ شعور۔ پاسنے کی بُرائی
ہے تو ہر جا بگی بازی۔ بد رنگ تو کیا
رنگ بھی جانان نہ اٹھے گا۔ (رنگ)
کہتے بد رنگ کیا کیا رنگ اس چوڑ
کی بازی میں۔

بد روز - (ف) صفت بد رفتار
گھوڑے کی نسبت کہتے ہیں۔

بد رو - (ف) صفت برسی
شکل کا خراب - بد نما - (فقرہ) یہ
گلاس بہت بد رو ہے۔

صورت کا۔ بد ہیئت۔ بد قطع۔

بد شگون۔ (ن) صفت منجوس

بد شگنی یا بد شگوئی۔ مونث۔ بدانی

نحوس۔ (محر) موت کو بد شگنی جانکر

ایسا بھولے۔ گویا آدمی کسیدن نہ کفن

یاد آیا۔ (معروف) آنے پہ پہ یار بد

شگون فی موت کر۔ اے ابر نہ رو برسن س

کا دن ہے شگن بضم اول و دوم

شگون بضم اول و دوم مقرر شگن

(فتح اول و ضم دوم۔ ہر س نیک گن

اشری یعنی فال نیک) کا ہے۔

بد صورت۔ (ن) صفت خراب

شکل کا۔ بُری صورت کا۔

بد صورت کرنا۔ متعدی۔ خراب

کرنا۔ صورت بگاڑ دینا شکل بگاڑنا۔

چہرہ بگاڑنا۔

بد صورتی۔ مونث۔ بُری صورت

خراب شکل۔

بد طریق۔ (ن) یا (معروف)

صفت۔ بد اعتقاد۔ گمراہ۔ بد راہ۔

بد طینت۔ (ن) صفت۔ بد خو

بد خصالت۔ بد مزاج۔

بد ظن۔ صفت۔ بد گمان۔

بد ظنی۔ مونث۔ شبہ۔ شک۔

بد گمانی۔

بد عقیدہ (ن) صفت۔ اوہ شخص

جس کا مذہب ٹھیک نہ ہو۔ (متمجب

الحکایات) بد عقیدہ آدمی خدا سے

بھی نہیں چوکتا۔ خراب عقیدہ رکھنے

والا۔ کسی کی نسبت برا خیال رکھنے والا

بد عمل (ن) صفت خطا کار۔

گنہگار۔

بد عملی۔ مونث۔ بد انتظامی۔

اندھیر۔

بد عہد۔ (ن) صفت اس شخص

کی نسبت کہتے ہیں جو اپنے وعدے

یا اقرار کے خلاف کرے۔ دغا باز

بے وفا۔ وعدہ خلاف۔ پیمان شکن

بد عہدی۔ مونث۔ بیوفائی

وعدہ خلافی۔ دغا بازی۔

بد قدر جام۔ (ن)۔ وہ جسکی

عاقبت بخیر نہ ہو۔

بد قیل۔ (ن) صفت۔ بد کار

زانی۔ عیاش۔

بد فعلی۔ مونث۔ بد کاری۔

بد قدم۔ (ن) صفت منجوس

جسکا آنا منجوس ہو۔

بد عملی۔ صفت۔ اُس برتن

کی نسبت کہتے ہیں جسکی قلعی خراب

ہو گئی ہو۔ (فقرہ) دو بد فعلی سیلیان

بد دھرم اور دھرم پٹری رہتی نہیں۔

بد قوارہ - بد قوارہ - عربی میں مکر۔

وہ چیز جس کے کنارے کٹے ہوں (۱)۔

صفت بد شکل - (طرحدار لونڈی)

رنڈی کیسی گھامڑ بد شکل بد قوارہ

تھمڑا جوڑی کی بھی نظر آتی ہے۔

بد توانا - صفت - عوسکینہ

بد قماش (د) صفت - بد

وضع - بد چلن (در شک) اتنی ٹٹ

ایسا نگی رکتا نہیں میں بد قماش - جتنا

کالے کپڑے میں رہتا ہے وہ بتا نہیں

بد کار - (د) بد افعال - فاسق

گنگا - فاجر - زانی۔

بد کاری - مونث - حرام کاری

زنا - بد فعلی۔

بد کنش - بد کنش (د) کنش

بقیم اول و کسر دوم و سکون سوم کردار

و عمل کنش بقیم اول و کسر فون سکون

شین و فوقانی - معبد - تجا نہ صفت

بد عمل۔

بد کردار - (د) صفت - بد

افعال - بد کار - فاسق۔

بد کردار سی (د) مونث۔

بد کاری - بد اعمالی۔

بد کیش (د) کیش - کبکسر اول

دیا سے مجھول - نو - عادت - مذہب

صفت - بد مذہب - بد دین - بد خو

بد گمان - (د) صفت - بظن

برگمان رکھنے والا۔

بدگمانی - مونث - بد ظنی - خیال

فاسد - (مومن) ناصح سے جھگو کیونکہ

نہوں بدگمانیان - دشمن ہیں جو مری

وہ ترے دوست دار ہیں۔

بدگوئی (د) صفت - برا کہنے والا

بریا بات کہنے والا۔

بد گوشت - ۱ - مذکر - وہ فاضل گوشت

جو کسی مادہ فاسد کو جوہ سے پیدا ہوتا

ہے (اودو پنچ) گوکہ ان صاحب کو

کبھی کوئی شعر کہتا تھا مگر آپ کے پیکر

شہرت پر بخلص ہمیشہ بد گوشت کی طرح

نظر آتا رہا۔

بدگوئی - (د) (سما و دکی صطلار)

میں اس مکان کو کہتے ہیں جس کا محن

شیر صا ہوا ایسے مکان کو منحوس سمجھتے

ہیں۔

بدگوئی - (د) مونث - بدی

غیبت - عیب گوئی - جھوٹ چٹلی

(آتش) وہ بدگوئی مری کرتا ہے میں

تک اسکو کہتا ہوں - فرشتے میرے

نعت کرتے ہوں گے میری دشمن پر

جسٹریٹ نمبر ۱۰۰۶
 آشوب زمانہ دلربائے سخن بہت غارتگر ہوش ماجملے سخن بہت
 آزادہ دلان اسیر دامِ دگر نہ بیگانہ خلق آسٹنلے سخن بہت

ادیب اردو

مترجم

حاکسار نور الحسن میرز بی بی ال ال بی

مقام اشاعت دفتر نور اللغات پائانال لکھنؤ

۱۰۰۶

بہت مسلم

نور اللغات
 پائانال

۱۰۰۶

حامد حسن علوی مخبر

تیسری مرتبہ پائانال لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم فہرست مضامین

نمبر یکم فروری ۱۹۲۲ء عیسوی حصہ ۲

- | | |
|----------------------------|-----------------------------|
| (۱) مشورہ | (۵) امور مشورہ طلب |
| جناب سید محمد فرخ سیر صاحب | مؤلف نور اللغات ۲۳ |
| (۲) ناول | (۶) انتخاب و دھبہ |
| جناب فشی عبد الرشید صاحب | پاؤز ۲۳ |
| (۳) محبت کا چرچا | (۷) ہر کوئی در ماندگی میں |
| جناب سید وزارت علی صاحب | شیر |
| (۴) سکندر اعظم | (۸) روح سخن |
| جناب سید عبدالقادر ضام ۱۶ | حضرت جلیل حضرت عارح دغیر ہم |

نور اللغات ۲۰۹

تصحیح

(ادریار دد جنوری ۱۹۲۲ء)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶	۱۵	پانی ہے	پانی ہے
۲۸	۱۱	ہشیا بخت	ہشیا بخت
۲۸	۲۳	مال	ماں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ادیب اردو

یکم فروری ۱۹۲۲ء

نمبر ۲ جلد ۲

مشورہ

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب ”ادیب اردو“ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
”تو اللغات“ کے اجزاء کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اس میں لکھنؤ
دہلی کے مرُج الفاظ و ضطلاحات اور محاورات کی تشریح کیساتھ
ساتھ غیر مقامات کے مرادف الفاظ اور معنوں کے فرق کو بھی دکھلا
دیتے ہیں چنانچہ میں دیکھا ہے کہ آپ نے دکن کے مرادف الفاظ اور
فرق معانی کی تشریح بعض الفاظ میں کی ہے۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے دکن میں اردو مرُج ہے اور وہاں کی
مادری زبان ہاستنا و جماعت مسلمین مرٹھی یا کوئی دوسری زبان ہو
بجلاں اسکے پورب کی جو صوبہ بہار کا دوسرا نام ہے عموماً ملا استناد
جماعت و اقوام مادری زبان اردو ہے، گو یہ صحیح ہے، مگر یہاں ویسی
صانیت زبان نہیں بولی جاتی جیسی دہلی یا لکھنؤ کی ہے، لیکن اس میں
شک نہیں کہ جو زبان یہاں بولی جاتی ہے وہ بھی اردو ہی کی ایک

بگڑی ہوئی قسم ہے کیونکہ یہاں اصطلاحات، محاورات، اور جامد الفاظ دہلی اور لکھنؤ کے مرکب زبان کے بولے جاتے ہیں۔
 دہلی اور لکھنؤ کے حروف اور مصادر میں اور صوبہ بہار کے حروف و مصادر میں جہانگ میں استقصا کیا ہے کوئی فرق نہیں صرف جامد الفاظ میں تھوڑا بہت فرق ہے، ممکن ہے، کہ یہاں کے شہروں میں مصادر میں بھی بہ اعتبار لکھنؤ و دہلی کے مروجہ مصادر کچھ فرق ہو، لیکن میں دیہات کا رہنے والا ہوں دیہاتوں کے مروجہ زبان پر عبور رکھتا ہوں اس اعتبار سے تو صرف جامد ہی الفاظ میں فرق پاتا ہوں لیکن شہر نشینہ سے جہان کی زبان یہاں کے اور شہروں کے باعتبار نسبتاً زیادہ صاف ہے مجھے برادری کے تعلقات ہیں اور وہاں برابر آمدورفت ہے، مگر عام بول چال میں کوئی فرق نہیں پاتا۔
 گذارش یہ ہے، کہ آپ ”نور اللغات“ میں جس طرح دکن کے مرادفات اور فرق معانی کی تصریح کر دیتے ہیں یہاں کے مرادفات اور فرق معانی کی بھی تصریح کر دیا کریں، تو آپ کی لغت نہایت کامل لغت ہو جائیگی۔

اگر آپ میرے پاس ”نور اللغات“ کے غیر مطبوعہ اجزاء بھی وقتاً فوقتاً بھیجتے رہیں تو میں مرادفات اور فرق معانی سے آپ کو مطلع کرتا رہوں گا۔

اب میں ذیل میں ”نور اللغات“ کے اشاعت یافتہ اجزاء کے ان الفاظ کی ایک فہرست لکھتا ہوں جنکے مرادفات یہاں الگ ہیں یا منگچھ فرق ہے مرادفات اور فرق معانی کو لکھتے ہوئے تصریح کر دی ہے کہ وہ کس طبقہ کی زبان ہے۔

باٹی۔ صوبہ بہار کے اہل ہندو اسکو لٹی کہتے ہیں اور یہ مخصوص ان کی چیز ہے عورتیں روٹی کے ساتھ ملا کر بطور تاج مہل ”روٹی باٹی“ بولتی ہیں۔
 پاجنٹر۔ معنی نمبر امین یہاں عوام بجنیا کہتے ہیں اور خواص ”باجے والا“۔

باد سُرخ - یہاں ”سُرخ باد“ بھی کہتے ہیں -
 بادل جھوم جھوم کے برسنا - بجائے اسکے یہاں پانی جھوم جھوم کے برسنا ”یا“ پڑنا
 بھی بولتے ہیں -

بادل - یہاں ”بدلی“ بھی بولتے ہیں -
 باوی کا بدن - یہاں ”بلغنی بدن“ بھی کہتے ہیں -
 بار روم - یہاں عوام ”بار لائبریری“ کہتے ہیں اور انہیں سے متاثر ہو کلاب خواص بھی
 کہنے لگے -

بارا - معنی نمبر ۴ میں جب ہندون کے یہاں ایسا کھانا تقسیم ہوتا ہے تو اسکو یہاں ”ہوج“
 اور ”بھنڈارا“ کہتے ہیں اور مسلمانوں کے ایسے کھانے کو ”بھاجی“ کہتے ہیں -

باران گیر - یہاں ”برساتی بھی بولتے ہیں -
 بارک - عوام ہندو ”برکھا“ بھی کہتے ہیں -
 بارنا - یہاں عوام ”ترک کرنا“ کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں -
 بارو و گولا - یہاں ”گولا بارو“ بھی کہا جاتا ہے -
 بارہ ماسی - معنی نمبر ۱۸ میں یہاں ”برہ سبا“ بھی بولتے ہیں -

بارہ دینا - یہاں ”بڑا دادینا“ بھی بولتے ہیں -
 بارٹھی - یہاں ”بڑھوتری“ کہتے ہیں -
 بازار کی مٹھائی - یہاں ”بازار کاسٹو“ بھی کہتے ہیں -

بازار کی مٹھائی جسے چاہی اُسے کھائی کہ بازار کاسٹو باپ بھی کھائے بیٹا بھی کھائے
 بافتہ - صوبہ ہار کے شہر بھگل پور میں ٹسری پارچے تیار ہوتے ہیں اسکو یہاں ”بافتہ“
 کہتے ہیں -

باکسند - یہاں اسکو ”این“ کہتے ہیں جو احتمال ہے کہ لفظ ”این“ سے تصرف ہو کر بنا ہو
 بال بھورنا - یہاں عوام ہندو ”بال بدورنا“ بھی کہتے ہیں -
 بال توڑ - یہاں ”بلتوڑ“ بولتے ہیں -
 بال چکٹ جانا - یہاں حمدتین ”بال لٹا ہو جانا“ بولتے ہیں -

بال رکھا۔ یہاں ”ہجان“ بولتے ہیں، اور معنی نمبر ۲ میں ”بدھواری“ کہتے ہیں۔
عوام کھیت کو ”بادھ“ کہتے ہیں، اس سے یہ سقوط و اضافہ چند حروف
”بدھوارا“ (محافظ کھیت) کی اصطلاح بنی، اور پھر ”بدھوارا سے“
بہ اضافہ ”میاں“ ”بدھواری“ کا لفظ بنا۔

بال گوندھنا۔ یہاں ”سرباندھنا“ بھی بولتے ہیں۔
بال لینا۔ یہاں عوام ”موے زہار“ کے مونڈنے کے معنی میں ”پاکی لینا“
بھی بولتے ہیں۔

بالٹی۔ یہاں ”بالٹی اس ڈول کو کہتے ہیں جو جست کے ہون۔
بالو۔ یہاں آخری معنی میں ”موچھڑ“ اور ”موچھا“ بولتے ہیں، اور ”موچھا“ بھی
”موچھڑ“ سے نصرت ہو کر بنا ہے۔

بالو کی دوات۔ یہاں ”بالو دانی“ بولتے ہیں۔
بالی۔ معنی نمبر ۳ میں یہاں ”بال“ بولا جاتا ہے۔
بالی کی سوئیاں۔ یہاں ”سوئنگ“ بولتے ہیں۔
بام۔ یہاں معنی نمبر ۲ میں ”بامی“ بولتے ہیں۔

باننا۔ معنی نمبر ۹ میں یہاں ایک ایسا ڈول ہوتا ہے جسکی شکل بیضاوی ہوتی ہے
اور جسے ”گنڈی“ کہتے ہیں، ممکن ہے کہ اسکی وہلی دیکھتے ہیں ”باننا“ کہتے ہیں
بانج۔ یہاں معنی نمبر ۱ میں ”بانجھ“ کہتے ہیں اور معنی نمبر ۲ میں ”ادسسر“ اور ”ٹانسر“
بال صفا۔ یہاں ”صفا چٹ“ بھی بولتے ہیں۔

باندھ۔ معنی نمبر ۱ میں ”انگ“ بولتے ہیں لیکن جبکہ ندی وغیرہ کا پانی روکنے
کے لئے بند باندھا جائے تو ”باندھ“ کہتے ہیں۔

بانڈا۔ یہاں ”لنڈھا سانپ“ بولتے ہیں۔
بانس پھوڑ۔ یہاں ”بنس پھوڑ“ بولتے ہیں۔
بانسواڑی۔ یہاں ”بنسیٹر“ بولتے ہیں۔
بانسی۔ یہاں ”بنرکٹ“ بولتے ہیں۔

بانک۔ معنی نمبر ۳ میں یہاں ”ہنسوا“ بولتے ہیں، اور معنی نمبر ۱ میں اس

خمیدہ زیور کو بھی کہتے ہیں جسے عورتیں ہاتھ کی پکلی انگلی میں پنتی ہیں -
بادنا - یہاں ”بونا“ بولتے ہیں اور اسکی مونٹ ”بونی“ ہے -

بابن - یہاں عوام ”مینا“ بولتے ہیں اور خواص میں ”مینا پانی“ کا استعمال ہے -
بائن - ”بائن“ کے معنے کو ذرا زیادہ واضح کر کے لکھنا چاہئے ”طلاق بائن“ کا مرتبہ
دو طلاقوں کے بعد آتا ہے بچہ لاف ”طلاق رجعی“ کے اس میں بغیر نکاح
کے رجعت صحیح نہیں اور نہ اس میں مثل ”طلاق مغلطہ“ کے ”حلالہ“ کی ضرورت
ہے، لہذا اسکے معنے اس طرح ہونے چاہئیں، کہ ”وہ طلاق جسکے بعد بغیر
نکاح جدید کے رجعت نہ ہو سکے“

بجری - یہاں معنے نمبر ۳ میں ”بابری“ بولتے ہیں، نیز عوام انگریزی وضع کے ترشے
ہوئے بال کو ”بابری“ کہتے ہیں جو آگے کی جانب بڑے اور پیچھے کی جانب
چھوٹے ہوتے ہیں -

بٹ - یہاں عوام ”بوتا“ بولتے ہیں، ”بل“ کے ساتھ بلا کر ”بل بوتما“ البتہ خواص
میں مستعمل ہے -

بتان - یہاں ”تھان“ بولتے ہیں -
بتانا - یہاں ہیرہ تراش جوڑیوں کو کہتے ہیں جس میں گھونگھرو نہیں ہوتے، اور جو زیور
کا کچ کی جوڑیوں کے پیچھے جس میں گھونگھرو ہوتے ہیں عورتیں پہنتی ہیں اسکو
”شمس بند“ کہتے ہیں اور یہ ہر ہاتھ میں تعداد میں ایک ہی ہوتا ہے -

بھسرا - یہاں ”بھسرا“ بولتے ہیں -

بتک - یہاں ”بطح“ اور ”بط“ بولتے ہیں -

بتورا - یہاں ”گوٹھور“ بولتے ہیں، چونکہ یہاں اویلون کو ”گوٹھا“ بھی کہتے ہیں
اسی سے ”گوٹھور“ کی اصطلاح قائم ہوئی -

بٹورن و بٹولن - یہاں بغیر مالش کئے ہوئے فصل بیج کے پودھوں کے انبار
کو ”پونجور“ اور دمان کے ایسے انبار کو ”پونج“ کہتے ہیں
اور فصل بیج کے مالش کئے ہوئے غلہ کی انبار کو جسکی بھس
نہ اڑائی گئی ہو ”سلی“ کہتے ہیں -

- بتوری۔ یہاں ”بتوری“ رائے ہندی سے بولتے ہیں۔
 بتورون۔ یہاں ایسے مواقع کے لئے ایک مصدر ”بتیان“ بولی جاتی ہے اسی سے
 اور مشتقات نکال لئے جاتے ہیں۔
 بتیا۔ یہاں ہر کچے پھل کو عموماً اور ”گکری“ کے کچے پھل کو خصوصاً کہتے ہیں۔
 بٹا۔ معنی نمبر ۱۳ میں یہاں ”بتو بھی“ کہتے ہیں۔
 بٹری۔ یہاں نہایت چھوٹی سے چھوٹی ٹوکری کو کہتے ہیں جو بانس یا کسی دوسری
 چیز سے بنائی جاتی ہے۔
 بٹنا۔ یہاں ”اٹن“ اور ”اٹنا“ بولتے ہیں اور عورتوں کی شرمگاہ (قبلہ) کو عوام ”بٹنا“
 کہتے ہیں۔
 بٹوا۔ یہاں معنی نمبر ۱۴ میں ”بٹوا“ اور ”بٹو“ دونوں بولتے ہیں۔
 بٹھنا۔ معنی نمبر ۱۵ میں اس صوبہ کے بعض علاقوں میں عوام ”بٹھنا“ بولتے فارسی
 سے بولتے ہیں البتہ ”بٹنا“ اس معنی میں بولتے ہیں۔
 بٹیا۔ یہاں ”بٹوا“ بولتے ہیں۔
 بٹیا۔ یہاں ”دلہن“ کو بھی کہتے ہیں۔
 بٹیا۔ یہاں معنی نمبر ۱۶ میں ”اک پیریا“ بولتے ہیں اور معنی نمبر ۱۷ میں ”بٹوا“
 اور معنی نمبر ۱۸ میں ”جڑ کٹنا“ بولتے ہیں۔
 بجار۔ یہاں خواص ”سانڈ“ اور عوام ”سانڈرہ“ بولتے ہیں۔
 بجڑ۔ یہاں عوام ”بجڑ“ بولتے ہیں۔
 بجری۔ معنی نمبر ۱۹ میں یہاں ”گابس“ بولتے ہیں۔
 بجلی سچاؤ۔ یہاں ”ترسول“ بھی بولتے ہیں۔
 بجنا۔ معنی نمبر ۲۰ میں ”دانت کرو کر ڈانا“ بھی بولتے ہیں۔
 بجنا۔ یہاں عوام عورت کی شرمگاہ کو کہتے ہیں۔
 بجوڑنا۔ یہاں معنی نمبر ۲۱ میں ”بجوڑنا“ بولتے ہیں۔
 بجھایا پانی۔ یہاں ”مارا پانی“ بولتے ہیں۔
 بجھنا۔ یہاں معنی نمبر ۲۲ میں ”گل جانا“ اور ”پک جانا“ بولتے ہیں۔

پیدا ہو گئے۔ مقدونیہ اُس زمانہ میں اُس ملک کی ایک چھوٹی سی ریاست تھی جسکو بادشاہ کا نام فیلیپس تھا۔ خدا نے اُسے ایک فرزند عطا کیا جس کا نام سکندر رکھا گیا۔ ہونہار بردار کے چکنے چکنے پات۔ ابتدا ہی سے اس شاہزادہ کی پیشانی پر ہمت، شجاعت اور تدبیر کے آثار نمایاں تھے جب کبھی اپنے باپ فیلفوس کی تازہ فتح کی خبر سنتا۔ تو اسے افسوس ہوتا اور کہتا۔ اگر میرے باپ نے تمام عالم کو اسی طرح فتح کر لیا۔ تو میری کشور کشائی کے لئے کیا رہ جائیگا۔ آخر باپ کی دفا پر مقدونیہ کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ پہلے تو یونان کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو اپنا حلقہ بگوش کر کے ایک شیرازہ میں منتظم کیا۔ پھر ۳۳۴ء قبل مسیح میں ایشیا کی تسخیر کا ارادہ کر کے اپنے دار الحکومت سے قدام نکالا۔ مگر ایسی بری ساعت میں کہ جیسے جی دوبارہ مقدونیہ کی واپسی اس الوالاعزم بادشاہ کو نصیب نہ ہوئی۔

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ اسوقت ایشیا میں ایران کی سلطنت نہایت وسیع اور محکم خیال کی جاتی تھی۔ افغانستان۔ پنجاب۔ سندھ۔ وسط ایشیا کی تمام ریاستیں ایشیائی روم۔ ایشیائے کوچک شام۔ عرب۔ اور بحیرہ روم کے اکثر جزائر۔ اس عظیم الشان سلطنت کے باجگزار تھے۔ جب ایران کے تاجدار کسی ملک پر چڑھائی کرتے۔ تو ان سب باجگزار ملک کی فوج شاہی فوج کے جھنڈے کے نیچے ایران کے دشمنوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیتی۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ ہند کے دگلا پوش سپاہی بھی یونان پر حملہ کے وقت جو ہر شجاعت دکھانے میں کسی سے پیچھے نہ تھے۔ سکندر کی سب سے پہلے ایران میں ہی سے ٹر بھڑھڑائی۔ اور پانچ سال کے طویل عرصہ میں اُس نے اس عظیم الشان سلطنت کے قصر رفعت کو بارہ بارہ کر دیا اور اس طرح اسکی عظمت اور شوکت کا چراغ گل ہو گیا۔

سکندر کی یورش ہندوستان پر

ایران کی فتح کے بعد سکندر کو ہندوستان کی تسخیر کا خیال پیدا ہوا۔ ہندوستان علم و فضل۔ مال و دولت اور جاہ و چشم کی داستانیں پچھٹی صدی قبل مسیح ہی سے یونانیوں کی حرص کی آگ پر تیل کا کام دے رہی تھیں۔ اس کے علاوہ سکندر

فتح ایران کی حیثیت سے بھی ہندوستان پر جو سلطنت ایران کا ایک زرخیز صوبہ
 رہ چکا تھا۔ اپنے قبضہ کا حق جائز خیال کرتا تھا۔ اسلئے ۳۲۶ء قبل عیسوی میں
 اس جنگجو بادشاہ نے ہندوستان کا رخ کیا۔ دو ہزار تین سو سال کے بعد اس شاہ
 کا پتہ چلانا نہایت مشکل ہے۔ کہ سکندر کس راستہ سے ہندوستان میں داخل ہوا۔
 اس میں کوئی شک نہیں کہ یونانی مٹو خون نے جو اس وقت سکندر کے ہمراہ تھے
 اس مہم کے تمام مدارج کا پورا حال لکھا ہے۔ اور راستہ میں سکندر کی لڑائیوں
 اور مصیبتوں کی مفصل کیفیت قلمبند کی ہے۔ لیکن مرد زمانہ سے یا تو وہ شہر
 جن کا یونانیوں کی کتابوں میں ذکر آتا ہے صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں۔ یا ان
 کے نام تبدیل ہو گئے ہیں۔ اس لئے ہم و ثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ راستہ میں
 سکندر نے کہاں کہاں قیام کیا۔ کون کون سے مقامات فتح کئے۔ لیکن اس میں
 ذرا بھی شک نہیں کہ آجکل کی طرح اس زمانہ میں بھی کابل اور دریائے سندھ
 کے درمیانی علاقہ میں بہت سی جنگجو قومیں آباد تھیں۔ جنہوں نے بڑی جواہر دی
 سے چیمہ زمین پر سکندر کا مقابلہ کیا۔ اور اکثر معرکوں میں اس کی فوج کی دا
 کھٹے کر ڈٹے۔ آخر سکندر نے خدا خدا کر کے ان پہاڑی قوموں سے اپنا بیچھا
 چھڑایا۔ اور اوائل ۳۲۶ء قبل مسیح میں کشتیوں کا پل بنا کر۔ بلا مزاحمت
 دریائے سندھ کے اس پار اتر آیا۔ وہ مقام جہاں سکندر اور اس کی فوج
 نے سندھ کو عبور کر کے قدم رکھا۔ شہر الگ سے سولہ میل بجا نب شمال واقع ہے اور اب
 اس جگہ شہر ادھند (وے ہند) آباد ہے۔ جو مسلمانوں کے عروج کے زمانہ میں
 نہایت اہم سرحدی چھاؤنی کا کام دیتا تھا۔

ان دنوں یہ سب علاقہ ٹکسلا کی سلطنت میں شامل تھا۔ جس کے راجہ
 کا نام یونانی مورخ انجھی بتاتے ہیں۔ یہ راجہ بہت بڑا دل اور نامور معلوم ہوتا ہے
 کیونکہ اس نے سکندر کے حملہ کی خبر سنتے ہی اطاعت قبول کر لی اور نہایت
 عزت و احترام کے ساتھ یونانی حملہ آور کو اپنے دار الحکومت میں لے آیا۔ ٹکسلا
 قدیم ہندوستان کی تاریخ میں ایک نہایت مشہور مقام گنا جاتا ہے۔ یہ شہر۔
 گندھارا (قندھار) کی سلطنت کا صدر مقام تھا۔ مہاتما بدھ کے زمانہ میں

یہاں ایک بہت بڑی یونیورسٹی قائم تھی۔ جہاں علم کے پیا سے اپنی پیاس بجھانے کے لئے دور دور از مقامات سے لکھنے چلے آتے تھے۔ بعد میں زمانہ کی دست برد سے یہ شہر بالکل اجڑ گیا۔ اور کئی صدیوں تک کسی کو بھی اس کے محل وقوع کا علم نہ ہوا۔ حال ہی میں حسن ابدال کے قریب شاہ ڈیری کے مقام پر جو محل بادشاہ کا جائے قیام (ڈیرا) رہا ہے۔ اس شہر کے کھنڈر دریافت ہوئے ہیں جنکو دیکھ کر اس شہر کی عظمت کا ایک دھندلا سا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے۔

القصد جب سکندر پنجاب میں داخل ہوا۔ تو یہاں کوئی ایک سلطنت نہ تھی۔ بلکہ بہت سے خود مختار راجوں نے اپنی اپنی حکومتیں قائم کر رکھیں تھیں یونان کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں تو خطرہ کے وقت آپس میں مل جاتی تھیں۔ لیکن پنجاب کے راجاؤں میں یہ بات نہیں پائی جاتی تھی۔ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کی تحریب کے درپے رہتے۔ اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتے جیلیم اور پنجاب کے درمیانی علاقہ کے راجہ۔ پورس نامی نے جو راتھے چھہٹ کا دیوہیکل جوان تھا۔ البتہ سکندر کی مزاحمت کی اور اپنے ملک اور قوم کی حفاظت کے لئے جان توڑ کر لڑا۔ لیکن ہمارے کی۔ بساط ہی کیا تھی۔ جو سکندر جیسے الو العزم اور جانبا ز جبریل کا۔ جس نے ایران کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے تھے۔ مقابلہ کرتا۔ آخر جیلیم کے میدان پر منہ کی کھائی۔ مجروح ہوا۔ اور قید ہو کر سکندر کے روپر دلایا گیا یونانی فاتح نے راجہ کو مخاطب کر کے کہا۔ راجہ۔ تو مجھ سے کس قسم کے سلوک کی توقع رکھتا ہے؟ پورس نے فوراً جواب دیا۔ ”میں اسی سلوک کی توقع رکھتا ہوں۔ جو بادشاہوں کے شایان شان ہوتا ہے“ سکندر کے دل پر راجہ اور اس کی فوج کی بہادری کا سکھ تو پہلے ہی جم چکا تھا۔ اس جبرستہ جواب سے فاتح کا دل موم ہو گیا۔ اور پورس کا علاقہ واپس دیدیا۔ اس دریا دلی کا راجہ کے دل پر ایسا گہرا اثر ہوا۔ کہ جب تک زندہ رہا۔ سکندر کی حمایت کا دم بھرتا رہا۔ اور اس واقعہ کے بعد اُسے سکندر کی اطاعت کے جوئے کو اپنی گردن سے

اتار پھینکنے کا کبھی خیال بھی نہ آیا۔ ہندوستان کے لوگ اب تک پورس کا نام عزت اور فخر سے لیتے ہیں۔ دوسرے راجہ تو سکندر کے لاؤشکر کو دیکھ کر مرعوب ہو گئے لیکن بہادر اور غیور پورس نے سکندر کو دکھا دیا۔ کہ پنجاب میں بھی ملک اور قوم کی آن پر جان فیضی دالے موجود ہیں ۵

شکست و فتح نصیبوں سے ہو ولا می میر ۶ مقابلہ تودل ناتوان فرخوب کیا
سکندر نے اس فتح کی یادگار میں دو شہر بسا کے۔ ایک تودریا کے جہلم کے مغربی کنارے پر جس کا نام اس نے اپنے پیارے گھوڑے کے نام پر جو جنگ میں مارا گیا تھا۔ پوسی پھالار رکھا۔ اس شہر کے کھنڈر جلال پور جٹان کے قریب اب تک ملتے ہیں۔ دوسرا شہر دریائے شرتی کنارے پر آباد کیا۔ اور اس کا نام نکابار رکھا۔ اس شہر کو آج کل۔ سنگ منگلا کہتے ہیں یہاں سے سکندر پنجاب کے باقی دریاؤں کو عبور کرتا ہوا۔ بیاس کے کنارے سوہراؤن کے میدان کے قریب آ نکلا۔ لیکن اس کے سپاہیوں نے جو ہندی سپاہیوں کی تلوار کا لوہا مان چکے تھے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ بچارے یونانی بھی حق بجانب تھے۔ سکندر انہیں فتح اور بقیاس مال غنیمت کا لالچ دیکر گھر سے ہزاروں میل دور لے آیا تھا۔ پنجاب کے چھوٹے چھوٹے راجاؤں کا مقابلہ کرتے کرتے ان کے دلوں میں انفسردگی اور مایوسی کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ انہوں نے سوچا۔ کہ جب پنجاب کی منتشر قوت کا یہ حال ہے۔ تو معلوم نہیں ہندوستان کے قلب میں کن کن سوہاؤن سے سابقہ پڑے گا۔ اسلئے انہیں پنجاب سے آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔ آخر سکندر جس کے سر میں ہندوستان کی فتح کا خار سما یا ہوا تھا۔ بے نیل مرام ہندوستان سے واپس پھرا۔ اس کے انفسروں نے دو ہزار کشتیان تیار کر رکھی تھیں کہ فوج کو ان میں سوار ہو کر دریائے راستہ اور باقی خشکی کے راستہ سے لڑائی بھڑتی دریاے سندھ کے دہانہ تک پہنچ گئی۔ یہاں سے اس نے فوج کا ایک حصہ اپنے امیر البحر تیارکن کے ماتحت خلیج فارس کے راستہ۔ ایران بھیج دیا۔ اور خود باقی فوج کے ہمراہ بلوچستان اور ایران ہوتا ہوا۔ ۳۲۵ قبل مسیح میں سوسا پہنچ گیا۔ اس کے دو سال بعد شہر بابل میں بنجار میں مبتلا ہوا۔ اور ۳۲ سال کی عمر میں اس دنیاے فانی سے

کوچ کر گیا دنیا میں کسی اور شخص نے اتنی چھوٹی عمر اور اتنے تھوڑے عرصہ میں اس قدر فتوحات حاصل نہیں کیں۔ قدرت نے سکندر کی فطرت میں سپاہ گری کی اوصاف و دلالت کر رکھے تھے۔ وہ جس جنگ میں شامل ہوا۔ فتحیاب ہوا۔ جس دشمن کے پیچھے پڑا۔ اسے زیر کر کے چھوڑا۔ دنیا کا کوئی تمدن ملک ایسا نہیں جہاں سکندر کا نام بچے بچے کی زبان پر نہ ہو۔ مورخ اس کی فتوحات اور کارناموں کی بدولت اسے سکندر اعظم کہتے ہیں۔

سکندر نے مفتوحہ علاقوں کو اپنی وسیع سلطنت میں شامل نہ کیا۔ بلکہ ہندوستان چھوڑنے سے پہلے اس نے جہلم اور بیاس کا درمیانی علاقہ پورس کو جہلم اور سندھ کا درمیانی ملک ٹنگسلا کے راجہ انجھی کو سندھ سے اُس طرف کا ملک فلپاس نامی ایک یونانی اور دریائے سندھ کے دہانے کے آس پاس کا ملک (یعنی ملک سندھ) پانٹھن کے سپرد کر دیا اس کا ارادہ تھا۔ کہ کچھ عرصہ بعد اس سب علاقہ کو اپنی مملکت میں شامل کرے۔ لیکن اس کے قبل از وقت موت نے سب منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ اس کے باشندوں میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس کی سلطنت کے شیرازے کو منتظم رکھتا۔ اس لئے اُس کے جرنیلوں نے اس کی وسیع سلطنت کے حصے بخرے کر لئے۔ اور جو علاقہ جس کے ہاتھ لگا۔ وہاں بیٹھا ایسی حالت میں ہندوستان کا کسی خیال رہتا۔ پنجاب کے لوگ جو ابھی دو سال پہلے سکندر کے سامنے سراطاحت خم کر چکے تھے۔ پھر آزاد ہو گئے اور تین یا چار سال کے اندر ہندوستان میں یونانیوں کا رہا سہا اثر بھی اُل ہو گیا۔

ہندوستان پر سکندر کے حملہ کے اثرات

ہندوستان میں یونانی حکومت کا زمانہ بہت قلیل تھا۔ لیکن پھر بھی اس سے بہت سے نتائج مترتب ہوئے (۱) سکندر محض حملہ آور ہی نہ تھا۔ بلکہ بڑی بڑے علما اور حکما ہمیشہ اسکے ہمراہ رہتے تھے۔ وہ خود بھی علم و دست تھا اور اپنی مملو مات میں اضافہ کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ جب وہ ہندوستان میں تھا تو اس نے تمام مفتوحہ علاقہ کی پیمائش کرائی

اور نہایت کوشش سے بہت سی معلومات بہم پہنچائیں جن کی بدولت یورپ اور ہندوستان کے درمیانی آمد و رفت اور تجارت کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ (۲) سکندر نے قوڑی سی فوج کے ساتھ بہت سی ہندوستانی سپاہ کو شکست دی۔ اس سے ہندوستانیوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور وہ ہندوستانی طریق جنگ پر یورپ کے طریق جنگ کو ترجیح دینے لگے (۳) سکندر نے میدان جنگ میں پنجاب کے راجاؤں کی فوجی طاقت کو توڑ کر انہیں بہت کمزور کر دیا۔ بظاہر تو یہ نقصان کی بات تھی لیکن حقیقت میں فائدہ سے خالی نہ تھی۔ اس سے ایک اہم العزم شخص کو دوسرے راجاؤں کو مغلوب کر کے ایک متحدہ سلطنت قائم کرنے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ چندر گپت نے جسکا اس وقت کوئی یار و مددگار نہ تھا پہلے تو پنجاب میں اور پھر مگدھ میں اپنی حکومت قائم کر لی اور رفتہ رفتہ سارے ہندوستان کا راجہ ہو گیا۔ اس کے علاوہ سکندر کے ٹانگہ کی حملہ کی وجہ سے لوگ اتحاد کی بلاتامل ضرورت محسوس کرنے لگے۔ اسی لئے انہوں نے مگدھ کے راجا کو مہاراجہ ادھیہراج تسلیم کر لیا۔ (۴) اس کے علاوہ سکندر کی فوج کے بہت سے لوگوں نے ہندوؤں اور سکندر کی فتوحات کے متعلق کئی کتابیں لکھیں جن سے ہمیں سکندر کے حملہ کے پوری حالت معلوم ہوتی ہیں گو ہندوؤں نے اپنی کتابوں میں اس حملہ کا ذکر تک نہیں کیا۔ (۵) یونانی بہت بڑے صنّاع تھے تصویر کھینچنے۔ پتھر کے بُت بنانے اور اسی قسم کے دوسرے فنون میں یدِ طولی رکھتے تھے۔ گو ہندو بھی مصوری اور سنگ تراشی میں ماہر تھے لیکن مورخ کا خیال ہے کہ پھر بھی انہوں نے یونانیوں سے میل جول پیدا کر کے ان سے بہت کچھ سیکھا ہوگا۔ اور علیٰ ہذا القیاس انہیں بہت کچھ سکھایا بھی ہوگا لیکن بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سکندر ہندوستان میں زیادہ عرصہ تک نہ رہا۔ ہندوستان کے لوگ حملہ آوروں کو سخت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور ان کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے سے احتراز کرتے تھے۔ اس لیے یہ بات قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی کہ انہوں نے یونانیوں سے کچھ سیکھا یا نہیں کچھ سکھایا ہوگا۔ سید عبدالقادر ایم۔ اے۔

امور مشورہ طلب

از مولف نور اللغات

- ۱۔ گھوڑے کا زمین پر چرٹھنا۔ (رشک)
- بچپن ہے اسب ناز واد انا زہ عشق ہیں اے چرخ ابھی زمین پہ گھوڑی چرٹھے نہیں
- ۲۔ گھوٹیاں سنانا۔ (رشک)
- داغ اوٹھائے گھوٹیاں سنتے رہے ذلت اے دنیا تری دولت ہوئی
- ۳۔ مول کی باتیں۔ (رشک)
- خدا کے حکم سے جائز ہو نفع سود حرام معاملات میں کیا کیا ہیں مول کی باتیں
- ۴۔ کوئے کی مٹھائی۔ (رشک)
- جب کچھ آیا لب شیریں تباں کا جھوٹھا ہم بھی سمجھے کہ کوئے کی مٹھائی آئی
- ۵۔ تکان۔ کس زبان کا لفظ ہے کیا معنی ہیں۔ اشعار مندرجہ ذیل میں کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ (نفیس)۔
- تھین طعنوں پہ طعنیں تو تکانوں پہ کانین ہر نبد پہ لڑ جاتی تھیں جانا زون کی جانین

کس قہر کا تھا دار کس آفت کی تکان تھی نے ہاتھ میں برچھا تھا نہ برچھی میں سنان تھی

ہمارا اصول ایک قیمت ایک وزن۔ ایک جنس

کیون کرتے ہو

آکھوں کا خون؟

آپ آکھوں کی طرف سے بے پرواہ ہو رہے

ہو۔ یاد رکھو پچھتاؤ گے۔ ہندوستان میں

شروع سے سرمہ کا استعمال چلا آتا ہے جن پر

نظر تیز رہتی ہے۔ اور عینک کی ضرورت نہیں ہوتی

اسی طرح کاشمیر، عالم۔ پسند کردہ طبیعاتی دبا کی

الامی سرمہ

مصدقہ سرمہ ڈال دیتے ہیں بوس کلکتہ

آکھوں کی تمام امراض سے علاج دینا نظری۔ محرمی۔ جالا

خاڑش۔ پانی آتا۔ بکوری۔ کیلے عینک باندھ کر دون

کا خیر طبع علاج کی اس سے بہتر و مفید سرمہ ایک

تاریت نہیں ہوا۔ قیمت فی ڈبہ سرمہ صرف ۱۰ روپے

موم کا بیگ بائچ بیس۔ جھوڑا آک بوس خوریا۔

الکشمیر۔ پیچرامی سرمہ فارسی۔ ڈیرہ اسماعیل خان

الکشمیر۔ پیچرامی سرمہ فارسی۔ ڈیرہ اسماعیل خان

انتخاب اودہ پنچ

خیالی پلاؤ

۲۴۔ مارچ ۱۸۷۷ء

جناب اودہ پنچ صاحب۔ آداب۔ تسلیمات۔ کورنشات۔ بندگی۔ سلام وغیرہ وغیرہ حضرت ٹھیک پانچ بجے ہوئے اور اگر ٹھیک نہیں تو خیر اسکے قریب ہی سہی اور اگر قریب نہیں بھی میں میکہ ہو تو بہتر جو آپ تصور فرمائیں ایک پاکیزہ خیال جیل کی طرح منڈلاتا ہوا گد کے مانند کندے جوڑتا ہوا اور شست باندھتا ہوا میرے دماغ کی طرف رجوع ہوا۔ اللہ۔ اللہ۔ خیال کیا تھا ایک چیز تھا عجیب غریب نہایت ہی عمدہ بہت نفیس مدتوں سے اس کے واسطے جھینک رہے تھے در بدر سر مگراتے پھرتے تھے۔ گلی کوچن کی خاک چھانتے تھے انتہایہ کہ میری آئندہ بھودی کا اسی پردہ لڑھکا۔ کندوں میں اسی کے لئے بانس ڈالے گئے تھے۔ بارے حضرت کی زیارت آج نصیب ہوئی (بتی کو بھاگوں چھیکا ٹوٹا) صورت دیکھتے ہی مارے خوشی کے پلنگ سے اوجھل پڑا اور فرط اتہاج سے بے تحاشا چیخ اٹھا۔ اہا ہا ہا۔

شکر صد شکر ہر آن چیز کہ خاطر میخواست

آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پہ

لیکن اس وقت سے اس کتر بیونت میں پڑا کہ خیر اندھے کے ہاتھ بٹیر تو لگی یعنی خیال تو آیا مگر اسکو ظاہر کیونکر کیجئے گھنٹوں اسی اذہ میں پڑا۔ ہا یہ نہیں ہے نہ بچھتی تھی اور بڑھتی تھی کہ معاً ایک چشم زدن میں کل چیزیں جو اس خیال سے تعلق رکھتی تھیں آنکھوں میں پھر گئیں۔ پھر کیا پوچھنا تھا کمزورین ادھر ادھر ٹھہرنے لگا۔ کھڑکی کے باہر سڑکا کڑناک جھانک کرنے لگا مگر پیٹ میں ٹھہلی تھی دل کو ایک مقام پر قرار نہ تھا۔ جی ڈانوا ڈول تھا۔ ادھر سے آیا حقہ کا ایک ایش لے لیا۔ ادھر سے آیا حقہ کا ایک کش لے لیا کبھی خاصہ ان سے گلو رہی کلاں

کھالی کبھی صراحی سے ایک گلاس ٹھنڈے پانی کا اونٹیل کر بی رہا یہ سب باتیں تو
تھیں مین ساتھی اس کے یہ فکر بھی دامنگیر تھی کہ یہ پاکیزہ خیال گیر نگر ادا کیا جائے
بعد بڑے غور و تامل کے یہ بات سوچھی کہ بھئی والد تم بھی کیسے عقلمند ہو۔ قلم بھی
ہے۔ کاغذ بھی ہے۔ سیاہی بھی ہے۔ اور لکھنے والے بھی تم بھر کتاب پر اس خیال
کو ٹانک کیون نہیں لیتے۔ اب ذرا شفقی ہوئی اور دلکی دھڑکن بھی موقوف
ہوئی پھر کیا دیر تھی ایک بڑا الما کاغذ الماری سے کھسیٹ لیا۔ قلم بھی لیس۔
طیار۔ دوات بھی منہ کھولے موجود۔ اور مین بھی دو زانو۔ اتنے مین مین نے قلم اٹھایا
پھر تھوڑی دیر تک ناخون پر ادسکا شگاف اور قسط آزمایا۔ ایک شوب لیا تھا
کہ قلم کو کان پر رکھ کے سوچنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد ٹوٹل خیال کے ایک لفظ لکھا۔
لیکن وہ لفظ دلعین نہ لکھا اور خیال آیا کہ ایسے پاکیزہ اور متبرک خیال کی تمہید ایسے
پورح و پلح لفظ سے کیجائے۔ استغفر اللہ۔ وہ مین اس لفظ کو کاٹ کر پراپر کر دیا پھر نہ
ساعت تک چپکا بیٹھا رہا۔ آخر کب تک بیٹھا رہتا۔ دل مین قصد مصمم کر لیا کہ شعی یہ
خیال کسے طور سے جانے نہ جائے۔ کسی نہ کسی ڈھنگ سے یادداشت پر محفوظ کر لیا
تو بہتر ہے۔ (نہایت تنگ آکر) یا اللہ! مجھے آج کیا ہو گیا۔ کیا میرا قلم نظر ہر کسی
جھپٹ میں آگیا۔ کیا اس خیال نے کاغذ پر آئے کی قسم کھائی ہے۔ کیا یوں ہی
تمام عمر خلیان رہے گا۔ آخر بڑے رد و بدل کے بعد مین نے زبردستی ایک لفظ
اور لکھا مگر وہ لفظ بھی نظروں مین نہ چھا۔ اوس دفعہ تو عقل نے کوتاہی کر لی تھی
بار قلم نے بے اعتنائی ظاہر کی آخر یہ ماجرا کیا ہے۔ دماغ نہایت تروتازہ قلم
کی گرفت بھی ماشاء اللہ طبیعت بھی جوع۔ خیال بھی ناور۔ پھر کس لئے مین اپنا
مافی الضمیر ادا نہیں کر سکتا۔ افسوس یہ نعمت غیر مسترقہ حبیبی آئی تھی مفت چلی
جائے گی۔ یہاں تو یہ سمجھے تھا کہ لاکھوں کے دارے نیارے ہونے وہاں ایک
بھوٹی کوڑی قیمت مین نہ تھی۔ ملتا کیا خاک۔ خیر سر حیدر بادا دنگر مین تھوڑی دیر
تک گم سم رہا۔ اور اوٹکر لیس خیال دوڑا مارا۔ دو گھنٹہ کا کل مین خفا نہ مین شک
لگائے۔ شک نہیں تو ڈیڑھ ختم ہی سہی۔ اگر اس مین بھی آپ کو شک ہے تو نصرت
بہج مٹی کا مدار یہ تو کہ مین نہیں گیا تھا۔ اس عقدہ مالا نخل کے کھولنے کے پہلو

غلطان بچیان رہا۔ کبھی اپنے دل سے مخاطب ہو کر باتیں کرتا تھا کبھی دیواروں سے
ہمکلام ہوتا تھا۔ اوس خیال کو معرض تحریر میں لانے کے واسطے سو سو طرح
سے جوڑا کرتا تھا۔ مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوتی تھی۔ لیجئے یک نشہ و شدہ۔ اور چھوٹے
چھوٹے خیالات آنے لگے۔ اونہوں نے آتے ہی میرے خیال کے چاروں طرف
مثل کھیون کے بھنبھنانا شروع کیا۔ اس بھنبھناہٹ کی سرسلی اور رسیلی آواز
نے مجھے ایفون کا کام دیا۔ یعنی ایک لمحہ بھر کو میری آنکھ جھپک گئی (مگر اللہ اوس
پنک نہ تصور فرمائیے گا) اتنے میں جب میں ہوشیار ہوا طبیعت کو نامورون پایا
اور دماغ کو بھی منتشر دیکھا۔ اس لئے اب یہ غزم بالجزم کیا کہ جلدی کیا ہے علی الصباح
انشاء اللہ دیکھا جائیگا۔

دوسرا دن ہوا۔ میں اپنے کمرے میں جو آیا تو صندوق پر مینے ایک بڑا لمبا چوڑا
کاغذ پڑا دیکھا اور اوس میں کچھ مغلق الفاظ بھی لکھے دیکھے مجھے خط طغرا کا شبہ معلوم
ہوا مگر جب بخوبی غور کیا تو معلوم ہوا کہ پہلے کیسے کچھ لکھا تھا مگر بعد ازاں اوس کا
ڈالا ہے۔ لیکن اوس کے آگے خیال عظیم بقدر تاریخ اور گنٹھ لکھا دیکھا فوراً میرا
ماتھا ٹھنکا۔ کہ ہونہو یہ کسی شخص نے یادداشت کی پرواز اڑھائی ہے۔ گھنٹوں میں
اسی کو سوچا کیا کہ آیا یہ تھا کیا۔ انداز سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی طیرا خیال ہوگا
لیکن بخوبی ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ تھا کیا شاید علم موسیقی کے بارے میں یہ خیال تھا۔
نہیں سیاست میں۔ نہیں شادی۔ بیاہ۔ نکاح۔ قانون۔ طب۔ انکے بارہ میں۔
نہیں۔ پھر آخر کیسا خیال تھا۔ عام طور پر تو میری یاد یہ کہتی ہے کہ یہ کوئی طیرا عمدہ
خیال تھا۔ مگر افسوس یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس بات پر مجھے یہ خیال آیا تھا۔ اور کیا
میں سوچ رہا تھا کہ یہ میں نے لکھا۔

یادداشت میں تو عمدہ ہی چیز لکھی جاتی ہے۔ نہیں معلوم وہ خیال کیا تھا۔
کیونکر آیا۔ اسکا پتہ تک نہیں ملتا۔ اگر کوئی صاحب اس وقت میری مدد کریں تو
میں بدل و جان اونکا مشکور ہوں گا۔ میں اپنی کل کیفیت تحریر کئے دیتا ہوں۔ مگر کس
درج سے بیٹھا تھا اور کیا اشغال تھے۔ جب وہ خیال نا در میرے دماغ میں آیا
تھا اگر اس اشارے اور پتہ سے کوئی صاحب اوس خیال کو ڈھونڈ نکالیں اور

مجھے بتا دین کہ وہ کیا تھا اور کیونکر آیا تھا تو میں نہایت ممنون احسان ہونگا۔
(کیفیت)

کمرہ اپنا۔ خس کی ٹشیاں لگی ہوئیں۔ حقہ کی مٹھال منہ میں۔ شرتی کا انگرکہ۔ گرتی کا پانچا۔ بند کھولے ہوئے سر پر ٹوپی ندارد۔ بیڑ ہاتھ میں۔ آئینہ روبرو۔ جانب جنوب بچھلے آغامک کا دم لگا رہے تھے۔ شمال کی طرف اچھے مرزا اور میر جپٹن چاندو کے چھٹے اوڑا رہے تھے۔ اندرون کی پیالی میرے سامنے۔ غنودگی غالب۔ آنکھیں آدمی مچی ہوئیں۔ بینک نہیں۔ چاروں طرف سنٹا۔ مگر دھواں کھٹا ہوا۔ باہر قبا۔ شاید غروب ہو گیا تھا۔ (باہر اس واسطے کہ گھر سے نکلنے کی مین نے قسم کھائی ہے) فقط شیشہ کٹ و قطع میری اوس وقت تھی اور ایسی حالت میں وہ خیال بھگود کھائی دیا تھا۔ اگر کوئی صفا آپ کے ناظرین اخبار سے بندہ کو اوس خیال کی ماہیت سے آگاہ فرمائیں تو بندہ تمام عمر اذکار کا مدح خوان رہے گا۔ بالکل شرح نہ بتائیں چیتان کی طرح ایک ذرا پتہ ہی دیدین۔ میں نے ایک گھر سے ہوئے خیالوں کا کارخانہ جاری کیا ہے۔ اس واسطے اور یہی تلاش ہے جو صاحب عقل لڑائیں گے اور نہیں گے ۱۲ فیصدی سود دیا جائے اور جو کچھ مجھے نفع ہوگا اوس کا ایک ثلث۔ سب صاحب اس کے دریافت کرنیکی نکر کریں۔

اطلاع۔ اس بات کا لحاظ رہے کہ اگر یہ خیال جو بعد بڑی تحقیقات کے معلوم ہوا ہے نہ ملا تو دنیا کا بیڑ نقصان ہوگا اور انجام کار بچہ پانا پڑے گا۔
تبلیغ۔ جو سب کے واسطے مفید ہے اگر کوئی شخص دوسرے جیسے کی آخر تک کیسا ہی عمدہ خیال سوچے گا اوس کو معلوم رہے کہ وہ میرا تصور کیا جائیگا۔
شخص خیال کنندہ کو ضرور ہوگا کہ اوس خیال کو شکل وارفاد میں ملفوف کر کے بیچ صاحب کے دفتر میں ارسال کرے۔ ورنہ تباحث ہوگی۔ رسید خیال مذکور خیالی پلاؤ کی تاب میں جن دی جائے گی۔

یا وحشت

جانبر نہوا تھا اک مصیبت سے دل + تقدیر سے دوسری یہ افتاد پڑی۔
تخفیف سے تھی نفیف سبکی عزت + اب بکس نے اور آسکاک دھول جڑی

ارے میان کچھ اور سنا۔ کیا کیا۔ کہو تو۔ ذرا ٹھہرو دل قابو میں آئے کچھ دو دو ہاتھ اچھلتا ہے کیوں خیر تو ہے کیا دشمنوں پر مصیبت پڑی۔ دست پاچہ نہو عقل کے ناخن کو زیادہ جی گھبرائے شملہ کی ہو لکھاؤ۔ واہ واحصنت آپ تو کچھ ساون کے اندھے معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کو شاید روٹی سے بیگماری حاصل ہے۔ بیگماری جہ یکہ ذریعہ سے وثیقہ پاتے ہیں۔ ہماری گھبراہٹ بچا نہیں ہے بھئی میں نے تو کچھ کہا نہیں نقطہ تمہاری گھبراہٹ پر ہنسنا تھا ہاں جبر گزرتی ہے وہی جانتا ہے۔ اردو سیان لکھنؤ والے آباد میں مل گیا ہاں اتنی امید ہے کہ ہمارے لارڈ لٹن صاحب بہادر منصف مزاج عدل گستر اور چیف کنسٹر اودہ جناب کو پر صاحب بہادر رحم فرما کے نقشبۃ الہ آباد کو لکھنؤ میں قائم کرین گے اگر یہ شہر قسمت کا دہنی ہے تو۔ حلوا خوردن رار دے باہر۔ پیرچہ اودہ اخبار مطبوعہ ۶۔ اپریل اور مضمون اسپنج جناب لارڈ صاحب محترم الیہ تو دیکھئے کہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ لکھنؤ ایک ضمیمہ الہ آباد کا ہے اور رہے گا۔ اب قطع امید ہو گئی۔ بس بس۔ یہ کلمہ زبان پیر نہ لانا مغز سپد اگر دیکھنے کی لیت نہیں ہو ہلا تم خاک مطلب سپنج کا سمجھ گئے۔ ارے میان اسپنج بڑے نفعے ہیں عجب پہلو اور طرفہ اشارے ہر لفظ مضمون خیر ہے۔ پھر کیس وقت غور کرو گے تو خوش ہو گے سپنج نہیں ہو کر رکھ دینا ہی۔ اچھا صاحب مانا کہ میں بیوقوف سی بھلا یہ بتلائی کہ یہ ٹیکس مالک مغربی و شمالی میں کس غرض سے جاری ہوا۔ اب تو قسمت کو روٹی سر کو پیٹی کیا یہ بھی جولا ہے کا ہرگز نہ اچھوٹ کرے کیوں چپ ہو رہی بھئی ہیجانچا نا کر و (آستین اولٹ کر) کیا تم بھی تنقید کے کتے ہو کہ مغز کھائے جاتے ہو بات سننے نہیں پائے کہ کاٹ دوڑے (سر جھکا کر) میں کیا ٹیکس جاری ہو گا۔ ہمارا اودہ تو بچا ہے (آکھن میں آنسو بھر کر) افسوس اگر الہ آباد کو کچھ بھی قومی پاسداری کا خیال ہوتا تو ایسے نتیجے ابتری کے کیوں ہوتے بہرہ دی ایک ایسا درخت ہو کہ جب کا پھل بھیودی اور عزت ہے اور فقرہ دعدا وہ آہ ہے کہ نخل رابطہ و عشرت کو کاٹ ڈالتا ہو۔ احمق ہو یہ سب کچھ سی جب مصیبت ہو گی دیکھ لینگے۔ اگر ہر گیت ہے کہ جس سے یہ آرام گزریں وہ کیا ہیں بھی بتلاؤ اچھا خاطر ہو لو سنو۔ کچھ مناجات یا ذکر و شغل عزیز و حق تمنا لے کر یا ہے یا سب طرف سے اب تو ہوں لاچار یا شکل کشا یہ تو ایک بڑی بیوقوفی کی بات بھیک کا مانگنا (غوری جھٹاکر) کیا اپنی خوشی سے تقدیر نے غیب سے بھی سامان کیا ہے۔ آج نہ سی کل ہی۔

ہر کوئی در ماندگی میں نالے سے ناچار ہے،

موجودہ تعلیم کے نقائص میں بڑا نقص اپنی ذات سے منحرف و لاپرواہ ہو جانا شمار کیا جاتا ہے۔ اس تعلیم کی چھری ہماری زبان کے گلے پر بھی پھری ہے۔ جو زبان خلیج فارس سے بے آفت بنگال تک اور پھر ہمالہ سے کیپ آف کورن تک قبضہ کئے ہوئے اور اس جزیرہ نما کو چار طرف سے گھیرے ہوئے ہو جس زبان کی قلمرو سے یہاں کا کوئی چپہ باہر نہوا اور یہاں کے مختلف سکون پر بھی جسکی ضرب پڑی ہوئی ہو اس سے بے پرواہ ہو جانا۔ بد نصیبی اور خود اپنی شامت ہی۔ ایک بزرگوار مرض وق کے متعلق اپنے تجربات اور ہدایات شایع کرتے ہیں مگر کس زبان میں؟ فطرت نے جو زبان انھیں بخشی ہے اس میں نہیں بلکہ ایک ہی زبان میں کیا اس سے یہ یقین کر لیا جائے گا انگریزی دانوں کے سوا یہ محسوس مرض اور کہیں عام نہیں ہے؟ ہمارے ایک دوسرے بزرگوار ایک عربی مدرسہ کے معائنہ و لحاظ کو تشریف لے جاتے ہیں اور خوش ہو کر اُسکے متعلق اپنی رائے تحریر فرماتے ہیں مگر کس قلم میں؟ جو سیدھا نہیں بلکہ الٹا چلتا ہے ایسی رفتار پر کیا باور کر لیا جائے گا اس رائے کے پڑھنے والے رحیم و رام کے سوا کوئی ٹامسن اور مسٹر ڈاکر دے ہونگے۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ ہر قوم کے بھترین خیالات و اصول اسکی اپنی زبان کے ادیب میں نہایت عمدہ طریقے سے ظور پذیر ہوتے ہیں۔ ہر قوم۔ ہر جماعت اور ہر نسل بعض جداگانہ ذاتی اصول اور خیالات رکھتی ہے اور تمام اقوام عالم کے خیالات یکجا ہو کر تصورات اور اصول انسانی کے مجموعہ بن جاتے ہیں۔ اس طرح یہ ظاہر ہے کہ اس مجموعہ میں ہر قوم کا کچھ حصہ ہوتا ہے اور یہ حصہ وہ اُسی وقت لے سکتی ہے جب وہ اپنی مادری زبان پر قادر ہو اور اس میں اپنے خیالات کا اظہار کرے اس لئے مادری زبان کو ترقی دینا اور اس میں اصل طرح کرنا ہندوستان کے ہر فرد و بشر کا فرض ہے۔

زبان کا مسئلہ ہر ملک و قوم میں جملہ مسائل پر مقدم سمجھا گیا ہے۔ لیکن افسوس ہماری قوم میں اپنی مادری زبان سے غفلت و لاپرواہی برتنا اور دوسری زبان کا استعمال کرنا ایہ غرورناز سمجھا جاتا ہے۔

اسی غفلت و لاپرواہی کا نتیجہ ہے کہ زبان اردو کا کوئی کمال اور جامع لغت آج تک طیار نہ ہو سکا

کارکنان ادیب اردو نے زبان اردو کی اس کمی کو محسوس کیا اور جنوری ۱۹۲۱ء سے ادیب اردو کے ہمراہ ایک بسوط اور جامع لغت، شایع کرنا شروع کر دیا ہے اہل علم حضرات بانتے ہیں کہ ادیب نے اب تک کس خوش اسلوبی سے اس اہم خدمت کو انجام دیا ہے۔

نور اللغات کے ۲۴۴ صفحے ملک کے سامنے پیش کئے جا چکے جسکے مطالعہ کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ترتیب اور تکمیل اردو لغت کی بڑی عرق ریزی اور جانکاهی کا کام ہے۔ الفاظ و محاورات کے تارے آسمان اردو کی زمین پر ایسے چھلکے ہوئے ہیں کہ فلک نیلگون کی اختر شماری تنہا ممکن ہے لیکن انکو جمع کرنا۔ بغیر فضیل اسیر دی اور امداد قوم ان ہونی بات ہے۔

مجبور ہے کہ آجنگاہ نے اب تک ادیب اردو کی توسیع اشاعت میں کوشش نہیں کی حالانکہ آپکے ادنیٰ اشارے پر پانچ خریدار مہیا ہو جانا مشکل نہیں۔ اگر آپ اس طرف متوجہ ہو جائیں تو ادیب اردو کے پانچ سو خریدار بہت جلد مہیا ہو سکتے ہیں اور اُس وقت ہم نور اللغات کی اشاعت بجائے ایک جز کے دو جز ماہوار کر دیں گے تاکہ یہ نایاب لغت جلد ختم ہو جائے جس سے ادیب اردو میں ایک ایسی بیش بہا تالیف کا اضافہ ہو جانے کی امید ہے جسکی زبان کو اشد ضرورت ہے۔

قدر دانان ادیب اردو سے ہکو قوی امید ہے کہ اس طرف جلد متوجہ ہو جائیں گے تاکہ ہم مارچ یا اپریل نمبر سے نور اللغات کی اشاعت دو جز کر سکیں۔
بھرنے بھرنے مرے پیانے کو ساقی بھرے
دل سے زندون کے بڑا تیرا جگر ہے کہ نہیں

(نیچر)

روح سخن

جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر حضرت جلیل

جو تڑپا نیکی باتیں تھیں وہ ہیں سب انکی چوہنیں
کھڑے تربت پر کس حسرت بھری دلسو وہ کہتی ہیں
چمن میں پھول چینا پھول والو نکو مبارک ہو
نشین جانو کہاں چھپ چھپ کے تم راؤ نکو جلتے ہو
کبھی روتا ہوا اگر راتھا شاید کوئی دیوانہ پد
گل و بلبل سنہین بولیں جبا سبھی ہو سرگوشی
ہر دے ہو جو تم زنا میں نسیم کے دانے +

اشر آئے تو اب آئے کہا نے میرے شیونین
مرے بچپن کیونکر مفید آئی تجھ کو مدفن میں
یہاں بھی آئے جنوں پر زری گریا کی ہیں دہن میں
تمہارے نقش پا کچھ رہی ہیں کسے دسترخون
ہزاروں جاگ آتے ہیں نظر صحرائے اس بزم
ہمیں سے سب کھٹکتے ہیں ہیں ہمارے ہاگ کشن میں
جلیل اچھا ہے رشتہ جوڑ دو شیخ و برہن میں

حضرت عایح مالیکا نوی

تصور گسیوے جانان کا عایح دل نشین ہو کر
تھیں مشہور کر ہی دینگے جو معجون تمہاری ہیں
بہت مٹیاب کرتی ہیں بہت بے چین رکھتی ہیں
نشین میں جگہ پائی نہ جب شہباز نازا دک نے
ہیں بچپن ہی میں پیشانی سے آثار بخار و دشن
مرے پہلو سے وہ سیما بدش جائیکو کہتا ہے
ستم سے جو نگاہ یار میں تاثیر پیکان کی +
دکھانے ہو کیسکو جلوہ اپنا بر سر محفل
نہ جانے آسمان کیوں رات دن چکر میں رہتا ہو
تھیں ہوتی ہر جرات کس طرح دل چھپن لینے کی
غلطی یہ جو کہتے ہیں رنگے ہیں ماتھ ہندی نے

شب فرقت ڈسا کرتا ہے مار آستین ہو کر
کہاں چھپ سکتے ہو تم لیلے محل نشین ہو کر
نگاہیں شرمگین ہو کر ادائیں دل نشین ہو کر
اُتر آیا مرے پہلو میں وہ قلب حنین ہو کر
تعجب کیا جو ہو کو داغ دین وہ مہم بین ہو کر
تڑپنا۔ لوٹنا جو کچھ بھی لے قلب حنین ہو کر
غضب ہو کام دی تلوار کا غیر جہین ہو کر
کسی سے خاک چھنواتے ہو تم پر وہ نشین ہو کر
جو رہنا تھا تو رہتا تیرے کوچے کی زین ہو کر
جھاکش بنتے ہو کو نکو مری جان نازنین ہو کر
خانوہ سرخورد ہی زیب ست نازنین ہو کر

ہمیں سے نام و شن ہو گیا جنکا زمانے میں
محبتِ خوب روئی کی ہے بے لطف اے دل نادان
جہاں سکھ اٹھا دو تم اٹھائے اٹھ نہیں سکتا
یہ بُت ایمان ہر صورت سے علاج لے ہی لیتے ہیں
ہمیں کو داغ وہ دینے لگے ہیں مہ جبین ہو کر
مرہ توجہ ہو کوئی با وفا بھی ہو حسین ہو کر
نہیں جاتی تمھاری یاد لیے دل نشین ہو کر
شکیل و مہ جبین ہو کر حسین و نازنین ہو کر

حضرت رفیق

صبح دم بند نقاب چہرہ انور کھلا
ظاہر و باطن کی ہر بد خواہ کے ہی مثال
یاد آتا ہے جو تیرا رنگ رو سے بے نقاب
رنگ لائی ہے شہر آب تے ہی جو بن کی بہار
ہر عا ہے عاشق مضطر کا یا رب بس تھی
دی موزن نے اذان جب آئی کا نو مین صدا
رج و غم سننے کی قوت دلمین پیدا ہو گئی
ہے ادھر رخسار گلگون پر جو غازہ کی بہار
محبوب حاصل اسیری ہی میں آزادی بھی ہے
حضرت خافض کی شاکر دی نے اب کھلایا اثر
انقلاب آسمان سے یاد رخا ور کھلا
آستین میں تیغ پہنان ہاتھ میں نشتر کھلا
دیکھتا ہوں خواب میں فردوس کا میں در کھلا
حسن ذاتی کا بت ہر کی اب جو ہر کھلا
رکھ ہمیشہ لطف سے اپنے درد لکھ کھلا
رحمت رب علما کا غافل اب در کھلا
جاتے ہی زندان میں اپنے صبر کا جو ہر کھلا
رنگ و حشت سے ادھر پھرتا ہے کوئی سر کھلا
دست و پا میں بند زندان کا لکھ رہے در کھلا
اب رفیق زار تیرے علم کا جو ہر کھلا ڈ

حضرت فرخ

دل لگا یا تھا کسی سے چنے انسان دیکھ کر
میری بیٹائی ہے بجلی کو مچا ہے اضطراب
رونی صورت شمع محفل کی ہوئی غم میں مگر
فصل گل میں دامن گل کے بھی پر زیاں لگے
چند لمحوں کے لئے ہے یہ بہار گلستان
شیشہ دل میں نہ شاید ٹھیس قدموں سے لگے
کر تو تم فرخ یقین لاؤ نہ شبہ دل میں کچھ
اب تمکے کے تغافل کو بہن حیران دیکھ کر
رعد بھی نالان ہوا ہی جھکو نالان دیکھ کر
حال میرا رات بھر شبنم ہے گریبان دیکھ کر
صحن گلشن میں مرا چاک گریبان دیکھ کر
ہے یقین گلشن میں اسکا گل کو خندان دیکھ کر
راستہ ٹکوی چلنا لے مریجان دیکھ کر
پاک دامانی پہ انکی چاک دامان دیکھ کر

بدگھڑ - بدگھڑ (د) صفت
بدسرشت - بداصل -

بدگھوڑا - شریر گھوڑا -

بدگھوڑا (د) صفت - بے شمار
گستاخ - بے تمیز -

بدگام - (د) صفت - امنہ
زورگھوڑا - اس گھوڑے کی نسبت

کہتے ہیں جو گام نہ مانے (دکھ) رکھ نہ
یہ فرس بہ گام عدوان - اگرچہ دور

آفاق بھی وہاں ہوا (مجازاً) گستاخ
دریدہ دہن - بد زبان - بھٹ پھٹ -

دسور - زبان بھالو یہ منہ زور بیان
غریبون پر - خدا کی سون دستم کوئی

تم ساجھی بدگام نہیں -
بدانجہ - (د) صفت - بد آواز

بدالحال - بد زبان -
بد مذہب - (د) صفت - بد

مشرپ - بد طریق -
بد مزاج - صفت - تند خو - ترش

غصہ ور - جھٹلا -
بد مزاجی - مونث - جھٹلا پن

ترش روی -
بد مزگی - (د) بفتح حرف

چارم - مونث - ذاتی کی خرابی
طبیعت کی خرابی - پیاری بے رنجش

آزردگی - بگاڑ - ناموافقت - مزہ مری
(داغ) کچھ تو فرمائے اس بد مزگی کا

باعث - آپ ہی آپ ہے رنجش
خفگی آپ ہی آپ -

بد مزہ - (د) صفت - خوش
مزہ کی ضد - بد ذائقہ - سیٹھا - خراب

بے باار - علیل - (فقرہ) آجھل مری
طبیعت بد مزہ رہتی ہے عوینجیہ

ناراض - خفا - (جالصاحب) مری
کو کو ساشیرین نے وہ بد مزہ ہوئے

بدست - (د) صفت - شہر آشوب
بد ہوش - نشے میں چور نفس پرست

پر شہوت شریر -
بد مستی - مونث - سیرستی

شہوت پرستی - بد ہوشی - شر آشوب
شرارت -

بد معاش - (د) صفت -
وہ شخص جسکی بسا اوقات برے

کاموں کی آمدنی سے ہو - بد ظن
شریر - پچا - شہدا - فساد می لٹائی

گیرا - اچکا
بد معاشی - مونث - شرارت

بد ذاتی -
بد مائلہ - (د) صفت - بد

بے ایمان - چالاک - وہ شخص جو

معاملت میں قائم نہ رہے۔ کھوٹا۔
معاملے کا خراب۔

بد معاشی۔ مونث۔ بد عہدی۔
معاملے میں کج خلق۔ بے ایمانی۔

بد بھری (ف) مونث۔ سرو
مہری سے مذکر۔ ایک قسم کا مرض جو

گھوڑوں اونٹ اور گدھوں کو ہوتا ہے
بدنام (ف) صفت۔ شخص

جسکی نسبت کسی قسم کی خراب شہرت
پہونچا۔

بدنام کنندہ نگو نامے چند۔
نیک ناموں کا بدنام کرنے والا

نیک ناموں سے مراد گھر کے بزرگ
حاندان کے بزرگ سے کیجئے سحر و

برق سے بندش کے بند۔ پھر غالب
و برق نے بتائے پوند۔ مجھسا بھی

زمانے میں نہو گائے قدر۔ بدنام
کنندہ نگو نامے چند۔

بدنامی۔ مونث۔ رسوائی۔
بدنامی کا ٹیکا۔ رسوائی کا داغ

(میں) ہمارے خون دل کے ہوتے
قشقہ لال صندل کا۔ بتوں کے

ماتھے بدنامی کا ہم پر کیا جھٹکتے ہیں
بدنامی کا ٹوکرا۔ بدنامی کا بوجھ

(قدر) کیون بیش پھر تاپے ہم زندہ

کے سر پر رات دن۔ ٹوکرا بدنامیوں کا
آسمان پر ہو جائیگا۔

بدنامی کے دھبے دہونا۔ ا۔ لازم
رسوائی دور کرنیکی کوشش کرنا دشمنی

قدوائی (سپیدی) آگئی جھوٹا نظر بازی
کا عیب۔ رو کے دھبے اپنی بدنامی

کے آنکھیں دھوئیں گی۔
بد شراد۔ (ف) شراد بکسر نون

وزاے مجھے صفت بد اصل کمینہ
بد نسل۔ (ف) صفت خراب

نسل کا۔ بد ذات کمینہ۔
بد نصیب۔ (ف) صفت

بد بخت۔
بد نظر۔ (ف) صفت بری

نگاہ سے دیکھنے والا۔ نفسانی خوش
کے ارادے سے گھور رہا۔

بد نظر۔ ا۔ صفت۔ جو بد نیت
بڑی نگاہ سے دیکھنے والا۔ برے

ارادے سے دیکھنے والا۔ (جافضاً)
جان سولی پر رہی مری بھیا منصور

بد نظر وہ ہیں نہ کھونکی طرح دار میل
بد نظر دیکھنا۔ متعدی۔ بری نگاہ

سے دیکھنا۔ برا ارادہ کرنا۔ بری نیت
سے ناگنا۔

بد نفس۔ (ف) صفت۔ بد ذات

بدی سرشت -

بدی نفسی - (د) مونث مذکر

بذگاہ سے دیکھنا - متعدی -

شہوت کی نظر سے دیکھنا (آتش)

کھل جائے پردہ آپ کے حسن و

جمال کا - عاشق نگاہ بد سے جو

دیکھیں جمال کو -

بدی مکر - (د) صفت - بد نظر -

بد نما - بد نمونہ - (د) صفت

بد زیب - بد شکل - دیکھنے میں بُرا

معلوم ہونے والا - (مومن) زلف

کے برے قد و تا ہو جائیگا خوشنما

چہرہ بد نما ہو جائیگا -

بد بہاد - (د) صفت - بد گزر

بدی سرشت -

بدی نیت - (د) نیت - بکسر

اول و تشدیدیائے مفتوح و سکون

تا عربی میں دل کا ارادہ - قصد دلی

خواہش فارسی اردو میں بغیر تشدید

ہے صفت - اسکی نسبت کہتے ہیں

جسکا ارادہ خراب ہو - بد ارادہ باطلین

۱۱ لالچی ۱۲ ندیدہ -

بدی - (د) - مونث - (قانون)

کوئی فعل ناجائز یا ارادہ بلا عذر

جائز کرنا ۱۳ نیت کی خرابی -

بدی وضع - (د) صفت - بدین

بدی طوار - عیناش - (قلق) کرنیکے

رسوا غیر بد وضع - ان ادبائوں

سے از خود ترک کر رہا ہونا

نامناسب ۱۴ بری قطع کا -

بدی مضمی - (د) - مونث گرائی

غذا کا نہ ہضم ہونا - (ہونا کیساتھ)

بدی بیات - صفت - بد شکل

مُہیب سورت والا -

بدیقین صفت - عو - خراب

بات پر یقین رکھنے والا - (جائز)

درگور تیری باتیں ایسی نہیں ہوں

میں - ادبائش جانتا ہے موئے

بدیقین - مجھے -

بدیمن - (د) صفت - نحوس

نامبارک -

بدی - (د) - مونث - نیکی کی ضد

برائی - بد خواہی - غلبت - پیچھے

برائے کنا - صفت - دیکھو بد -

بدی پر آنا - لازم - برائی کرنے

پر تیار ہونا دشمنی پر مائل ہونا

بیل کے لئے سرکشی کرنا - اچھلنا

کو دنا -

بدی چیتنا (چیتنا) بکسر اول

دیباے معروف ساکن و بسکون

لازم۔ عو۔ کیسی میرائی چاہنا۔
ابدی کرنا۔ لازم۔ عیب کرنا۔

شرارت کرنا (فقرے) مجھے بدی لا
تو خوب ٹھیک بناؤں گا۔ تھان پر بن۔ عو
بندھے گھوڑا بدی لانے لگا۔

بدی کرنا۔ متعدی۔ بُرائی کرنا
نقصان پہنچانا۔ غیبت کرنا۔ بڑھچھچھے
میرا کہنا۔ جغلی کھانا (میر حسن) کیسی بدی
تو نہ کر عیب ہے کہ اوس کا خدا عالم
الغیب ہے۔

پیدا۔ (یہ لفظ سنسکرت و دوائے سے
نکلا ہے جو عربی لفظ و داء کا ہم معنی
ہے) ہونٹ۔ رخصت۔ دلہن کا اپنر
گھر سے رخصت ہونا۔

پدا کرنا۔ متعدی۔ عو۔ لڑکی کا
گھر سے رخصت کرنا۔

پدا ہونا۔ ا۔ لازم۔ عو۔ دلہن کا
اپنے مانگے سے رخصت ہونا۔

پدا نیکی۔ (دھ) ا۔ رخصت ہونا
جانا۔ وہ انعام پوجان میں زبان کے
ما از مون کو دیتا ہے۔

پدا۔ (س)۔ دوا۔ بولنا (صفت۔
مقرر۔ عین۔ قسمت میں لکھا ہوا
طے شدہ (بھر) جو برا ہے ہماری
قسمت میں۔ ہم سب لائیکے وہ ساری

شرط۔ (طلسم الفنت) یہ نہ معلوم تھا
مجھے مصیبات کہ مجھ کو بھی دیکھنا بدی
ہے یہ رات۔

بدی ہوئی بات۔ یقینی امر (نقرہ)
اگر خدا انکو سننے کی قابلیت بھی دیتا تو
بھی یہ بدی ہوئی بات ہے کہ یہ لوگ
منہ پھیر پھیر کے اُسے بھاگتے۔

بداء بدی۔ تابع فعل۔ شرطی حکمی
شرط میں بدد کے بجائے بخشی میں۔ ضد
ضدائے۔ کینہ وری سے (قلق)
وہ رند بادہ کش ہوں کہ ہم نے بداء
بدی۔ خالی کئے ہیں تخم کے خم اکثر
بھرتے ہوئے۔

پدا کرنا۔ (دھ۔ س)۔ ودا کرنا (متعدی
عم توڑنا۔ جدا کرنا۔ تقسیم کرنا۔

پدا ہا۔ (دھ) مذکر۔ بدھاوا۔ مبالغہ
کا گیت۔

پدا ہنا۔ (دھ) متعدی۔ ا۔ سچ پوچھنے
کے بعد کھیت میں اہل چلانا (کھیت
بونی کے بعد فوراً اہل چلانا۔ اس غرض
سے کہ بیج مٹی میں چھپ جائیں

پدا ہمتہ۔ (ع) بفتح اول و فتح ہائی
ہوڑ و سکون تلبے سمجھے بات کہنا۔
آغاز) ہونٹ۔ یقینی ہونا۔ ہترکھی
ہونا۔

بدلت گشت - (دع کبسر اول حرف
چهارم حمزہ ہے - آغاز - ابتدا کرنا)
مؤنث - شروع کرنا - آغاز -
بدلت گشت - (جمع کی جمع - نئی چیز)
نئی چیزیں عجاہبات -
بدال - (دع) صفت - غلہ جینے والا
اب اس جگہ اردو میں بقال کہتے ہیں
بدلت گشت کے لکڑا - بدایون ایک شہر
کاتام ہے جہاں کے آدمی بھول بھلا
ہوئے ہیں - (مجازاً) احمق - بھولا
بھالا - سادہ لوح - نادان -
بدلت گشت - (دع) مذکر ہم پانی کا بڈلا -
بدلت گشت - (دع) - ۱ - نازم - خکے خکے
اکٹنا - صاف صاف نہ اکٹنا - کٹر کٹنا
آہستہ بولنا -
بدلت گشت - (دوہ ناگری) مذکر بڈلا -
بدلت گشت - (دع) فتح اول دوم جمع
وہضم ثانی غلط (دع) مذکر - ایک
ولایت کا نام - جو ہندوستان و
خراسان کے بیچ میں ہے - قریب
میں بجائے بدخشان کے بدخشاہی
کہتے ہیں (رشاک) بھلے تھے دشمن
سے موتی لبون سے اصل بدخشاہ -
تھارے عہد میں کون آئے تاب
رکھتا ہے -

بدلت - (دع) فتح اول و سکون دوم
نذر مدینہ طیبہ کے متصل ایک
موضع ہے - ایک کنوین کاتام - بدلت گشت
رات کا چاند - پورا چاند - بدلت گشت
(محسن) اگر بدر کہیں ادھر ادھر ہو
کہدو مری شہر سے بدر ہو -
بدر کاہل - چودھویں رات
کا چاند - پورا چاند -
بدلت - (دع) - ۱ - دروازہ
صفت - باہر نکلا ہوا - باہر -
بدلت گشت - (دع) مؤنث - بدلت
موری - پانی باہر جاسکا راستہ
دہنالی جسکے ذریعہ سے پانی باہر
نکالتے ہیں - جمع - بدر لہوین -
بدر نکالتا - ۱ - متعدی - پوری
بنانا -
بدر کرنا - متعدی - خارج کرنا
جلا وطن کرنا - نکال دینا - (دع)
بزم میں انکے خطارا بہت ہیں عاشق
دیکھیں کس کس کو وہ محفل سے بدر
کرتے ہیں -
بدر نکالتا - ۱ - متعدی - حساب
میں بقایا نکالنا - کسی کے نام رقم
لکھنا کسی رقم کا خرچ کی مدین نکالنا
بدر نویس - صفت - لکھنے والا

اُن رقمون کا جو حساب میں قابلِ عرض ہوں -

بدر نویسی - صفت - مونث -

حساب کی جانچ ۱۲ (صطلاح اہل دفتر) مطالبے کے وجہ جنکے بنیاد پر عمال سر مواخذہ کرتے ہیں -

بدر (ا) (س) مذکر بادل - گنوار پوتی ہیں

بدر انا - مقدی - (دہلی) بترانا -

بدر بدر (ہ) تاریخ فعل - آہستہ آہستہ

بدر بدر کرنا - لازم ہو - چپکے چپکے کچھ کہنا - آہستہ آہستہ برا بھلا کہنا -

بدر رقم - (ب) بروزن و غنڈہ یہ بدرہم

کا معرب ہے وہ شخص جو راہ میں

مسافر کی حفاظت کرے بدر فارس میں

معنی صاحب و محافظ کے بھی آتا ہے

مذکر! اصطلاح طب میں وہ دوا جو کسی

دوسری دوا کی معادن ہو ۱۲ رہنما -

قافلے کا نگہبان (غالب) صفت کا

کسکو بُرا ہے بدر قہ - رہروی میں پرو

رہر بھلا ۱۲ سپاہ محافظ - طلائیہ کلاہم

سفر و وہ ٹکس جو زمانہ سابق میں

راستوں کی حفاظت کی غرض سے

لیا جاتا تھا -

بدر رقم حساب - وہ حساب

جو خرابی جان لان کے ذریعے سے خزانہ

میں بھیجتا ہے ۱۲ مال کا بیجک ۱۲ مال بھینچنے کا محصول -

بدر رقم - (ب) بقیع اول و سیوم) مذکر

تھیلی - ہمیانی - توڑا - فرنگ ناصری

اسکو عربی لکھا ہے - (قدر) وہ ہمندر

میں جو دھوئے اپنے ہاتھ - موج ہیمان

اور بدر سے ہوں بھنور -

بدر سی - (ب) بروزن ابری -

مونث چھوٹی تھیلی -

بدر سی - مونث جست کے تینوں

پر چاندی کا کام بناتے اور اسکو بدر

کہتے ہیں - چونکہ ورن کے ایک مقام

بد سے اس کام کی ابتدا ہوتی - لہذا

اسی نام سے مشہور ہو گیا -

بدعت (ع) - نئی چیز پیدا کرنا -

دین میں ایسی نئی بات ایجاد کرنا

جو پیغمبر صاحب کے زمانے میں نہ ہو

وہ نئی چیز جو دین کے معاملے میں ظاہر

ہو) مونث ۱۲ اختراع - ایجاد دین

کی باتوں میں کوئی نئی بات یا نئی

رسم نکالنا - (مومن) وہی مذہب

ہے اپنا بھی جو قیس و کوہن کا تھا

نئی راہ افزا ہے کب بھلا مومن

نے بدعت کی ۱۲ ظلم - تشدد و سختی

(صبا) جان جان ظلم سے خاطر نہی

عاشق کی کعبہ دل کو جو توڑ دے تو بدعت ہوگی۔ رکرنا پھیلانا ہونا کیسا تھوڑا جھگڑا۔ طرائی۔ فساد (انیس) مبین سے کفر کی بدعت جدا ہوتی۔ ایمان کے راستے سے ضلالت جدا ہوتی۔

بدعتی - ۱۔ مذکر۔ بدعت کرنے والا۔ وہابی کا مقابلہ نام آرزو کا تو دل کو نکال لین۔ مومن نہوں جو ربط رکھیں بدعتی سہم ۳۔ عوجھکالو لہذا کا۔ ظالم۔

بدعتی - (دیوناگری) - مذکر۔ بطور کا نا۔ (متعدی) - لگھوڑے کو ڈرانا۔ چونکانا۔ بھڑکانا۔ چونکا کر دینا۔ ۲۔ عم۔ اکھڑنا۔ اُچاٹ دینا۔ بدکنایا بدگ جانا۔ لازم۔ چونکنا۔ جھجھکنا۔ ڈر سے بھڑکن۔ گلان ہو جانا۔ کسی بات پر رنجیدہ ہو کر الگ ہو جانا۔ (دواغ) - اشعار کچھ سنائے جو فریا دواغ کے۔ سنتے ہی یہ فسانہ وہ جھسے بدگ گئے ۲۔ جانور کا بھاگ جانا ۳۔ اچٹنا۔

بدل - (ھ) - مذکر۔ عم۔ بادل۔ بدل - (ع) - مذکر۔ عوض۔ بدلا تبادلا۔ معاوضہ۔ توڑ۔ ایک چیز کے

عوض دوسری چیز لینا۔

بدل کے بیان کرنا۔ متعدی غلط بیانی کرنا۔ پھیر کے بیان کرنا۔

بدل مائجمل - (ع) - طب کی

صداطلاح۔ عوض اس چیز کا جو خفیل ہو جائے (سودا) - مسیری قسمت کے

موافق تو معین کر دے۔ اپنی سرکار

سے وان مائجمل کا بدل۔

بدل جانا۔ لازم۔ پھیر جانا۔ بگڑ

جانا۔ (امیر) ہو چکا وعدہ کہ کل آئیگا

دیکھئے اب نہ بدل جائیگا ۲۔ دیکھو بدلتا

بدل دینا۔ ۱۔ متعدی۔ ایک

چیز کا دوسری چیز کے ساتھ تبادلہ

کرنا۔ اول بدل کرنا بدلا کرنا۔ صورت

پلٹ دینا۔ تبدیلی کرنا۔ پلٹ دینا۔

ملا دینا۔ گلوڈ کرنا۔

بدلانا۔ بدلنا کا متعدی۔

منجملہ لا۔ (دیوناگری) - مذکر۔ عم۔ بول

بدلتا (بدل سے بقاعدہ اردو

مصدر بنا یا ہے) - متعدی۔ پلٹنا۔

پھیرنا۔ (دواغ) بدلتا نہیں حال بیمار

غم کا تغیر تبدیل ہونا۔ (دواغ)

بدل کر دوا پر دوا مل رہی ہے ۳

رنگ کا تغیر ہونا ۴۔ ایک چیز کو

دوسری جگہ رکھنا ۵۔ منتقل کرنا۔

ایک جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھنا۔
(رشتہ) تو نے نہ بدلے قاصد سیرحم

اے صنم۔ امت کی خاطر ون سے پیہر
بدل گئے الا صورت تبدیل کرنا۔

(فقہ) آج تم نیا بھیس بدل کر آئے
ہوئے دوسری وضع اختیار کرنا۔

صورت بدلنا جو کچھ پہلے کہا ہوا
خلافت کہنا۔ (فقہ) تم اب کیوں

بات بدلتی ہو۔ لازم انقلاب
ہونا نہ تبدیل ہونا۔ بدلی ہونا اس

جگہ بدل جانا بولتے ہیں۔ درہم
برہم کرنا۔ ملا دینا گڑھ کرنا۔ (فقہ)

نئے کریں کی ترتیب بدل دی۔
بدلا۔ (ع۔ بدل)۔ ا۔ مذکر معاد

عوض ہے اجر ۲ صلہ بخشش۔ انعام
۲ اجر ۲ مختلفانہ ہر وہ۔ تادم

۲ جزا۔ قصاص ۲ مکافات۔ انتقام
بدلا اتارنا۔ ا۔ متعدی۔ عوض

کرنا۔ (فقہ) دنیا میں اگر کوئی ہمہ
احسان کرتا ہے تو ہم اسکا بدلہ اتار

بھی ملتے ہیں۔
بدلا اتارنا۔ ا۔ لازم۔

بدلایا نا۔ ا۔ لازم۔ عوض پانا
بدلا دینا۔ ا۔ متعدی۔ معاو

دینا۔

بدلا کرنا۔ ا۔ متعدی۔ معاوضہ
کرنا۔

بدلاینا۔ ا۔ متعینی۔ عوض لینا
انتقام لینا۔ بدلی کے عوض بدلی کرنا

قصاص لینا (ذوق) بھلو ہر شب بچہ
کی ہونے لگی جون روز مشر۔ جیسے یہ

کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
بدلائی۔ ا۔ مونث۔ ابتداء کی قیمت

وہ روپیہ جو معاوضے میں ملے۔ معاو
جیسے ٹٹھیرے ٹٹھیرے بدلائی۔

بدلوانا۔ بدلی کا متعدی۔
بدلوانی۔ ا۔ مونث۔ بدلائی۔

بدلی۔ (م۔ مونث) ا۔ بادل کی
تصغیر۔ ابر کا چھوٹا ٹکڑا۔ بدلایان جمع

۲ تبدیلی۔ ایک شخص کے کام پر دوسرے
کا جانا۔ (شربت) محبت کی درمخوب

پر ہاتھین جو کرتا ہوں۔ نہیں پھر و بعد
کے عالم میں کرتے پاسان بدلی ۲

ایک فوج گاہ دوسری فوج کی جگہ آنا
بدلی آنا۔ لازم۔ بادل کے ٹکڑے

کا آنا۔ دیکھو بادل (نا سخ) کب مری
داغ پر یہ پھا ہا ہے۔ آگئی آفتاب

پر بدلی۔
بدلی پھٹنا یا پھٹ جاتا۔ لازم

بادل کے ٹکڑوں کا جدا جدا ہونا جاتا

بدلی چھٹنا۔ لازم۔ ایر کا نیچا ہو کر
اگھرنا۔ (سحر) باغ میں آکے جو
تھان پہ چھکی ہے بدلی۔ بار بار نہرونے
اپی لیتے ہیں پانی بادل۔

بدلی چھٹانا یا چھا جانا۔ لازم۔ ایر کا
آسمان پر گھڑانا۔

بدلی چھٹنا یا چھٹ جانا۔ لازم
ایر کا جو کم ہونا (داغ) چھٹ گئی
بدلی فلک پر ایر گئی باد بہار۔ توبہ کرنے
ہی ہمارے یہ نحوست چھا گئی۔

بدلی کھلنا۔ لازم۔ ایر کا آسمان
پر نشتر ہونا۔ بانہ رہنا۔ آسمان کا بادل
سے صاف ہو جانا۔

بدلی کی چھاؤں۔ بدلی کا سایہ
۱۔ (مجازاً) ناپا کرار۔ بہت جلد ہٹنے
والا۔

بدلی کی دھوپ جب ٹھکے جب تیر
مثل۔ بد مزاج آدمی کی نسبت بولتو
ہیں یعنی وہ جب گفتگو کرتا ہے غصہ
ہی سے کرتا ہے۔

بدلی گھر آنا یا گھرنا۔ دیکھو لول
(شریف) نہ بیل چھوٹے نہ یہ گھر گھر
کے آئیگی بہار گل ہے رخصت پار
ہے جہان بدلی۔

بدلی ہونا۔ لازم۔ ایر ہونا۔

بادل ہونا۔ تبدیلی ہونا۔
بدلے۔ (دھ) نایع فعل۔ عوض بالعیض
تقسیم کفہ میں ہوت خوش
ہوں کہ ہر تیر انداز۔ بدلے تو دے
کے بٹھا ہے مقابل مجھکو۔

بدن۔ (عربی میں دھڑا اور عضو کو
معانی میں جو۔ ابدان جمع۔ اور ذری
میں جسم کے معنی میں ہے سنگرت
میں دوں۔ دہانہ۔ چہرہ) مذکر جسم
گوشت و استخوان کا اندام نہانی۔
شرمگاہ (آتش) زال دنیا تنگ
کرتی ہے نہایت ہی مجھے۔ ہو مگر
اس بے سوا کا کیا بدن فولاد کا۔

بدن اترنا۔ لازم جسم کا قطع
ہونا جسم میں نقصان ہونا (داغ)
ڈھلا سارا بدن سانچے میں گویا۔
ذرا اترنا نہیں ظالم کہیں سے۔

بدن اٹو کرنا۔ ۱۔ شادی مارتے
مارتے بدن پر نیل بنادینا کی جگہ (فقر)
منہ نہ کھو لوگی تو مارتے مارتے بدن
پر اٹو کر دوں گا۔

بدن اٹو ہونا۔ ۱۔ لازم۔

بدن اندر سے پھوڑا ہونا۔ ۱۔
لازم۔ جو۔ رگ رگ میں درد ہونا
(جان صاحب) ہے ایسی سبکی سارا بدن

اندر سے پھوٹا ہے۔

بدن بگڑنا یا بگڑ جانا۔ ۱۔ لازم
کوڑھ یا جذام کا مرض ہو جانا۔ (آتش)
اشترکثیر کا مین قدم سے تیرے پایا ہے
جذامی خاک رہ لیکر بناتے ہیں بدن بگڑنا
بدن پر بوٹی چڑھنا۔ ۱۔ لازم
مونا تازہ ہونا۔

بدن پر بوٹی نہ ہونا۔ ۱۔ لازم
دہلا ہونا۔ (توبۃ النضوج) مین یہ نہیں
کتنی کہ خدا نخواستہ تم کو کھانینکی تکلیف
ہے مگر صورت تھارے یہ ہے کہ بدن
پر بوٹی نہیں ہاتھ یا اون مین جان نہیں
بدن پر روکتے کھڑے ہونا۔

لازم دیکھو بدن کے روکتے کھڑے ہونا
بدن پر لیٹا ہونا۔ لازم عریان
ہونا کی جگہ (ناشیخ) جھکونکا دیکھو
احسان قاتل نے کیا۔ گر نہیں کچھ
بدن پر زخم دامدار ہیں۔

بدن پر نہیں لٹا پاؤں کھائین
البتہ۔ مثل مفلسی مین امیرونی
برابری۔

بدن پھلنا یا پھل جانا۔ لازم
پھنسیوں یا چھوٹے چھوٹے دانوں
کا کثرت سے جسم پر نکل آنا۔ (سحر
تعبیدہ) موسم باروری ہے یہ

نصا کے دن ہیں۔ پیڑ کیا پھلتے ہیں
ان روزوں مین پھلتے ہیں بدن۔
بدن پھوٹ جانا۔ لازم۔ بدین
زخم پڑ جانا (فقرہ) چاہے اپنی لوزی
ہو چاہے غیر آپ نے مارا کیوں اور
پھر اس طرح کہ اہولمان ہو گئی سارا بدن
پھوٹ گیا۔

بدن پاک کرنا۔ متعدی۔ بدن
سے نجاست دھو ڈالنا۔

بدن پھیکا ہونا۔ لازم۔ عو۔
(دہلی) بدن گرم ہونا۔ خفیف حرارت
ہونا (حرارت) سخت بد حال اسکے
ہے جی کا۔ منہ تو کڑوا ہے اور بدن
پھیکا۔ اس جگہ لکھو مین پسند اچھیکا
ہونا کہتے ہیں۔

بدن تختہ ہو جانا۔ لازم بدن
اکڑ جانا۔ کھینکے سخت ہو جانا۔

بدن توڑنا۔ متعدی۔ انگڑائی
لینا۔ سستی پھیلانا۔ درزش کرنا

بدن ٹوٹنا۔ ۱۔ لازم۔ اچھٹائی
ہونا۔ جوڑ جوڑ مین درد ہونا۔ ہڈیوں

مین درد محسوس ہونا۔ (ناسخ) سٹا
شیشہ مین کے بدن ٹوٹے لگتا ہے
ساقیا جھک گئی تونہ مئے راس نہیں
جسم مین ریاضت سے لوچ پیدا ہونا

بدن جھلنا۔ لازم۔ گرمی کی تیزی
ظاہر ہونی کی جگہ ناسخ رکھا ہے قدم
کوچہ جانان میں جو ہم نے۔ جلتا ہی
بدن تپ سے گرہے کف پاسرد
بدن جھٹلنا۔ لازم۔ جسم کو بلا
ہونا۔ بتاؤ رند ہیکو دلہ کیا صدہ
گزر تا ہے۔ کئی دن سے ہے منہ اُتر
تھمارا اور بدن جھٹکا۔

بدن چرانا۔ متعدی شرم سے
بدن سمیٹنا۔ شرم یا الجاظ سے جسم کو
چھپانا (اسیر) مری نظر سے وہ
غائب ہوئے نظر کی طرح۔ بدن
تمام چرانے لگے کم کی طرح۔
بدن جوڑ جوڑ ہونا۔ لازم۔
رگ رگ میں خشکی کا اثر ہونا۔
بدن خشک ہونا۔ لازم۔
لاغری اور ناقوانالی ظاہر ہونی کی
جگہ کہتے ہیں۔ زنا سخ خشک
غمر سے ہو گیا میل بدن مثل علم
خطائے جوار سال میں اس بیوفانی
دیر کی۔

بدن دکھانا۔ متعدی۔
برہنگی ظاہر کرنا۔ (آتش) تہا سحر
میں نے شب وصل را و تو عریان
دیکھا۔ آسمان کو بھی نہ جس سے نہ

بدن دکھلایا۔
بدن ڈھرا ہونا۔ لازم۔ اجکم
بہت غمزدہ ہونا بدن کا موٹا ہونا
بدن کا دگننا ہونا (شاد) زور چاہوں
جو تن میں ڈبلا ہو۔ قد دوتا ہوں
یہ ڈھرا ہو۔

بدن ڈھانچا ہونا۔ لازم
ڈبلا ہونا۔ لاغر ہونا۔ صبرت پوست
واستخوان نہ جانا۔ (فسانہ عجیب
جان عالم کار و زکی کو فت سے یہ
عالم ہوا کہ سوکھ کے کاٹا ہو گیا بدن
ڈھانچا ہو گیا۔

بدن ڈھیلا کرنا۔ متعدی جسم
کا سُست کرنا۔ یا چست نہ رکھنا
(فقہ) مہری کوچ میں لوہے کی
کمانیاں لگی ہیں جو بیٹھنے سے بجاتی
اور ذرا بدن ڈھیلا کر کے لیٹنے سے
آدھیکو اچھالتی ہیں۔

بدن ڈھیلا ہونا۔ لازم۔
بدن میں کساؤ نہ ہونا۔

بدن زرد ہونا۔ لازم۔ بدن
پہلا پیر جانا ضعف یا شدت کی
ظاہر کر دینا جھناسخ (دل غم
مرا برنگ لالہ کیندے کے
سے ہے بدن زرد۔

بدن سانچے میں ڈھالنا - ۱ -
متعدی - (اعضائے بدن کے مناسب
اور موزون بنائیکی جگہ در اسخ) بدن
سانچے میں ڈھالا ہے جہاں متاع
قدرت نے تری باتیں بھی ڈھالی ہیں
ترے فقرے بھی ڈھالے ہیں -

بدن سانچے میں ڈھلنا - لازم
بدن سنسنا - لازم - خوف
یا ضعف کی وجہ سے جسم میں سنسنی
پیدا ہونا - (عالم) کوئی تپا بھی گر کہیں
کھڑکا سنسنا یا بدن تودل دھڑکا
بدن سوکھڑکا نسا ہو جانا - لازم
بہت دلمے پونکی جگہ بولتے ہیں -

بدن نیمہ ہونا - لازم کسی حصار
واسے آسے سے بدن ٹکڑے ٹکڑے
ہونا -

بدن کا کپڑا پہننے کا کپڑا پہنا
ہوا کپڑا (مصحفی) تم سفر سے جو نہ
آؤ تو نشانی کو مری بھید و جلد کوئی
لپنے بدن کا کپڑا -

بدن کو غذا لگنا - لازم جب
کھانے پینے سے کیسے بدن بہتازی
اور توانائی نہیں معلوم ہوتی ہی تو
کتے ہیں کہ بدن کو غذا نہیں لگتی
بہ بڑعتی گئی فراق میں اے بحر لاغری

کھا بھی لیا جو کچھ نہ بدن کو غذا لگی -
بدن کے رونگٹے کھڑے ہونا

لازم سرودی باخوت کی سبب سی
جسم کے رونگٹوں کا کھڑا ہونا - حجاز
خوف کھانا - ہیبت چھانا -
(مراۃ العروس) محمد کامل کی زبان
اکبری کے ڈھنگ دیکھ کر اتنا ڈر گئی
تھی کہ اکبری کے تصور سے بدن پر
رونگٹے کھڑے ہوتے تھے -

بدن کھل جانا - لازم - بہت
لاغر ہو جانا - (ناسخ) جسم ایسا کھل
گیا ہے مجھ مرض عشق کا - دیکھ کر کہتی
ہیں سب تعویذ ہے باز و نہیں -

بدن کد رانا - ۱ - لازم جسم کا
ترد تازہ ہونا - (منبر) خالی نلیں
کہیں سے اب آنکوش آرزو
کدرا کے کیا سُدول تمھارا بدن ہوا -

بدن مٹی ہونا - لازم جسم پر
حرارت خفیف ظاہر ہونے کی جگہ -
(آتش) ہوائے تند سے جھٹا ہی
بسم بربادی - جب درون نے
کیا ہے زبس بدن مٹی -

بدن ملنا - متعدی - بدن کی
مالش کرنا -

بدن ملوانا - متعدی - بدن کی

مالش کرانا (ناسخ) میل سب چھٹ جائیگا۔ مجھ سے بدن لموے۔ ہاتھ میری ہین زیادہ کیسے دلاک سے۔
بدن موم ہونا۔ لازم۔ بدن نرم ہونا۔ (امیر) چم کیا ضد بین کو خم نے سختی ایسی نرمی ایسی۔ موم بدن ہے دل ہے آہن ماشا اللہ ماشا اللہ۔

بدن میلا ہونا۔ لازم۔ جسم پر میل ہونا۔ کثافت ہونا۔ (ناسخ) بام پرنگے نہ آدم شب متاب میں چاندنی پڑ جائیگی میلا بدن ہو جائیگا۔ بدن میں آگ لگنا۔ یا آگ سی لگنا۔ لازم۔ نہایت غصہ آنیکی جگہ برافر دھنکی گئی جگہ سے فرقت میں دل بھلا تا ہے شوق وصال یا راکل ک سی لگی ہوئی آتش بدن میں ہے۔ بدن میں جان نہونا۔ لازم۔ کمال ضعف اور کمزوری کی جگہ بولتر ہین سے صبا یہ حال ہوا ہے غم محبت میں۔ بدن میں جان نہیں پیر ہین میں حال نہیں۔

بدن میں دم نہیں تام زور آور۔ مثل۔ جو شخص صفت کے مشہور ہوا اسکی نسبت بولتے ہین

برعکس نہند نام رنگی کا فور۔ بدن میں مریحین لگنا۔ لازم۔ غصہ کی شدت سے بتیا ہوتا۔ حد سے زیادہ غصہ ہوتا۔ جھنجھلا نا بدن میں حال نہ مانی رہنا۔ لازم بدن میں سکنت نہ ہونا درندا تب فراق سے باقی بدن میں حال نہیں۔ فراق ہی ہی اس سے اگر صال نہیں۔

بدن میں لونہ ہونا۔ لازم۔ جب بدن کی رنگت سفید پڑ جاتی ہے اور سرخی نہیں رہتی ہے اسوقت بولتے ہین سے ناسخ فراق یا راکل بد بڑ کال جزا شک مثل ابر بدن میں لونہ نہیں۔ بدن نیلا ہونا۔ لازم۔ بدن میں زہر کا اثر پھیل جانے اور چوٹ کا نشان پڑ جانے سے ایسا ہو جاتا ہے (ذوق) مرا آنسو ہے وہ زہر اب نیلا ہون سارا۔ خدا ہے جو کین لگ جائے احو غمخوار دامن سے۔ (آتش) آج تک کہ کے کوڑون سے بدن نیلا ہے۔ آسمان کو مجھے رسوائے جہان کر دود بدن زہرا ہونا۔ لازم۔ جسم کا ترو تازہ ہونا۔ بوسخط سے پھر ہر اک بدن۔ زہر کو بھی اشرودا کے لے

۱ کسی زہریلے مادے یا زہریلے بدن کا سبزی مائل ہوجانا۔

بدنا۔ (ھ) سنسکرت کے لفظ بدو سے مشتق ہے جسکے معنی بولنا ہے)

متعدی پیشین گوئی کرنا۔ اس معنی میں بجز لفظ بد کے اور کوئی صیغہ اردو میں مستعمل نہیں ہے۔ دیکھو بد ۱

عم غیر کرنا۔ نامزد کرنا۔ (فقہہ) رام سہاس نے اپنے مقدمے میں پندرہ گواہ جمع کئے ہیں۔ ہاں گناہ گناہ غمہ کرنا۔ شرط لگانا۔ قول و قرار

کرنا۔ (منیر) ابرو کا بوسہ بد کی بروی لگائی ۲ عم خیال میں لانا۔ شمار کرنا سمجھنا۔ ماننا۔ تسلیم کرنا۔ (فقہہ) وہ مجھے کچھ نہیں بدتا۔

بدنی۔ (ف) بفتح اول دروم صفت) بدن کے متعلق جسمانی

بدنی۔ (ھ) بفتح اول و سکون دوم و کسر سوم) مونث۔ وہ معاہدہ جو کسی پیداوار کے خریدنے کے بابت فیصلہ کر پہلے قرار پائے یا کتنے سے پیشتر

نرخ بھیرا لیا جائے ۱ سائی۔ رادی بدو۔ (ف) بفتح اول و سکون ثانی۔

آغاز ابتدا۔ ان معنوں میں یہ لفظ عربی میں بدو تھانا۔ میون نے ہمزہ

کو داو سے بدل دیا۔ بدو۔ (د) بفتح اول و سکون

ثانی و نیز بضمین و تشدید داو بہر دو موقع ۱ ظاہر ہونا۔ نمودار ہونا ۲

بفتح اول و سکون وال۔ ظاہر ہونا ابتدا کرنا جنگل بیابان۔ بدوئی۔ صحرائشین۔

بدو۔ بفتح اول و تشدید وال مضموم زبانوں پر ہے۔ عرب کا دیہاتی (سحر) کپڑے کے قید کیا ڈاکوؤں کے افسر کو۔ وہ بدوؤں میں تھا لاکھوں کو اسنے مارا تھا ۱ صفت۔ بد چلن۔ بدنام۔

بدو کرنا۔ متعدی۔ عو۔ بدنام کرنا۔ رسوا کرنا۔ انگشت نہا کرنا۔ نگو بسنا۔ (فقہہ) گھر والوں نے خانم صاحب کا نام بدو کر رکھا ہے۔ بدو ہونا۔ لازم۔ عو۔ (جان صاحب)

سوت کی بات کا معلوم جو پہلو ہو جائے میں وہ رسوا کروں سب لوگوں میں بدو ہو جائے

بدو کر۔ (ع) بد کی جمع۔ بدو کرنا۔ (ھ) بکسر اول و ضم دوم و سکون داو بجمول) لازم۔ عم

منہ بنانا۔ منہ چڑھانا۔ یہ لفظ عربی

ہندی سے بھی انھی معنی میں ہے۔

بدھ - (دھ) مذکر - علم - عقل -

بدھ - (دھ) مذکر - علم - سخت سزا -

بدھ - (دھ) کبیر اول - مونیف - مجوڑ

میزان - اچھے ستاروں کا ملنا - طرح

ڈھب وضع - طور -

بدھ کھانا - لازم - (دکانداروں

کی اصطلاح) میزان پٹنا - موافقت

ہونا - اتفاق رائے ہونا -

بدھ ملانا - متعدی - زائچہ مطابق

کرنا - دو گھا دو گھن کی جنم پتیریاں ملانا

- میزان کا مقابلہ کرنا - حساب کا

جانچنا - موافقت کرنا - قیمت لگانا

بدھ ملنا - لازم - موافقت ہونا

(اختر) غیر نے یہ شگونہ چھوڑا ہے میری

انکی جو بدہ نہیں ملتی - حساب کا ٹھیک

ہوتا - زائچہ کا مطابق ہونا - سلسلہ سمجھ

میں آنا - مطلب صاحب ہونا - دابن

(الوقت) دریا گنج کی سطرک پر جو لکھڑی

باتیں اٹھون نے کہیں نہیں انکی بھی

بدھ ملگئی -

بدھ - بروزن سُدھ (دھ) مذکر -

چار شنبہ - (اصطلاح علم نجوم) عطارد

وہیر فلک - عقل - تخمینہ سمجھ - عارف

خدا شناس - لقب گوتم کا -

بدھ بار بدھ وار (س) مذکر (ہندو)

بدھ کا دن -

بدھ - ۱ - صفت - جادو کیا ہوا - جادو کی

اثر میں مبتلا -

بدھ وا - وہ بفتح اول و دوم مخلوط الہا

مذکر (مسلمان) - شادی بیاہ یا ولادت

کی تقریبوں میں اعزہ واقربہ جوڑے

صاحب تقریب کے گھر بھیجتے ہیں ہسکو

بدھ واسکتے ہیں - مبارکباد کا گیت -

مبارکباد کا سچہ پیدا ہونے کی مبارکباد کا بیاہ

کا انعام -

بدھ مانی - (دھ) بفتح اول و دوم مخلوط الہا

پڑھو سہی باہدگی - نسل کی ترقی - اولاد

اولاد کی تنہا - اولاد ہونے کی مبارکباد خوشی

مبارکباد - انعام جو سچہ پیدا ہونے کی تقریب

میں ملازمن کو دیتے ہیں - بدھ وا (نوشہ)

غوا - انعام جو سچہ پیدا ہونے کے تقریب

میں اہل حرفہ کو دیتے ہیں - (دنیا کے ساتھ)

خوشی کے گیت کا سچہ پیدا ہونے کی

مبارکباد

بدھ مانی گانا - ۱ - لازم - مبارکباد

کے گیت گانا -

بدھنا۔ لازم۔ پھنسا۔ (بھرا) بدھا
ہوا ہون ازل سے میں ترک چھو نہیں
کسی پرانکا چلا تیر میں نشانہ ہوا پتہ
ہو جانا۔ رگ رگ میں اشر ہو جانا۔

(صبا) شور جبکا ہے وہ ہے عشق
جنون زادل میں۔ پڑ گیا ہو تکیں حسن کا
سودا دلین۔

بدھنا۔ (ہ) مذکر۔ پانی پینے کا مٹی کا
ظرف جس میں ٹوٹی ہوئی ہے۔

بدھنی۔ (ہ) مونث۔ ٹوٹی دار
چھوٹا لوٹا۔

بدھو۔ (ہ) فطری معنی عقلمند۔ ا۔ مذکر
(طنزاً) بوقوف۔ کم عقل۔

بدھو بدھو۔ اس شخص کو کہتے ہیں جو
تولنے والے دغا بازی سے لیتے ہیں۔

بدھوا۔ (ہ) دوہوا۔ دے بغیر دھوا
شوہر، مونث۔ بیوہ عورت۔

بدھوان بدھ بان۔ (ہ) صفت
(ہندو) تیز فہم۔ ہوشیار۔ عالم

دوراندیش۔ تمیز دار۔

بدھی۔ (ہ) س۔ دھو۔ جانا
مونث۔ سمجھ عقل۔

بدھی۔ دھو۔ مونث۔ بدھیان جمع
لے پھول نکا ہار۔ (بھرا) کبھی نہ پھولنے کی
بدھی میں پانی بوسے وفا۔ کبھی نہ

کرم تیرے ہار میں دیکھا۔ وہ نشان جو
کسی لچکنے والی چیز کی چوٹ سے یا کسی
دھنی چیز کے بوجھ سے بدن پر پڑ جاتا
ہے۔ کوڑے یا نجی کی مار کا نشان جو

بدن پر پڑ جاتا ہے۔ دڑاں پڑنا کے ساتھ
(آتش) نازک اندامی میں کیا نسبت
کی کو یاہ سے۔ بدھیان پڑتی ہیں اس

گل کے بدن پر ہار سے۔ تلوار کا آڑا
زخم۔ (آتش) ہار پھولوں کے بنتے

تو ہو میری خاطر۔ بدھی نہ خون کی گڑے
تیغ تمھاری تیار ہے۔ ہکا جسکو گلے میں

ڈالتے ہیں۔ چھڑا کے ذریعے سے
بر مار دیتا کرتا ہے۔ چمڑے کا ٹکڑا

جس پر حجام اترے صاف کرتے ہیں۔
بدھی کا ہاتھ۔ ترچھا دار (منیر)

کی سیری قدر معرکہ میں تیغ یا رنے۔
بدھی کے ہاتھ دوڑ کے مجھے لپٹ

گئے۔

بدھی۔ (ہ) س۔ دھو۔ زخمی کرنا
مونث۔ آفتہ بیل۔ وہ جو پایہ جبکے

فوطے نکال ڈالتے گئے ہوں۔ دو
شاخوں کا چھوٹا گٹا۔

بدھی۔ ٹھٹھا۔ لازم۔ عم۔ چلتے ہو
بیل کا بیٹھ جانا یا بیکار ہو جانا۔
(مجازاً) عم۔ نقصان، ہن۔ دھلا کھٹنا

مفلس ہونا۔

بدھیا کرنا۔ متعدی۔ اہیل کے
خصی نکال ڈالنا۔ آختہ کرنا۔ نامزد کرنا
بدھیا ہونا۔ لازم۔ آختہ ہونا۔

بدھیا مری تو بلا سے آگرہ تو
دیکھ لیا۔ (ایک دھوبی کے نسبت
یہ قصہ مشہور ہے کہ وہ آگرے کے شوق
میں دو منزلہ راہ طے کرتا ہوا آگرے
پہنچا وہاں ایسی مین ہیل مر گیا جب لوگوں
نے ہیل کا حال پوچھا اس نے یہ فقرہ کہا
ایشل نقصان ہوا تو بلا سے دل کی ہوس
تو نکلی گئی۔

بدھیا۔ (ع۔ بدیمہ مین یاے
نسبت لگائی قاعدے کے مطابق
کو حذف کیا اودال کے زیر کو فتح
سے بدل دیا۔ جیسے حنیفہ سے حنفی ہو گیا
اس جگہ بدھیات بھی کہتے ہیں) منطلق
کی اصطلاح نظریات کا مقابل۔ وہ
چیز میں جنکا علم فکر پر موقوف نہ ہو بلکہ
فورا بغیر فکر کے حاصل ہو جائے۔ جیسے
کل جزو سے نبر ہوتا ہے۔

بدی۔ (س) مونت۔ سدی کا
قری مینے کے پندرہ روز جنہیں چا
کہتا ہے۔ بورن ناشی سے چاند نکلتے
شک کا زمانہ۔ اندھیرا پاکھ۔

بدی۔ دیکھو۔ بد۔ بد۔

بدیا۔ (ھو دیا۔ س) دو جاننا زبانوں
پر بہ تشدید وال ہے) مونت۔ علم
و ہنر۔ فلسفہ۔ ۲ شا ستر کا علم۔ ۲
علم بخشنے والی دیوی۔ ۲ چھل۔ فریب
جیسے ٹھک بدیا۔ ۲ ٹھکا جسکے منہ میں
رکھ لینے سے اڑنے کی طاقت آجاتی
ہے۔

بدیش۔ (تے۔ دوسرا دیش۔
ملک۔ سنسکرت میں بدیش) اندر
پردیس۔ غیر ملک۔ باہر۔

بدیسی۔ (صفت) کسر اول دوم
ویاے مجہول ساکن و کسر سین و
سکون یاے معروف۔ غیر ملک
کا۔ دوسرے ملک کا۔

بدیع۔ (ع) یاے معروف صفت
۱۔ اوتھکا۔ نادر۔ نیا۔ بنانے والا
موجود۔ نو ایجاد شے۔

بدیل۔ (ع) یاے معروف صفت
۱۔ بدل کسی چیز کا ۱۔ حکیم خاقانی کا نام
بدیمہ۔ (ع) بفتح اول و کسر دوم و
سکون سوم و فتح چارم و سکون ہائے
مختفیہ بے سوچے کہنا۔ ظاہر۔ صحت
برجستہ۔ ظاہر۔ ٹھیک۔

بدیمہ گونی۔ مونت۔ بے شور

فکر کے کہنا۔ بر محل کہنا۔

بدیہی۔ (ع) بفتح اول و کسر دوم
و سکون یاے معروف و کسر او سکون
یاے معروف سی نسبت کی ہے
صفت لظاہر۔ روشن۔ یقینی الم
نشرح۔ وہ بات جو صاف عقل میں

آئے۔ منطق کی اصطلاح میں اس
تصور یا تصدیق کو کہتے ہیں جس میں
غور و فکر کی ضرورت نہ پڑے یعنی
محتاج ثبوت نہ ہو۔ جیسے کل اپنے
جزو سے بڑا ہوتا ہے۔ (ذوق) جو

مسائل نظری تھے وہ بدیہی تھے تمام
عقل کو تجربے کی اتنی ہوئی تھی کثرت

بدیہی الانتاج۔ (ع) ب تشدید
یاے مضموم) منطق کی پہلی شکل جس کے نتیجے
نکالنے میں فکر کی ضرورت نہیں ہوتی

بدیہیات۔ (ع) جمع بدیہی
کی۔ دیکھو بدیہیات۔

بڈھا۔ (ع) صفت۔ کہن سال

سیر معسرہ تسلیم آج تک ہر وہی
ظہر و شاہری۔ بڈھے ہوئے مگر نہ
تمھاری زل گئی۔ بڈھا کے جگہ بڑھا
بھی کہتے ہیں۔ دیکھو بوڑھا۔

بڈھا۔ مونث (ہندو) برات کے
دوسرے دن ٹھہرا لینے کو بڈھا کہتے

ہیں۔ ڈال کا تلفظ اسے ہندی کا ہے
بڈھا بڈھا۔ صفت۔ بہت
بوڑھا۔

بڈھی۔ مونث کی صفت۔ دیکھو بڈھی

بڈھی گھوڑی لال لگا مٹیل
جو شخص بڑھا پے میں جوانی کی حالت
رکھے اسکی نسبت بولتے ہیں۔

بڈھرا بڈھری۔ (ھ) ایک قسم
کی خیشبو دار گھاس۔ دال ہندی

کورائے ہندی کی طرح بولتے ہیں۔

بڈھیا۔ بڈھی (ھ) پیر زال۔

بہت بوڑھی عورت۔

بڈا تہ (ع۔ ب + ذات + ہی)

دیکھو ب۔

بڈل۔ (ع) بفتح اول و سکون دوم

مذکر۔ داد و دہش بخشش۔

بڈلہ (ع) بروزن طبلہ بمعنی لطیف

چٹکلا۔ دیکھو بڈلہ (ف)

بڈلہ باز۔ بڈلہ سنج۔ بڈلہ گود (ف)

صفت۔ لطیفہ گو خوش طبع۔ ظرافت

بڈر۔ (ھ) مونث۔ عورت کا مقام

مخصوص۔

بڈر۔ (ھ) س۔ در۔ انتخاب کرنا) مذکر

عو۔ جوڑا شوہر۔ مگتیر۔ (جان صاحب)

جنگلو کے ختم سا ہے نہیں جانور اپنا

کام عطیہ جو عروس کو شوہر کی طرف سے
بھیجا جاتا ہے دعا کا جواب جو خدا
کی طرف سے یا کسی مقدس بزرگ
سے ملے۔

بڑا انگنا۔ لازم۔ عو ۱ خاوند کی
طلب کرنا۔ بیاہ مانگنا ۲ منگنی ہونیکے
بعد بیٹی والوں کا بیاہ کا تقاضہ کرنا۔

پتر سداغ (نیک)۔ احسان۔

پتر۔ (رع)۔ مذکر یا بھری کی ضد جنگل

بیابان خشکی۔ زمین (جمع براری ہی)

اُردو میں بہ سکون دوم بغیر تشدید کے

اس معنی میں مستعمل ہے ۲ خدا۔ تعالیٰ

کا نام ۳ بڑا نیک۔ ۱۔ اسان کرنیوالا

مہربان۔ فرمانبردار مان باپ کا۔ ابراہ

جمع۔

بڑا اعظم۔ (رع)۔ بر جائے خشکی

۱۔ مذکر خشکی کا وہ بہت بڑا قطعہ جو

پانی سے علیحدہ ہے اور جہین بہت

سے ملک شامل ہیں۔

پتر و بکر۔ (ف) خشکی و تری یعنی

خشک زمین و دریا

پتر سداغ۔ صفت۔ بھری کا ضد

جنگلی خشکی کا۔

پتر۔ (ف)۔ مذکر۔ شل ہائے موعود

کے الصاق و اتصال کی واسطے دو

مہتاب بوجا ند کا ٹکڑا ہے برانیا ۲

دہلی بزرگہ۔ لکھنؤ میں "دوبر" اور بزرگہ کتھر

ہیں ۳ (لکھنؤ) پھر ۴ کپڑے کا عرض۔

چوڑائی (فقرہ) پرانی وضع کے لوگ

جو گوشہ بونی نیچی چولی کا انگر کھا ایک

بر کے پانچے کا پانچا مہ پنے ہیں تلو

کی چوڑائی (ریشم) ہر کسی سے تیز ملتا

انے لائے کو کفن جیف چوڑا بر نہیں

سفاک کی تلوار کا ۱ دعا ۲ بہت اچھا

بہر پانا۔ ۱۔ لازم منگیتر کا ہاتھ آنا

(لذت عشق) علاوہ برین اور اسے

خوش سیر نصیبوں سے ملنے پاپا یہ بڑ

بڑ جوگ۔ دھڑا صفت۔ عو ۱ شادی

کے قابل۔ جوان سبانی لڑکی۔

برجک۔ (دہندو) صفت۔

وہ لڑکا یا لڑکی جسکی منگنی یا سر نہواو

خالی رہ جائے۔

بڑ دھوا۔ بڑ دکھائی۔ ایک رسم

جو شہروں میں قبل نسبت کی ہونیکے

اداکر جاتی ہے پیدین منگیتر و نہائی کی

غرض سے سسرال جاتا ہے۔

بڑ دینا۔ مقدی ۱ شادی کر دینا

(علق) وہ بھی جب راضی ہو تو کر دینا

حسب خواہش اسے بھی کر دینا۔

بڑ دان۔ ۲۔ مذکر ۱ شادی

فارسی لفظوں کے بیچ میں آتا ہے جس پر
دوش پر دوش ۲ اوپر - بلند - جیسے
برتر یہ کلمات کے اول زائد بھی آتا
ہے - جیسے - برعکس - برحق ۲ پھل
جیسے - برخوردار ۲ باہر - بیرون ۲ جسم
تین - بدن - سینہ (مونس) لپٹی ہوئی
تھی چست زہرہ برستے دیو کے ۲ بدل
کنار آغوش (محسن) اسرار نہ آسمان
نظر بین - دہلے ہوئے ہفت بحر بر
میں ۲ پہلو (مومن) اکمان تک سوز
شو ق ہلکا رہی - کرے یوں گرم جاہر
میں ہماری ۲ چوڑا پن ۲ جوان عورت
۲ فارسی ترکیبوں میں - نزدیک ۲
(از کے ساتھ) یاد - حفظ (فقہہ) سبق
از بر کرلو -

برآشفته (فت) صفت غصے

میں بھل ہوا -

برافتادہ (فت) صفت

مغلوب - ناتوان -

ممبر آفر وختہ (فت) صفت

۲ آگ پر رکھا ہوا - جلتا ہوا ۲ غصے
میں بھرا ہوا -

برآمد - (فت) مونس ۲ خرچ

آمدنی مصارف (فقہہ) درآمد سے

برآمد زیادہ ہر مضمی آمدنی سے خرچ

زیادہ ہے ۲ وہ زمین جو دریا کے
ہٹ جانے سے نکل آتی ہے تار و پکی
نکاسی مال کی ۲ ابھار ۲ ظہور - طلوع
خروج - نکلا - باہر نکلا - (فقہہ) آفتاب
برآمد ہوا ۲ صحفی (جس سے ملتا ہی
نہیں راہ برآمد کا پتا - گرد دیکھنا ہر فلک
نے کیا خطر پر کار کو ۲ اصلی - بنسیر بناو
کے (فقہہ) بہ مری برآمد قلم ہے بنا کر
نہیں لکھا - نمائش - نظام (داری فیک)
راست گو کب مجھے وہ سر و سہی قد سمجھا
عجز کو طنسہ خوشا دکو برآمد سمجھا -

برآمد آفتاب ہمراہ چھوٹ مقولہ
کنجہ کھلنے والے کھیل کی ابت اگر نہیں
جب سترخ بازی کا میر سی دوسرے
پتے کے ساتھ ڈالتے ہیں تو یہ فقہہ بولتے
ہیں -

برآمد کرنا - امتدی - کھوج

لگانا - نکالنا نکالنا ہر گزینا - (فقہہ) پولس
نے اس مکان سے چوری کا مال برآمد
کیا -

برآمد ہونا - لازم ۲ نکلتا - باہر آنا
(دوسرے) یہ لکے برآمد ہوئے گھر سے
شہد برابر ۲ پایا جانا - نکلتا - چوری
کا مال نکلتا - سراغ لگنا - (ہ) زید کے
گھر میں مال مسروقہ برآمد ہوا -

برآمدہ - (ف) دہنرو مشگاہ
ایوان (ا) مذکر بالافانہ دیر کا باہر
کلاموا کرہ - سانبان - علام گوش
برآنا - (ا) لازم - کامیاب ہونا
یورامونا - چال ہونا - مرادین کی
پرائین تمہارا حوصلہ نکلیں - مگر یہ تو کھٹکا
نکھو کیا کھچے تھے کیا نکلیں -

برانداز - (ف) - صفت -
برباد کرنے والا - صرت فارسی تکریم
مین استعمال میں ہے -

برانگیختہ (ف) - صفت غصہ
مین اشتعال میں - آمادہ (کرنا ہونا
کے ساتھ) ہفتہ بین دو خط لکھا کرے
تاکہ نکھو جواب دینے پر برانگیختہ کرتے
رہو -

برآور - (ف) پھل لانیوالا
درخت - میوہ دار درخت -

برآورد - (ف) - بفتح واو
مونٹ - تخمینے کی فرد - تکدیمہ -
بجٹ - گوشوارہ - بل - تنخواہ کا کاغذ
وہ کاغذ جس پر مصارف کا حساب
لکھا ہو -

برآورد بنانا - متعدی - تخمینے
کی فرد بنانا - تخمینہ بنانا -
برآورد کرنا - (ا) - متعدی نکالنا

برآورد کرنا - کسی رقم کا ایک مد سے
نکال کر دوسری مد میں داخل کرنا -
منہا کرنا - تفریق کرنا - کھٹانا -
برآوردہ - صفت - وہ رقم جو
ایک مد سے نکال کے دوسری مد میں
ڈالی جائے -

برباد - (ف) بر باد پر - باد -
ہذا - صفت - اُجاڑتباہ - ویران
خراب نیست - نابود -

برباد کرنا (فارسی میں بباداؤن
ویر باد دادن اس معنی میں ہے) متعدی
ویران کرنا - ناس کرنا - خراب کرنا
تباہ کرنا - نیست نابود کرنا - اڑانا - تباہ
کرنا - مفلس بنانا - فقیر کر دینا - ناسخ
نکست گل کی روش اے فلک نہ ہنجار
تو نے اُس گل سے چھڑا کر مجھے برباد
کیا -

برباد ہونا - (ا) لازم -
بربادی - مونٹ - تباہی - خرابی
برپا - (ف) - صفت - قائم - تباہ
(انیس) برپا کمان ہونیمہ قدس حضور
کا لا شرا ہوا -

برپا کرنا - (ف) برپا داشتن
متعدی - قائم کرنا - مچانا - اٹھانا -
پھیلانا - کھڑا کرتا - جیسے قیامت

عالی - موقع کے مناسب ٹھیک
تحفہ - موزون چشت - بروقت -

بر محل (قدر) اک مصرع برجستہ ہے

ہر موج سے ناب - دیوان ہے جامی

کامرا جام نہیں ہے - (فقہہ امین نے

بھی نجبوری نام لے لیکر چند امیر کی

ایسی برجستہ مثالیں بیان کیں کہ سب

لگے بغلیں جھانکنے -

بر حال خود اشک ریز - اپنے

حال پر افسوس کر نیوالا - (محسن) ہر

اک موج چلتی ہوئی تیغ تیز ہر اک

قطرہ بر حال خود اشک ریز -

بر حسب دلخواہ - (د) مطابق

دلی خواہش کے -

بر حق - (د) برزائے ہے - (۱) صفت

۱۔ سح - ٹھیک درست بجا بشک (فقہہ)

جادو بر حق کر نیوالا کافر ۲ ناگزیر -

واقعی شدنی - لازمی - (فقہہ) مرنا

تو بر حق ہے لیکن مجھ کو اس سے بڑی

نفسی ہوگی کہ پہلے اپنے دشمن کو دوبا

ہو ادیکہ کہ ان سے سچا - حق پرستی پر

بیسے نبی برحق - آپ کافر مانا برحق

ہے -

برخواست - (د) فاستن

۲۔ (محسن) صفت - بند - ختم - ملازمت

۱۔ کرنا - ششبر یا کرنا خیمہ بر یا کرنا ۲

آباد کرنا - (محسن) ششبر بر یا ہے تو چھ

بر یا کر -

بر یا ہونا یا رہنا - لازم - (محسن)

پیرا ہونا - چنا - (محسن) ششبر بر یا ہو

جو کنعانی مقابل آئین - چرخ پر سورہ

یوسف کو ملک ایجا میں ۲ پھانا پھولنا

(تسلیم) آبر و تشوہ نہا کی نہیں غربت

میں نصیب طفل اشک آنکھ سے گر کر

کبھی بر یا ہوا -

بزرگ - (د) صفت - زیادہ

بزرگ - زیادہ بلند - اعلیٰ جیسے قد

برتر ۲ غالب ترجیح رکھنے والا - بڑھکا

(اشک) اشک گل سے کہیں برتر ہے

تمھاری رنگت

برتری - سؤنٹ - بزرگی غلبہ

بلندی - بڑائی - فضیلت - (فقہہ)

اجی تم کیا باتیں کرتے ہو انکو برابری

بلکہ برتری کا دعویٰ ہے -

بر تقدیر (د) تابع فعل یا لفظ

بر جا - (د) - بر - اوپر - جاکر

صفت - بجا - ثابت - برقرار ٹھیک

برجستہ - (د) برزائے ہے صفت

بے ساختہ بغیر تاوٹ کے - فی البدیہہ

بے سوچے - بے فکر کے بلند - پسندیدہ

سے علیحدہ۔ برطون۔ موقوف کرنا
ہونا کے ساتھ (امیر) محفل برسات
ہے پتنگ۔ رخصت شمعوں سے
ہو رہے ہیں۔ سمجھ کہ عرض حال
کرے گا ضرور آئیں۔ دربار اس کے آتی
ہے برخاست کر دیا (فقہ) باد چلی
کو برخاست کر دیا۔

برخاستہ خاطر۔ (ف) صفت
برخاستہ دل۔ (فسانہ عجائب) یہ
رندیاں بر سلیقہ ہیں انہیں نشست
برخاست کا قریب نہیں آتا اُن سے تو
اور برخاستہ خاطر ہوگا۔

برخاستہ خاطر۔ برخواستہ
دلی۔ (ف) مونث۔ دلی بخش آرزو
ولی۔

برخاستہ دل۔ صفت۔ کبیدہ۔
رنجیدہ۔ آزرده دل۔ (شرن) اسلئے
برخاستہ دل بزم دنیا سے ہوئے۔
جسکے پردانے تھے ہم وہ رونق محفل نہ
تھا۔

برخاستہ طبیعت۔ برخاستہ دل
برخاستگی۔ مونث۔ موقوفی۔ برطونی
رخصت۔

برخلاف۔ (ف) برزائندہ ہے
صفت۔ ضد۔ اٹا۔ برعکس۔ ناموافق

نقیض۔ مخالفت (شمشاد) زمانہ ہے
برخلاف مجھے ہیں جب سے لنگھ
عقاب میں ہوں (کرنا ہونا کے ساتھ)
برخلاف آئین (ن) قانون عدالت
کے خلاف۔ دستور کے خلاف۔

برخوردار۔ (ف) تلفظ برخوردار
اس لفظ کی ترکیب میں مختلف اقوال
ہیں۔ برخوردار بمعنی مصدعی نفع پانا
آرکھ نسبت جیسے خریدار میں ہے۔
برخوردار بمعنی مصدعی میں مرکب سم لو
امر سے مثل پاپوش کے دار بمعنی
درخت یعنی متمتع ہونے والا۔ برخور

امر بمعنی بہر (لے) خور بمعنی بخور
(کھا) دار بمعنی بدار (رکھ)۔ اس
لفظ کا استعمال مذکر۔ مونث دونوں
کیواسطے صحیح ہے۔ بٹیا۔ بیٹی۔ نور چشم
۱۔ صفت۔ اقبالند۔ بخور اور ۲۔ (وعا)
عمر دراز ہو۔ جیتے رہو۔

برخوردار۔ مونث۔ بخو۔ اولاد
کی کثرت۔ (فقہ) نیستی میں برخوردار
۔ برخوردار کی جگہ مونث کیواسطے اسکا
استعمال صحیح نہیں ہے۔

بردار۔ (ف) برداشتن کا امر
۱۔ اسمائے عربی۔ فارسی کے آخرین
لگانے سے فاعلیت کے معنی دیتا ہے

جیسے علم بردار ۲ ہندی اسماء کے آخر
 ین ہی لگاتے ہیں۔ جیسے علم بردار ۲
 بلند آواز۔ (منیر) طلسم سحر ہے بردار
 پاٹ دار آواز۔ کسی پر ہی کا نہ اڑنے میں
 پھیلے یوں دامن ۲ چوڑا کپڑا۔

برداشت۔ (ف) مونث ۱۔
 صبر تحمل۔ تاب رکنا لانا ہونا کے ساتھ
 (ناسخ) برداشت ساقیانہ میں جھکو
 خمار کی (شرف) آنکھوں سے حسن پار کا
 دیکھنا نہ جائیگا برداشت لاسکینے نہ
 اُسکے جمال کی ۲ جانور دن کی خبر گیری
 نگرانی۔ (کرنا ہونا کیسا تھ) ۳ اُچا بیت
 قرض پر سود لینا۔ سودا سلف ادا
 دنیا لینا۔ روپیہ صرف کرنا۔

برداشت خانہ۔ مذکر۔ وہ
 مکان جہیں مال اسباب رکھیں۔ گودام
 برداشتہ خاطر۔ برداشتہ دل
 صفت گھبرایا ہوا۔ اُداس۔ اُچاٹ
 بیدل۔ بد بختیہ۔ آرزو دل رہونا
 کرنا کے ساتھ

برو۔ (فارسی محاورے پر
 روئے کے چیزے کردن سے لیا ہوا
 تابع فعل۔ سامنے۔ رو برو (نکھر)
 آجکاس مکھ پر ترے میں نے نہ رکھی
 کوئی بات۔ ہوئے کیا کیا نہیں فتنے

مرے برو پیدا۔

برزبان تشبیح و در دل کا دُخرا

(ف) ظاہر میں نیک باطن میں
 بد کی نسبت ہوتے ہیں۔ رام رام
 جینا پرایا مال اپنا۔

برزبان کرنا۔ ۱۔ متدبی۔ خوب
 یاد کر لینا۔ حفظ کر لینا۔

برزبان ہونا۔ ۱۔ لازم۔ خوب
 یاد ہونا حفظ ہونا۔

برسر بازار۔ (ف) بہت شہکار
 کرنے اور شہرت دینے کا کنا۔ ہوا

برسر خود۔ برسر خویش۔ (ف)

کنا تہ۔ خود راے۔ خود سر۔ خود مختار

برسر خطا۔ تابع فعل۔ خطا دار

مازم غلطی پر۔ (عالم) بے سب مجھو

جو خطا میں آپ۔ بخدا برسر خطا میں

آپ۔

برسر حساب سختی کرنے پر

آماوہ (صبا) خوشی وہ کون اسی دمی

جکے بعد غم نہ دیا۔ ہمیشہ سر پہ فلک

برسر حساب رہا۔

برسر فرزند آدم ہر جہ آید

بگرو (ف) مقولہ۔ آدمی پر کیسی

ہی سخت مصیبت پڑے جھیل

لیجاتا ہے۔ (نکھر) برسر فرزند آدم

سہرحہ آید بگردد - غم نہیں آفت پر
آفت ہو یہاں بالائے سر -

بر سر کار - (دفعہ) تابع فعل
بیکار کی ضد - کام میں - ملازمت
میں - مشغول میں (مراۃ العروس)
وہ دن بھول گئے کہ امیدواری بھی
نصیب نہ تھی باب بر سر کار ہو
تو قدر نہیں کرتے -

بر سر کیں - بر سر کینہ - تابع فعل
کینہ پر آمادہ - فساد پر مستعد (مون)
ہائے پس مرگ بھی دفن کرین مجھکو
غیر خاک میں لمجائے چرخ بر سر کیں
ہے ہنوز -

بر سر مطلب آنا - لازم صل
مقصود پر آنا -

بر سر چشم (دفعہ) تابع فعل
بر سر چشم - سر آنکھوں سے بخوشی
منظور ہے - (رشد) نگہی سرے
کی جو فزائشیں کین مول لیا - بر سر
چشم یہ شوخی یہ عنایت تیری -

بر شاخ آہو - دیکھو براست
عاشقان بر شاخ آہو -

بر ضد - ا - صفت - عو - مخالف
ضدی -

بر ضدی - ا - مؤنث - عو -

ضد - تکرار - آر - (فقرہ) بات
بات میں بر ضدی کچھ اچھی تھوڑی

ہے -
بر طبق - (دفعہ) تابع فعل -

مطابق - موافق - بموجب -
بر طرف - (دفعہ) بر طرف شدن

دور ہونا - کنارے پر گرنا - ا - صفت

ا - برخاست - موقوف - (کرنا ہونا کو
ساتھ) (آتش) دل میں اُس

جست کے الہی ہو مرگھر ایسا - بر طرف
اُسکو کرے مجھکو جو دربان رو کے

۲ دور - علیحدہ - بے تعلق (صبا)
بر طرف غم کر دیا دکھلا کے اُسے صا

چشم - چہرہ عاشق کو حکم بجائی ہو گیا
۲ بالائے طاق - ذکر نہ کیجئے - نام

نہ لو - کیا ذکر ہے (صحفی) یہ اُسکے
حسن کی نیرنگیاں ہیں - تکلف بر طرف

کیا حسن کیا عشق -
بر طرفی - ا - مؤنث - بفتح و فہر

بسکون راس دوم - موقوف علی کی
معزولی سداغ خرابی میں ہیں کیا

کیا اسکے عاشق - کہ بر طرفی بجائی رہے
کی ہے (دوسیر) چہرہ نہ رہا دفتر

انجم میں کسی کا - پروانہ چراغوں کو
ملا بر طرفی کا -

برعکس - (ف) صفت لالٹا
(آتش) کسی کو کیا کوئی گھر اپنے دین
کرنے دے۔ نگین سے دیکھ لے برعکس
نام ہوتا ہے ۲۔ برخلاف دستور
کے خلاف (طلسم الفت) یہ تو برعکس
کارخانہ ہے ۳۔ مخالف (امانت)
غیر رکھ دینا ہے سراسیمہ صفائی سر
صنم۔ مجھ سے برعکس نہ آئینہ نانا
ہو جائے۔

برعکس نہند نام زنگی کافور
(ف) مثل۔ اسکی نسبت کہتے ہیں
جو ایسی صفت سے مشہور ہو جو اس
میں نہ پائی جائے۔

برعکسی - ۱۔ موثر۔ عداوت
ضد - مخالفت - (ریشک) مجھ پہ
احسان بھی کرتے ہیں تو برعکسی سے
روٹھتا ہوں تو خفا ہو کے منالینہ
ہیں۔

برقرار - (ف) صفت بحال
مستقل - قائم - ثابت - باقی موجود
زندہ - صحیح و سالم (رکھنا - رہنا -
کے ساتھ) (فقرہ) بھائیوں کی
جوڑی برقرار رہے۔

برگزیدہ - (ف) - بفتح گان
برگزیدگان جمع - صفت منتخب

مقبول پسندیدہ - (فسانہ عجائب)
مولوی عبدالرحمن برگزیدہ نیردان
عالم باعمل ہیں۔
برگشتگی - بغاوت - انحراف
پھرنا۔

برگشتہ - (ف) صفت -
پھر اہوا - مخالفت - باغی - سرکش
برگشتہ ایام - برگشتہ اخیر -
برگشتہ تخت - برگشتہ دولت - برگشتہ
سر - برگشتہ طالع (ف) صفت
بد نصیب - بد قسمت۔

بر لانا - متعدی (آرزو تمنا
کے ساتھ) پورا کرنا - حاصل کرنا -
تکمیل کو پہنچانا۔

براضی صلوات - ۱۔ جو ہونا
تھا ہو چکا - گزری ہوئی بات کا کیا
ذکر - پھلی باتوں کو جانے دو۔
برخاست سلاح جنگ چہ سو

(ف) مثل - کام کام والے سے
ہوتا ہے جو اس کام کا نہیں اس
سے کام کی امید رکھنا فضول
ہے۔

بر محل - (ف) تابع فعل -
ٹھیک وقت پر عین وقت پر
ٹھیک موقع پر (ریشک) بر محل

آنے لگے اب جواب خط شوق ۲
مناسب - موزون - برجستہ
موقع کے مناسب (قدر) شوق
دلو کے سبکو قصہ - اب سنا تا ہوں
بر محل قصہ -

بر ملا - (ف) - بفتح اول
دسوم - براو پر - ملا ع گردہ (تاج
فعل - اکلہم کھلا - دن د ہارے -
کھلے خزا گئے - علانیہ - آشکارا
ظاہر - ہویدا - رو برو - منہ پر سامنہ
(منیر) بالائے بام وہ جو عیان بر ملا
ہوا -

بر ملا سنا تا - ۱ - متعدی
علانیہ گالیان دینا صاف صاف
کہنا - رو برو کہنا -

بر ملا ہونا - ۱ - لازم - علانیہ
لڑائی ہونا ٹکڑا ہونا حجت ہونا -
(داغ) بے دبدو ہوئے نہ بھٹکا
مراغبا آج اُسے صاف صاف
مری بر ملا ہوئی -

بر وقت - (ف) (ت) تاج فعل
عین موقع پر - بر محل - (ذوق)
موزون مرجا بروقت بولا - تری آواز
کے اور مدینے -

بر (دھ) - جو اور چنایا جو اور شر

لے ہو سکے -
بر (س) - مذکر - چنے یا ماش مونگ
کی ٹکیاں جو تل کر بنائی جاتی ہیں -
بر (دھ) - مذکر - ایک قسم کا ریشا
جو دہاتی کنوار کے مہینے میں سدی
چودہ کو کھیل کی غرض سے بناتے ہیں
بر (دھ) - مذکر - کسی چیز کا اندر
کا خول ۲ دھول کا پیٹ ۲ ہاس
۲ کسم کا بیج -

بر (دھ) - صفت ۱ - اچھا کی ضد
خراب ۲ ناگوار (غالب) کہوں
کس سے میں کہ کیا ہے شب غم مری
بلا ہے - مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک
بار ہوتا ۲ بھونڈا - بد شکل - (فقرہ)
کیا بُری صورت ہے لا بیوفا -
خود غرض - (فقرہ) کیا بُرا زمانہ
ہے نفسی نفسی بُری ہے خوفناک
خطرناک - مہیب - ڈراؤنا -

بھیاناک (فقرہ) کیا بُرا مکان ہو
اسمین کوئی بستا ہی نہیں ۲ کند
غبی (فقرہ) کیا بُرا ذہن ہے ۲ بد
(فقرہ) بُرا سبب ہے منہ بکڑ کیا
۲ مضرت رسان (فقرہ) دیکھو
یہ بُرا کھیل ہے ۲ معیوب (تمشاد)
الفت میں بدگمان رہے یہ بُرا

نہیں۔ لیکن کسی کو میری طرح درد
سر نہ ہو نہ زہر نہ لانا۔ (فقہ) کچھ بڑا
کیرا ہے لاشریر۔ بد نسبت کا (فقہ)
زید بڑے بڑے کون کی صحبت میں خرچ
ہوا ۱۲ بد خلق۔ ناشائستہ۔ خراب
۱۳ بے شرم۔ بے حیاء اکینہ ۱۵
لالچی ۱۶ سخت دل۔ بیرحم ۱۷ اہمیت
کم ۱۸ سخت ۱۹ چڑچڑا۔ (فقہ) حاکم
کا بڑا مزاج ہے بات بات پر۔
۲۰ لڑنے لگتا ہے ۲۱ لگتا۔ بیکار ۲۲ فصول
۲۳ گنجت۔ جیسے بڑی گھر دی ۲۴ مذکر
(بڑوں جمع) ۲۵ خیر بر آدمی (مثل)
بڑے بھگتے ڈرے یا تیری برائی
سے ۲۶ مذکر۔ دشمن رقیب مخالف
۲۷ اب کیا رہا ہے جس سے قبیوں
کا ڈر کریں۔ ہم تو بڑوں کی جان کو
پہلے ہی رو چکے۔

بڑا آزار۔ عو۔ وئی کا مرض
۱۸ کل کا مرض۔ (جائنا صاحب) ۱۹
ہو وین وہ تو بھون کر منع اُن کو نہ
ہے بڑا آزار ۲۰ اس کو نہ دیوین فالے
بڑا احوال کرنا۔ متعدی عو۔
بڑا حال کرنا۔

بڑا بنانا۔ متعدی۔ مخالف
بنانا۔ لازم ٹھکانا۔ رسوا کرنا۔ بدنام

کونا کسی نظر میں حقیر کرتا۔ ذلیل کرنا
۱۰ لگا کرنا۔ کسی غیبت کرنا۔ بدگویی
کرنا۔

بڑا بننا۔ لازم۔ الزام لینا۔
برائی لینا۔ بدنام ہونا۔ (داخل) کیون
بگڑ کر بڑا بنوں اُن سے۔
بڑا بھلا ۱۱ مذکر۔ گالی گلوچ
بذربانی۔ سخت سست ۱۲ عنفت
اچھا بڑا نیک و بد ۱۳ ابھی امیر کو
صاحب بڑا بھلا نہ کو۔ بڑے بھلے
کا تو صحبت سے حال کھلتا ہے ۱۴
ایسا ویسا۔ (فقہ) ۱۵ ذاب صاحب
کے یہاں کوئی روک ٹوک نہیں
بڑا بھلا جو چاہے چلا آئے۔

بڑا بھلا آنا۔ متعدی اچھا بڑا
جاننا۔ سلیقہ ہونا۔ (نبات الغش)
جیسا کچھ بڑا بھلا بھکوا آتا ہے مجھے کسی
سے۔ ۱۶ بیخ نہیں۔

بڑا بھلا سنانا۔ متعدی۔ گالی
دینا۔ لعنت ملامت کرنا۔

بڑا بھلا سنانا۔ لازم۔ ملامت
سنانا ۱۷ داغ کو چین بھی نہیں
آتا۔ اُسے جب تک بڑا بھلا نہ
مٹے۔

بڑا بھلا کتنا۔ متعدی۔ لعنت

ملا مت کرنا۔ چھڑکنا۔ آٹھے
ہاتھوں لینا سخت کست کہنا
کھالیا۔ دنیا غصہ کرنا (جرات) ہٹلا
تو دے کہ میں نے کہا تجھ کو کیا بھلا
کہتا پھرے ہے تجھ کو جو تو یوں برا
بھلا۔

بُرا بیٹا بگھڑا پیا ایک ق
پیر کا آتا ہے۔ مثل۔ ضرورت کے
وقت بُری چیز بھی کام آجاتی ہے
بُرا پیر۔ صفت۔ نحو۔ منخوس
سبز قدم (شاد) بلبیل ہوں وہ
منخوس نصیب ایسا ہے مجھ سبز
قدم کا یہ بُرا پیرا ہے۔ وہ خار
گلستان ہوں جان پاؤں رکھوں
یسائے سے مرے بوم بھی رم
کرتا ہے۔

بُرا جانتا۔ متعدی خراب
جانتا ہے تو بھلا ہے تو بُرا ہونین
سکتا لے ذوق۔ ہے بُرا وہ ہی
کہ جو تجھ کو بُرا جانتا ہے۔
بُرا حال کرنا۔ متعدی۔

خراب حال کرنا۔ خوب مارنا۔
اکت بنانا۔ تپلا حال کرنا۔ بدوہ
اکرنا۔ بدرنگ کرنا۔ بگاڑنا۔ تباہ
اکرنا۔ (فقرے) اگر بیگم صاحبہ

صاحبزادے کی شہر بخواری کا حال
سن لین گی تو پیٹے پیٹے اپنا بُرا حال
کر نیگی۔ مار مار کے بُرا حال کر دیا۔
بُرا حال ہونا۔ لازم۔ حالت
خراب ہونا۔ گت بنا۔ منکس ہونا۔
حال ابتر ہونا۔ قریب مرگ ہونا
(آتش) یہی زنجیر کے نامے کی صدا
آتی ہے۔ قید خانہ میں بُرا حال ہے
سودائی کا۔

برا حکیم خدا کا غضب۔ مثل
اگر حکیم بُرا ہو تو کس بیمار کی موت ہے
برا احوال۔ عم۔ بُری حالت
سے۔ افلاس سے۔ تکلیف میں۔
مصیبت میں (مثل) ٹکٹا جئے مجھے
احوال۔

بُرا چاہنا۔ لازم۔ کسی
برائی کی خواہش کرنا (منجانب انکسایات)
چونکہ آدمی کو غیب کا علم نہیں کبھی
آپ اپنا بُرا چاہنے لگتا ہے۔ حاصل
کرنا۔

بُرا چاہنے والا۔ خود شمن۔
بیماری یا اور کسی بُری بات کے
تذکرے میں وہ تم کی جگہ محبت
سے میرے بُرا چاہنے والے۔
تمہارے بُرا چاہنے والے۔ اُنکے

برا چاہنے والے کنتی میں - (فقرہ)
 امان جان بھاری ہم دونوں بجا رہیں
 کی اٹ پلٹ رکھ رکھاؤ دو اور میں
 آگے تاکے میں ایسی پھینسین کہ انکی
 عادتوں میں فرق آگیا آخر کو ایذا نہ
 سہ سکیں اُنکے برا چاہنے والے بھی
 پڑ گئے۔

برا چیتنا - (جیتنا) - ج کسور
 ی معروف ساکن - ت ساکن (لازم)
 عو۔ برا چاہنا - چڑی چاہنا - کیے نقصان
 کا خواہان ہونا (رنگین) دین دنیا میں
 اسکا ہوئے بُرا جو کسی کا کوئی بُرا چیتے
 بُرا خواب نظر آنا - خواب میں
 مہیب صورتیں نظر آنا - (شعور) دیکھی
 نہ شکل دولت بیدار ایک شب -
 بدبخت کو بُرے نظر آتے ہیں خواب
 بھی۔

برا درجہ کرنا - متعدی - عو۔
 جری گت بنانا - سخت سست کہنا
 بگاڑنا۔

برا درجہ ہونا - لازم - عو۔ برا
 حال ہونا۔

برا دل کرنا - متعدی - عو۔ نفرت
 دلانا - (میر) ہمارے منہ پہ طفل
 (شک دوڑا - کیا ہے اس ہی لڑکے

نے برا دل۔

برا دل ہونا - لازم - عو۔

برا حال ہونا - نفرت ہونا - دل
 پھٹ جانا۔

برا دن - منحوس زمانہ - مصیبت

کا وقت (محسن) جو دن کو یہی سوز
 باطن رہا - تو دن بھر مرا کیا برا دن
 رہا۔

برا دن کرنا - متعدی - عو۔ برا
 درجہ کرنا۔

برا دن کرنا جری رات کرنا - ا۔

لازم - عو۔ دسرت تکلیف میں بسر

کرنا - (فقرہ) ان نے برا دن کیا جری

رات کی آپ کیلے میں سوئی تھیں

سو کھے میں سلایا اسکا یہ پھل ملا کہ

تم اسکے دشمن۔

برا درجہ کرنا - متعدی - عو۔

برا درجہ کرنا - جری گت بنانا برا

بھلا کہنا۔

برا راج - بدانتظامی - کی جگہ

برا زمانہ - مذکر - برا شوب وقت

مصیبت کا وقت افلاس یا پریشانی

کے دن (لگنا کے ساتھ)۔

برا آسنا - خراب موسم خشکی

کا زمانہ - فحط - کال۔

بُرا سا منہ بنانا۔ لازم۔ چڑا سا
بنانا جس سے ظاہر ہو کہ کوئی بات
ناگوار ہوئی ہے۔ (شوق قدوائی)
طرز فقرت نہیں اٹھلے محبت ہو
کہ وہ منہ بُرا سامری صورت سے
بنالیتے ہیں۔

بُرا سمجھنا۔ ۱۔ متعدی۔ بُرا جانتا
(ذوق) بُرائی میں ہماری وہ اگر اپنا
بھلا سمجھے۔ بُرا سمجھے بُرا سمجھے
بُرا سمجھے۔

بُرا سنا۔ لازم۔ سخت
سنا۔ دیکھو بُرا کہنا۔

بُرا کام۔ مذکر۔ بد فعلی۔ زنا
وہ فعل جسکو مذہب یا قانون یا
رسم و رواج نے روکا ہو کرنا
ہونا کے ساتھ (راخ) سمجھنا
بچا یا شغل سے نہ سب گناہوں
سے۔ بُرے کاموں سے واعظ
یہ بُری بات ہو گئی مانع۔

بُرا کام کرنا۔ لازم۔ بد فعلی
کرنا۔ نامناسب فعل کرنا۔ عو۔
کنایتہ باتے کرنا۔ استغفار کرنا۔
بُرا کرنا۔ متعدی۔ نقصان پہنچانا
نامناسب فعل کرنا۔ بدنام کرنا۔
رسوا کرنا۔ دماغ (معشوق زمانے

میں کیا کام نہیں کرتے۔ یہ کام تمہارا
ہے اچھون کو بُرا کرنا۔ کسی کو کسی
سے ناخوش کرنا۔ (غالب) نہ سنو
گر بُرا کے کوئی۔ نہ کہو گر بُرا کرے کوئی
بُرا کہنا۔ متعدی۔ غیبت کرنا
شکایت کرنا۔ بدنام کرنا۔ رسوا کرنا۔
(جانصاحب) بُرا نہ کہتی کسی کو تو کیوں
بُرا سنتی۔

بُرا کہنے والے پر تین حرف
مقولہ۔ تین حرف سے مراد۔ ل۔
ع۔ ن۔ (لعن کے معنی پھٹکار)
بُرا لکھا۔ مذکر۔ عو۔ بُرا درجہ

بُرا حال۔ (کرنا ہونا کیساتھ) ع۔
جانصاحب رات کو بھوٹے سے
اوڑھ کر۔ کیا بُرا لکھا کیا متھے ہماری
شال کا۔ (فقہ) تم میرے یہاں
چلی آؤ دل بہل جائے نہیں تو اس
غیر میں تمہارا بُرا لکھا ہو جائیگا۔ بد نصیبی
بد قسمتی (نکبت) کب اُس بُتِ لوحط
کو خط میں نے بھلا لکھا۔ بیوجہ بُرا مانا
اپنا یہ بُرا لکھا۔

بُرا لگنا۔ لازم۔ ناگوار ہونا۔
بدنام معلوم ہونا۔ ناموزون ہونا۔
گران گزنا۔ (ذوق) دل کہاں سیر
تھا شے بہ مرا لگتا ہے۔ جی کے لگجانے

سے جینا بھی بُرا لگتا ہے ۲ (زمانے کے ساتھ) بُرا وقت آنا۔ (فقہہ) زمانہ بُرا لگا ہے دوست برائیاں کرتی ہیں۔

بُرا ماننا۔ لازم! ناخوش ہونا۔ رنجیدہ ہونا۔ غمنا ہو کر بڑھانا (راسخ) اپنی تعریف پہ کیوں اتنا بُرا مانتے ہو۔ میں سہی تم نہ سہی دوست ثانی نہ سہی ۲ پروا کرنا۔ عموماً سلب کے ساتھ بولا جاتا ہے (فقہہ) آپ بُرا نہ مانئے تو میں بھی کچھ عرض کروں۔

بُرا منہ ماننا۔ متعدی جرہ ایسا بنانا جیسے کوئی امر ناگوار نظر آئے۔

بُرا نہو۔ عورتیں بجائے دعائی بد کے کہتی ہیں اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ تیرا بُرا ہو۔ تجھ پر آفت آئے۔ بُرا وقت۔ نازک وقت مصیبت اور تکلیف کا زمانہ۔ تنگی اور افلاس کے دن (حزات) نہ ہدم ہے کوئی نہ اب ہنشین ہے۔ بُرے وقت کا کوئی ساقمی نہیں ہے۔ (دارغ) آپ کے منتظر تھے ہم دم نزع۔ تھا بُرا وقت آئے اچھے وقت۔

بُرا وقت آ لگا ہے۔ عمو۔ بُرا زمانا ہے (فقہہ) اے ہو کیا بُرا وقت آ لگا ہے بھائی بھائی کا دشمن ہو گیا بُرا وقت ماننا۔ متعدی مصیبت کا زمانہ صبر کے ساتھ بسر کرنا (شور) انھیں کے واسطے۔ سیر فضلے جنت ہے۔ جو صبر کر کے بُرا وقت ٹال دیتے ہیں۔ بُرا ہڈرا۔ عو۔ خراب ڈھنگ (فقہہ) گھر والی بی بی نے نہیلی کے بچوں کو میلے پیلے بد حال چپڑے لگاے دیکھ کر کہا اُوئی بُوا بچوں کا کیا بُرا ہڈرا کر رکھا ہے۔

بُرا ہو۔ بد دعا۔ خانہ خراب ہو۔ آگ لگے۔ ناس ہو مصیبت پڑے (مومن) بدنام کیا ترا بُرا ہو اے دل۔ ناکام کیا ترا بُرا ہو ایدل۔

بُرا ہوتا۔ لازم! بدنام ہونا (دارغ) ذریعہ کیجئے نہ مجھے میں تو بو نہی مڑتا ہوں۔ آپ کیوں لکے یہ الزام بُرے ہوتے ہیں ۲ ہتیار ہونا۔ چالاک ہونا۔ (دارغ) راہ پر حضرت زاہد کو لگا ہی لائے۔ سچ تو یہ ہے کہ سے آشام پرے

نوٹ کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنٹری سنہ ۱۹۲۲ء کی نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چمکے کاغذ پر چھپی ہے اور باقیمت محصول ڈاک قدر دانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کو شریف لکھ کر پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ کر بھیج دیجئے جنٹری بوابی ڈاک کی خدمت میں روانہ کر دیجائیگی

۴

سینی لائن

خونی بواسیر اور خون بند کرنے کی دوا - یہ خوشبودار بے ذائقہ دوا چند بولیون سے بنی ہے اور خون بند کرنے میں بیشل ہر ناک سے خون جاتا ہو تو تھوڑا سا یہ عرق سونگھ لینے سے ایس وقت بند ہو جاتا ہے سسٹھ ہوس اگر خون جاری ہو تو مسادی مقدار سے گرم پانی میں عرق ملا کر روز کی کہنے سے سسٹھ سخت ہو جاتے ہیں اور خون بند ہو جاتا ہے۔ رات یا بلغم کیساتھ خون جاتا ہو تو اس دوا کے استعمال کرنے سے فوراً ہی آرام ہو جاتا ہے

قیمت پیر پیکاری ۱۰ محصول ہر دوا ۱۲

پہلانے طرہ باخار کی گولیان

چار پانچ ہی خوراک میں بخار بند ہو جاتا ہے۔ لکڑہ - بخار پرانا نا ہو جانے پر باری سے ۵۰ اکرو دن رات تھوڑا بہت چڑھا رہتا ہے جسم کا خون بانی سا ہو جاتا ہے اور آدمی کا رنگ پھیکا مینا ہو جاتا ہے تھوڑی محنت سے کلیجہ کا پتہ ہر سانس چوہتی ہے کھانگی خواہش وقوت بہت ہی گھٹ جاتی ہے تلی کلیجہ کے ٹپہ ہر پیٹ بھل ہوتا ہے کبھی کبھار اور ہاتھ پیروں میں درم آ جاتا ہے اور زندگی دبا ل ہو جاتی ہے ایسی حالت میں یہ گولیان فائدہ کرتی ہیں قیمت چوبیس گولیوں کی ڈیڑھ ۱۰ محصول وغیرہ

دوائیون کے میل

مذکورہ ذیل دوائیون کو تیل کے دو تین بوند پاؤادھ سیر دوا کے فائدہ دیکھیں اور کوئیون کی کلیت بھی پڑھیں اور آسانی پی سکتے ہیں
(۱) روغن صندل - سوزا کے لیے نہایت مفید قیمت ۸ محصول ایک ۴ شیشی تک ۶ (۲) اجوان کا تیل - قے بد بھنی کے لیے ایک ہی دوا قیمت ۸ محصول ۶ (۳) روغن سونچہ یہ بھوک بڑھاتا ہے اور ریلح کو خارج کرتا ہے ۱۲ محصول
(۴) روغن سولف پیٹ پھونٹا اور دست وغیرہ کے لیے مفید ثابت ہوا قیمت ۷ محصول ۶ (۵) روغن دال جینی - یہ دال جینی کو ملائم چھلکوں سے بنا ہے اور یہ نہایت خوشبودار قیمت ۶ (۶) روغن لونگ - شلی اور ریلح کو دفع کرتی ہے اور درد شکم و بد بھنی کو مفید قیمت ۷ محصول ایک ۴ تک ۶ (۷) روغن لیون جروگیا بھی بہت سی ٹوٹے ہوئے لیون کا خوشبودار ہے ۷ محصول ۶ (۸) روغن میر سنٹ پیٹ کو درد بد بھنی اور ریلح کے خارج کرنے میں بہت مشہور دوا ہے ۷ محصول ۶ (۹) روغن الاچی - شلی اور کبھی کو بند کرتی اور بھوک بڑھاتی قیمت ۱۲ محصول وغیرہ ۶

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تارا چندت اسٹریٹ کلکتہ

علمی خزائن

محکم سے ابھی حال میں شائع ہوئے ہیں
قیمت فی جلد ہے

آفتاب داغ

مرزا داغ استاد دکن کا یہ لاجواب دیوان حال
میں ۳۸ سال بعد طبع ہوا ہے اور سینان کی
سوانح عمری اضافہ کی گئی ہے اس دیوان کا ایک ایک
شعر داغ کے رنگ غلام میں ڈوبا ہوا ہے قیمت ۵۰

شرح دیوان غالب

مرزا غالب کا اردو کلام سہل ممتنع کی بہترین
مثال ہے جسکی بنا پر شعر و شرح لکھی گئی ہیں مگر
حضرت نظم طباطبائی کی یہ مبسوط شرح سب میں
افضل مانی جاتی ہے قیمت ۵۰

موازنہ انیس ویر

مولانا شبلی مرحوم کی لاجواب تصنیف جو عرصے سے
نایاب تھی اور اب خاص اہتمام سے دوبارہ چھاپی
گئی ہے شائقین جلد منگائیں قیمت ۵۰

اردو کے

کے دونوں حصص نہایت جانفشانی اور

دیوان حالی مع مقدمہ شعری

مولانا حالی کا دیوان اور اس کا مقدمہ ۲۵
سال سے زائد عرصہ گزر چکا تھا اکھبر شاہ
کتاب بھر بڑی کوشش اور محنت سے یہ نایاب
دیوان مع مقدمہ شائع کیا گیا ہے دیوان جس قدر
قدردانیت کا مستحق ہے ارباب ذوق سے پوشیدہ
نہیں مقدمہ حسین شعر و شاعری کی حقیقت پر
فاضلانہ تبصرہ کیا گیا ہے اردو زبان میں ایک
نادر الوجود اور نہایت قیمتی چیز ہے قیمت ۵۰
۱۲ جلد سے غیر مجلد

میتائے سخن

امیر مینائی مرحوم کا مجموعہ و خست
یہ مفتی امیر مینائی کے اس کلام کا مجموعہ ہے جو عرصہ
دراز سے نایاب تھا۔ معنوی محاسن کے ساتھ
ظاہری خوبیاں بھی حتی الامکان جمع کر دی
گئی ہیں قیمت ایک روپیہ

تھ

فیجرا دیب بک انجینی پائٹا نالہ لکھنؤ

جسٹریٹ نمبر ۷۸۶
 آشوب زمانہ دلربائے سخن بہت غارتگر ہوش ماجرا کے سخن بہت
 آزادہ دلائل اسیر دام دگر بند بیگانہ خلق آشنا کے سخن بہت

ادیب اردو

مرتبہ

حاکسار نور الحسن شیرینی اے الال بی

مقام اشاعت دفتر نور اللغات پاننانا لہ لکھنؤ

باہتمام

حامد حسن علوی صاحب

قیمت سالانہ قسم اول کے لئے
 قیمت سالانہ قسم دوم کے لئے

قیمت سالانہ قسم اول کے لئے
 قیمت سالانہ قسم دوم کے لئے

قیمت سالانہ قسم اول کے لئے
 قیمت سالانہ قسم دوم کے لئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فہرست مضامین

نمبر یکم باب ۹۲۲ علیوی جلد
(۱) تقطیع (۲) بیض

نشر
نشر

(۲) پور کے مردم خیز قصبات (۵) امور مشورہ طلب

جناب مظفر حسین صاحب سکیم
از مؤلف نور اللغات ۲۴

(۳) جوابات امور مشورہ طلب (۶) روح سخن

حضرت غیا ۲۵
جناب حافظ سلاست اللہ و حضرت رضا غفر

نور اللغات ج ۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ادیب اُردو

یکم مارچ ۱۹۲۲ء

نمبر جلد

تقطیع

(اصطلاح علم عروض)

کسی شعر کے اجزاکو بحر کے ارکان پر وزن کرنا اس طرح کہ شعر کے کلمات ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ارکان بحر کے مطابق ہو جائیں خواہ الفاظ کلمات کے ثابت رہیں یا ایک جز ایک کلمہ کا دوسرے کے کل یا جز کے ساتھ ٹکڑکن کے ہو وزن ہو تقطیع کہلاتا ہے۔

وزن کرنے کے وقت حرکات و سکون کی گنتی اور ترتیب ایک سی ہونی چاہیے خصوصیت کسی حرف یا حرکت کی نہیں جیسے گلشن اور دلبر کا وزن ایک ہے یعنی دو وزن فعلن کے وزن پر ہیں۔ گو حرکات و حروف میں اختلاف ہے۔ تقطیع میں حرف ملفوظ کا لحاظ نہیں ہوتا ہے۔ یعنی جو حرف لکھنے میں آئیں اور پڑھنے میں نہ آئیں اور نہ تقطیع میں کچھ لحاظ نہیں ہوتا ہے جیسے (ع) ہوی وہ بکاؤنی گل اندام اس مصرع میں ”وہ کی“ اور ”اندام“ کا پہلا الف دو وزن پڑھنے میں نہیں آتے اس لیے وہ تقطیع کے وقت شمار میں نہیں آئینگے۔

حروف منذ جبکہ ذیل رسم الخط میں مکتوب اور تلفظ نہونے سے تقطیع میں غیر محسوب ہوتے ہیں۔

آخر کو بھی پوچھنے والا کوئی ہوگا۔ یا۔ آج بھی کل کی طرح ہرق دم آما کوئی پہلے سرے میں کہانی کا داد تقطیع میں نہیں لکھا جائیگا اور دوسرے میں لکھا جائیگا۔

۴ واو مخلوطی۔ الفاظ ہندی کے واسطے مخصوص ہے۔ یہ واو حرف مضمر کے ساتھ آتا ہے اور بعد واو کے ہمیشہ الف ہوتا ہے۔ یہ واو غنی اور غنی کو چھوٹا ہوا مفتوح زبان سے ادا ہوتا ہے اور غنی

لفظ نہیں ہوتا ہے

مشتون کیا ہے گا بنا واسطے خشک۔ مغز۔ اک سوانگ ہے جو کاف کی جس منہ لگی ہو ایک ماقبل کا حرف متحرک اور ما بعد الف ساکن تقطیع میں لکھا جائیگا اور واو سوانگ کا حرف متحرک ہوگا اک سوانگ۔ مفعول۔

۵ واو شام ختمہ۔ یہ واو حرف زبان فارسی میں خاصے مفتوح یا کسور کے بعد آتا ہے اور ہر جا اس میں غنی کی ہوتا ہے جیسے ریح خوش بود خوابد و خورخاہ خویشتن تقطیع میں۔ داد کا جواب د محسوب نہیں ہونے خش بود خا فاعلان ب خبرے خا فاعلان جہ خیش

۶ واو لغین۔ اس واو کے ماقبل ہمیشہ فتح ہوتا ہے اور در میان لفظ اور آخر لفظ میں آتا ہے۔ اور در میں جب در میان لفظ یہ واو آتا ہے تو اکثر لفظ مذکر ساقط میں ہوتا لیکن اس واو کو بغیر لغینا کیے ہوئے بھی کہنا جائز تھا اور غالباً

تجھ کو دیکھو تو ہوں بقید حمایت اور چھ ماہی ہوا سال میں دو بار ۲ (اگر چاہی)۔ ملاحظہ ہو جب لفظ کے آخر میں یہ واو آتا ہے تو اردو میں لفظ ہی ہوتا ہے جیسے (درا) آٹھ نو دس ہوئے پس (نشاس) (آٹھ نو دس فاعلان)

۷ واو ماقبل الف و لام عربی۔ اس واو کے بعد الف و لام ہوتا ہے اور ان دونوں کے بعد حرف قری و تثنیٰ دیر میں ذوا بکملح صاف دھو میں سے نکل گیا۔ (معدی) شیدم کر ذوالنون بھڑن اگر بخت۔ یہ واو تلفظ میں نہیں آتا۔

۸ واو معروف ماقبل نون غنہ ہندی۔ یہ واو نون غنہ سے پذیر آتا ہے۔ اس واو کے بعد ہندی الفاظ میں جائز ہے جب ساقط ہوتا ہے تو اس کے ماقبل کا حرف مضمر اکن کے حرف متحرک کے مقابل بحال رہتا ہے اور یہ واو تقطیع میں نہیں لکھا جاتا (صبا) توں طبع کو کرتا ہوں (نور کو کرتا) (تو سننے طب فاعلان) غم کرتا فاعلان ہم کوڑا فاعلان یعنی ہوں کہ واو تقطیع میں نہیں لکھا گیا اور جب لفظ ہو تا ہے تو ساقط نہیں ہوتا (طرح) میں ہوں غلام شاہ رسل کے املا کا

(مے ہوو غ مفعول) یہ داد الفاظ ہندی ہی میں گریگا۔

۹ داد و جہول ماقبل نون غنہ۔ مرت زبان ہندی میں نون غنہ کے ماقبل داد و جہول آتا ہے اور کبھی یہ داد اور نون جمع اسم کی علامت ہوتے ہیں جب ملفوظ نہیں ہوتے تقطیع میں لکھے نہیں جاتے (رند) بھر دیا ہے مودیوں سے منہ دوات کا (برہ) و مفعول یا ہ موت فاعلات می سرمد (معاہیل) اور کبھی علامات جمع فعل بنکر بھی گرتا ہے (ناسخ)

بدلائل ہوا ہے ثابت یوں متقرر ہوں آپ غیر بھی ہوں
(د متقرر فعلات ہوا ہے آپ غ مفاعیل)

داد و لیکن ماقبل نون غنہ۔ الفاظ ہندی کے واسطے مخصوص ہے اس داد کے پیشتر فتح ہوتا ہے اور داد کے بعد نون غنہ۔ بعض الفاظ میں یہ داد ملفوظ نہیں ہوتا اور اسکے بعد کا نون بھی غیر ملفوظ ہوتا ہے اور داد کے ماقبل کا فتح بحال رہ جاتا ہے مع حرف ے یوہی پو پختے ہی پو پختے کا ہاتھ پو پختہ (دی ہی) پو پختہ مفاعیل ت پچھے فعلات گ بات پو مفاعیل چے تاک فعلن۔ الفاظ عربی و فارسی میں اس داد کے بعد نون غنہ نہیں آتا ہے شعر مندرجہ ذیل میں آتش سے چوک ہو گئی ہے ے خال شکین دل فرعون یہ بیٹا ہے وہ رخ۔

لا داد و تمیز۔ یہ داد عربی زبان میں ہمیشہ عمر (ساکن الوسط) کے آخر میں لکھتے ہیں تاکہ عمر (متحرک الوسط) سے فرق رہے۔

۱۰ داد اصل فارسی مستعمل اردو۔ داد اصل جو فارسی الفاظ کے آخر میں آتا ہے غیر ملفوظ نہیں ہونا چاہیے جیسے داد پہلو کا لیکن اگر اصل ہنو تو اسکا گرا دینا جائز ہے جیسے نیلو کا داد۔

یائے تحتانی

۱۔ یائے تحتانی ساکن۔ اسکا گرا نا جائز نہیں۔

۲۔ یائے عربی ماقبل لف و لام جیسے ناد علیا منظر العجائب۔ تجوہ سونا لکھنی النواہب یہاں بی کی تحتانی گریگی۔

۳۔ یائے آخر الفاظ ہندی۔ اگر ملفوظ ہوگی ساقط ہوگی جیسے خدا کی گریہ چوری تو پھر بند کی کیا چوری۔ ورنہ ساقط ہوگی جیسے (ع) شاہون کا سر خراج ہے پاؤں کی جوتی تلج ہے (کی اور جوتی کی تحتانی ساقط ہو گئی)

۴۔ یائے لین ہندی۔ یہ الفاظ ہندی کے آخر اردو زبان میں آتی ہے۔ اسکے ماقبل ہیضہ

ہوتا ہے۔ جب تلفظ میں آئے تو تقطیع میں سلامت رہی ورنہ غیر مکتوب ہوگی جیسے ذیل کے مصرعون میں ہے۔ شان ارفع ہے تری مرتبہ اعلیٰ تر۔ شان ارفع فاعلان ہ تری حرف فلان۔ آپ ہنہاں ہے اگر ملوہ دکھاتی ہے بہار۔ آپ ہنہاں فاعلان ہے اگر چل فاعلان وے دکھاتی فاعلان ہے ہمارا فاعلات۔

دوویاے ہندی۔ تختانی بعد تختانی جب اردو میں آتی ہے تو پہلی متحرک دوسری ساکن ہو جاتی ہے۔ یاے اول ہمیشہ ملفوظ رہتی ہے اور رسم الخط میں کبھی اسکے عوض ہمزہ لکھا پڑھا جاتا ہے (جیسے کوئی) اور کبھی یاے تختانی جیسے دوڑے۔ رہی دوسری وہ کبھی کبھی ملفوظ نہیں ہوتی۔ کبھی بطور شاذ اس تختانی دوم کو الفاظ عربیہ میں بھی گرایا ہے جیسے رع، کھوٹے ہین طلالی رنگ والے۔ یہاں طلالی کی تختانی دوم تقطیع میں غیر مکتوب ہوگی کوٹے ہ مغفول طلالی یہاں مغافل کے الے فغول رشیدی بن طلال کو ہندی سے عرب لکھا ہے۔ اگر طلالی اردو مان لکھا جاتا تو یہ تختانی شاذ میں داخل نہیں رہتی۔

یاسہ یاے تختانی ہندی۔ کبھی ہندی میں یکے بعد دیگرے تین تختانیان آتی ہیں اول الف یا واد ساکن کے بعد آتی ہے اور متحرک رہتی ہے اور لہجہ میں ہمزہ بولی جاتی ہے دوسری نقطہ متحرک تیسری ساکن جیسے سنائیے دکھائیے (بروزن مغافل) اول و دوم تختانی ہمیشہ بحال خود متحرک اور ملفوظ رہتی ہے۔ یاے سوم وہ کبھی ملفوظ ہوتی ہے (جیسے جائیے جائیے خداحافظ جادے جانا فاعلان) اور کبھی ملفوظ نہیں ہوتی (جیسے روئیے کیون کوئیے کیون جان کو۔ اردو) یا کو مفتعلن کوئی یا کو مفتعلن جان کو فاعلان

نشتہ
(باقی آئندہ)

پورب کے مردم خیز قصبہ

میں ہیں خاک میں خوبان عالم الکی بالین پر نہیں کوئی فقط اگلے فسانے انکو روئے ہیں شاہجہان بادشاہ دہلی کا قول ہے کہ تیری سلطنت کے پورب کا ہر قصبہ باعتبار مردم خیزی کے سفیر اکاہم پہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ فواح لکھنؤ کی بستیوں میں جیسے اہل علم و فضل پیدا ہوئے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں بھی ایسے نامور جامع کمالات انہیں نمودار ہیں۔

ملکرام۔ کاکوری۔ نیوتنی۔ سہالی۔ بھائی۔ گویاٹو۔ سندیلہ۔ شاہ آباد۔ ایٹھی وغیرہ چند
قبیلوں کے اہل کمال کا تذکرہ اس جگہ تک کہ اس امر کا ثبوت دینا مناسب معلوم ہوتا ہے
کیونکہ عرصہ دراز کے گزرنے سے واقعات جہت تک نہ دکھلے جائیں تازہ نہیں ہوتے۔ ہمارے وہ
اساتذہ جو آسمان قابلیت کے ستارے تھے اور جنکے علوم و فنون سے گلشن بہتی منور اور دماغ دنیا کی
خوشبو سے معطر تھا اگر خاک میں مخفی ہو گئے اور مدت مدید ہو جانے سے پردہ گمنامی میں بڑھ گئے ہیں انکے
حالات کا ملک میں پیش کرنا گویا از سر نو زندہ کرنا ہے مایہ ناز بزرگوں کا بھول جانا اپنی اصلیت کے
جوہر کو خود ہی صنایع کرنا ہے سب سے پہلے ادیب اُردو کے لایق اڈیٹر صاحب کے مشہور
وطن کاکوری کے چند وحید و حیرت انگیز حالات تحریر کیا جاتا ہے۔

مفتی خلیل الدین خان

آپ قاضی نجم الدین علی خان بہادر نائب قاضی اقتضاء کے
خلف ارشد اور مولوی روشن علی صاحب جو نیوری شراج
خلاصہ المحاسب کے شاگرد رشید تھے منقول معقول کے دریا کے جلد ذریعہ حاصل کر چکے بعد اپنے
بابا المتعزیرات در الحوائج کی شرح فارسی میں لکھی جو اسی عہد میں نواب گورنر جنرل کے حکم سے
چھپوا دی گئی۔ پیشتر منجانب گورنر خدایہ عہدہ وقت پر مامور کیے گئے آثار شباب ہی سے قابلیت کے
جو ہر معنی صاحب کی پیشانی پر چمکتے تھے فراغت منصفی بڑی لیاقت اور دیانت کے اتمام دیئے۔ جب
نواب سعادت علی خان فرمانروا سے اودھ کو آپ کے بھائی قاضی سعید الدین خاں صاحب ممتاز علی خاں کی
زبانی آپ کی فن ریاضی کی خدمات کا علم ہوا نواب صاحب مصروف نے بکمال قدر دانائی آپ کو طلب
کر کے کئی حالات میں بھرپور تقریر سے بادشاہ کو مدد دینے کیلئے مقرر کیا دار السلطنۃ لکھنؤ کی تادیب
کوٹھی میں جو آلات ہیئت قائم ہوئے تھے وہ مفتی صاحب ہی کی تجویز پر تمام سے ہوسے تھے۔

عہد نواب آصف الدولہ بہادر میں سرکار انگلش اور نواب اودھ کے مابین عہدہ سفارت قائم ہوا
اُس منصب لیلہ پر ۳۸ سال کی عمر میں مفتی صاحب باسود ہوئے باخترار و پیہ ماہوار انتخاب فرار
پائی سنبال نواب گورنر جنرل اٹھارہ پارچہ کا صنعت مع خیل و مسپ و پالکی باسار و سامان مرصع
در بیچ و جاہر و مال سے موزاریدی خطا کیا گیا اور سب طرح منجانب شاہ اودھ بھی اٹھارہ بارہ کا
خلعت معہ ماگیر چھ ہزار روپیہ سالانہ کے آپ کو عنایت ہوا۔

اکثر امور سلطنت کے تصدیق کے لیے مفتی صاحب لکھنؤ سے ٹلکٹہ بڑے حشم و خدم کے ساتھ چلے پڑے
ادھار میں صرف تیرے ساتھ ہاتھیوں کی تعداد ۱۰۰۰ ہے قاضی الدین حیدر دانی لکھنؤ کو خطاب

بادشاہی مرحمت ہوا اور اس میں مفتی صاحب ہی کی غریب مثال ہے کتاب مرآۃ الہ خالیم جو نیکیت میں ایک قابل قدر کتاب ہے وہ جناب مفتی صاحب ہی کی تصنیف تھیں۔

لارڈ اچرٹ گورنر جنرل کے ہمراہ مسلسل دورہ ملکی جب مفتی صاحب ملی تشریف لگے تو اکبر بادشاہ ثانی تخت نشین تھے بادشاہ محمد علی کی حضور علی ہلال ہوئی حضرت غلیظ الخفی ذوالشہانہ سے پیش آئے تا زمانہ قیام بادشاہی مقامی کا شرف آپ کو حاصل رہا۔

نواب محمد الدولہ دارالہمام حسن زمانہ میں معتبوب ہوئے اور کئی کروڑ روپیہ کا دعویٰ عدالت ہائے لینڈ میں دائر کر کے نصیر الدین حمید بادشاہ نے ان کو نظر بند کیا جو محض مفتی صاحب کو یہ امر بالتحقیق معلوم تھا کہ اہل سازش نے اکثر غیر واقعی مطالبات بھی اُنکے ذمہ قائم کر دیے تھے جس سے وہ بلا مقصورہ موقوفہ کیے گئے ہیں اور مفتی صاحب کے اپنی مطلوبیت کو نواب محمد الدولہ نے رجوع بھی کیا مفتی صاحب کو اُنکے حال زار پہ نہایت افسوس ہوا اور ازراہ ہمدردی گورنر جنرل کے ذریعہ سے ہائے لینڈ میں اُنکے مقدمہ میں پیروی کی چنانچہ آپ کی تحریری مباحثات کی بنا پر جو نہایت مدلل تھے اکثر دعووں سے وہ بری کیے گئے ہوزیہ حکم دلا گیا تھا صادر زمین ہو تھا کہ آپ اکلوتے لکھنؤ آئے اور صاحب زبڈنٹ مسٹر سمان پلو سے ملے اور نواب محمد الدولہ کے قتل کی جو خبریں ہمدردی متین ہائے ان سے اُن کو مطلع کیا اور کہا کہ اگر آپ کے عہد حکومت میں مستعد الدولہ قتل کر دیے گئے تو آپ کی بڑی بدنامی ہوگی اس پر زبڈنٹ صاحب مستعد الدولہ کی طرف ذرا سی پر آمادہ ہو گئے مقدمہ نواب محمد الدولہ کو مفتی صاحب کے غرض و اثر سے معذور و نقد سامان لکھنؤ سے لائبریری پر لکھا گیا جبکہ احسان مدۃ العمر مستعد الدولہ مانتے رہے اس کے بعد واپس آئے حکم صادر ہوا اور مستعد الدولہ کو قتل ثابت کیا گیا اور مستعد الدولہ نے اس کے شکر یہ میں بین لاکھ روپیہ کے نوٹ مفتی صاحب کو پیش کیے۔ مستعد الدولہ نے جو اپنے عہد ولادت میں آپ کے ساتھ عہدہ برتاؤ کیا تھا مفتی صاحب کے اس کے بدل میں اپنی شرافت کا جو ہر بھی دکھلا دیا۔

مفتی صاحب کے صاحبزادے ہونے کا ایک اقد بیان کرنا کافی سمجھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے جب فارسی الدین حمید بادشاہ کے دربار میں محلات شاہی کی نظامت کے واسطے مرزا حسین بیگ اور نواب مرزا شمس الدین اور ولیدہ دیون لاکھان دولت کی درخواستیں گزریں مفتی صاحب کی رائے پر چار اعز ہوئے اس لیے بادشاہ نے اس معاملہ میں آپ کے مشورہ کیا کہ آپ کی رائے میں ان دو دیونوں کو معاف کر دیا جائے اور مرزا صاحب سلطان کے متوسل قدیم تھے اور مرزا شمس الدین

بھی مقرب مفتی صاحب نے عرض کیا کہ جہاں پناہ سلاطین کی تحفظ ناموس کیلئے جس شخص میں تین صفاتیں موجود ہوں وہ منتخب ہو سکتا ہے اول شریف القوم دوسرے سن سیدہ تیسرے اسی سلطنت کا باشندہ کہہ دو جو شخص قوم کا شریف ہو گا اُس سے ناموس سلطانی میں خیانت ناممکن ہے اور جو ضعیف ہو گا اُس سے بوجہ پیرائے سالی کوئی فعل معیوب عمل میں نہیں آسکتا اور جو مالک محروسہ کا رہنے والا ہو گا اسکو بربادی جان و خاندان کا خوف غالب ہو گا اُس سے کبھی امر خلاف کی جرأت ظہور میں نہیں آسکتی۔ اس تقریر سے بادشاہ بہت خوش ہوئے اور میرزا صاحب موصوف جو ان صفات کے متصف تھے حملات شاہی کی ڈیوڑھیوں پر مامور فرمائے گئے۔ اس صورت میں مرزا حسین بیگ اور نواب روشن الدولہ دونوں صاحبوں سے مفتی صاحب کے مراسم تھے ایسی رائے دی کہ کسی کو آپ کے شکایت نہ ہوئی۔

محمد علی شاہ کے عہد علم الرای میں مفتی صاحب عہدہ صدر عدالت پیر سر فرزانہ فرمائے گئے، اس خدمت کو بھی آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا مفتی صاحب درمیر زمانہ محمد علی صاحب جو شاہی طریقے نہایت لطف تھا۔ کاکوری میں آپ نے ایک کوٹھی بڑی شاندار تعمیر کرائی تھی اور اپنے صاحبزادہ مولوی رشید الدین خان صاحب کی شادی اس دھوم سے کی کہ عین تعلقہ داران اور دھوارکان دولت کی صرف دعوت میں بیس ہزار روپیے زیادہ خرچ ہوئے اسی مد سے اور جملہ مصارف کا اندازہ کرنا چاہیے۔ مولوی رشید الدین خان کی تعلیم و تربیت کیلئے حضرت شاہ تراب علی صاحب نے اس مرقہ مطالبہ شیدی تصنیف کی تھی اسی فیضانِ محبت کا یہ اثر تھا کہ مولوی رشید الدین خان صاحب اپنی رشادت و فضیلت میں بڑے پایہ کے امیر ہوئے قابل اہل ہونے کے ساتھ باخدا بھی تھے باعتبار دنیاوی و جاہل کے دار السلطنت لکھنؤ میں بعدہ انہی اخبار کی مناسبت پر سر فرزانہ رہے عزت مند دینی و دنیاوی دونوں برکتیں شامل حال ہوئیں۔

مفتی صاحب آخر عمر میں خانہ نشین ہو کر علمی مشاغل و عبادت الہی میں مشغول رہے بالآخر ۸۷ برس کی عمر میں اسلمہجری کو اس دار فانی سے عالم جادو کی کیطرت و علت فرمائی مفتی صاحب معصوم کے مزاج میں امارت کے باوجود مذاق علم غالب تھا طبیعت نہایت نفاست پسند تھی حکیمانہ اصول و فلسفی علوم و کچپی رکھتے اکثر شب کو دروہین سے حرکات کو اکب کی سیر پر لحاظ کرتے اور ان مصنوعات عالم سے خدا کی قدرت کا اعجاز دیکھ کر اس کی یاد میں ڈوب جاتے۔

ابتداءً اس میں متنی صاحب فرشتا محمد حیدر صاحب شاہ ظفر قلعہ قدس العزیز اور خرد و طاق کا قصہ مرید ہو کر

مولوی مسیح الدین خان بہادر میرنشی گورنر جنرل سیر شاہ اودھ

مولوی صاحب مدوح اپنی دانشمندی و قابلیت و کرم النفسی میں شہرہ آفاق ہوئے ہیں آپ کے ذاتی و صفاتی محامد و محاسن سے جس قدر آپ کے وطن کا گوری کو فخر و ناز ہو رہا ہے۔ دراصل آپ ایسے عالی مرتبت خاندان کے رکن ہیں کہ جس کے اکثر ممبر پشیمان پشیمان معزز و عمدہ و نر پر سر فراز رہے ناظرین کی نگاہی کے لئے مختصر طور پر آپ کے چند معزز بزرگوں کے اہم و مناسب حلیہ کی سرچشمت اس جگہ مناسب سمجھی جاتی ہے۔

مولوی صاحب کے پروردگار مولوی حمید الدین صاحب قاضی القضاۃ جس کے فرزند مولانا نجم الدین علی خان قضا جو جناب کے جد امجد تھے سرکار کمپنی کے مالک محروسہ کے قاضی القضاۃ رہے۔ ان کے فرزند مولوی علیم الدین خان صاحب مدرسہ دارالٹاؤہ جو پیشتر محکمہ دایر و سایر کے قاضی بھی ہوئے ہیں آپ کے والد بزرگوار تھے اس عہد میں قضاوت کا عہدہ اس زمانہ کی کشش حجبی کا ہمدرد رہے سمجھا جاتا تھا۔

مفتی غلیل الدین خان صاحب کے آپ بھتیجے ہیں قاضی مولوی سعید الدین خان صاحب جن کو ممتاز العلماء کا خطاب ایسٹ انڈیا کمپنی اور اکبر بادشاہ دہلی نے عنایت کیا تھا اور وہ بیک بادشاہ اس کے چچا تھے مولوی ریاض الدین خان صاحب مفتی عدالت اگرہ آپ کے حقیقی بھائی ہیں۔ المختصر مولوی مسیح الدین خان بہادر جس دومان شرافت نشان کے چشم و چراغ ہیں وہ باعتبار علم و اعزاز کے مدت تک لیاقت و امارت کا محرب رہا۔ آپ کی ولادت ۱۶ شعبان ۱۲۸۵ھ کو ہوئی بیدار بخت تاجی نام تھا۔ مولوی صاحب کو قدرت نے دل و دماغ بھی اعلیٰ درجہ کا دیا تھا اور سپر علم و عقل کی روشنی نے سونے پر سہاگہ کا کام کر دیا۔

عرصہ تک مولوی صاحب نواب گورنر جنرل کے میرنشی رہے اور خدا داد قابلیت کی وجہ سے جلالہ کے حاوی ہو گئے تھے کئی ریاستوں میں بعض معاملات سے پیچیدگیوں پر لگی تھیں اور قریب ضبطی کے نوبت یہونچ گئی تھی مگر مولوی صاحب نے اپنی مکرمت و شرافت سے وہ بحال کرادین اور ان ٹیلیوں نے تازیت آپ کا حسان مانا عرصہ تک نواب منصور علی خان والی مرشد آباد کے آپ دیوان دیا کرتے تھے۔

۱۶ جنوری ۱۳۰۵ھ میں جب سلطنت اودھ کے انتزاع کا وقت پیش آیا اور سلطان عالم حضرت امجد علی شاہ بادشاہ اودھ کو مقدمہ سلطنت کی بیروی کے لئے ایک مدبر دانشمند قاتل کی ضرورت ہوئی تو اس ملک میں ایسے اہم و نازک معاملہ کے لئے سب سے پہلی میں آپ ہی منتخب کیے گئے اور مولوی صاحب نے اس دیانت و قابلیت سے کام کیا کہ مدبران پورے آپ کی لیاقت کی تعریف کی۔ دارالعدالت پارلیمنٹ میں جب الحاق اودھ کا مقدمہ پیش ہوا اور بعض شرائط عدنانے پر مباحثہ چھیڑا گیا تو

آپ نے بڑی متانت و سنجیدگی سے ہر سوال کا جواب شافی دیا۔ جبکہ ممبران کو نسل نے تسلیم کیا۔ مقدمہ سلطنت پر عدل ہو رہا تھا اور امید کامیابی تھی کہ نیرنگی اور نگار سے عدل کے غدر کا ہنگامہ منہ دہشتا میں برپا ہو گیا اور صاحبان انگریز اس شعلہ جاسوز کے بجھانے میں مصروف ہو گئے اور اس مقدمہ سے توجہ ہٹ گئی۔ انھوں نے اگر دشمنی سے یہ دہ اسباب پیدا کر دیے کہ مولوی صاحب کی ساری جان کا ہی وہ دماغ سوزی بیکار گئی۔

ملکہ کشور کا خطاب جناب عالیہ تھا مادر و اجداد علیشاہ اور میرزا احمد علی بہادر دلیہ اور شاہزادہ سکندر حشمت محمد جواد علی بہادر برادر شاہ اودھ جس وقت ملکہ کو دہلیہ سے ملنے گئے اس وقت بھی آپ ہمراہ تھے۔ شاہزادگان والا تبار کا جو فوٹو لیا گیا اذہن میں بھی آپ کی تصویر استیلائی طور پر موجود ہے۔ چنانچہ لندن کا ایک اخبار سٹریٹس ٹریڈ مور ۱۸ جولائی ۱۹۲۲ء اس گروپ کے متعلق رقمطراز ہے کہ شاہزادہ سکندر حشمت برادر شاہ اودھ کے سیدھے جانب جو تصویر ہے وہ بادشاہ کے وزیر اعظم مولوی مسیح الدین خان بہادر کی ہے۔

اُس عہد میں لندن و پیرس کے اخبار اس مقدمہ اودھ کے متعلق جو مضامین چھاپا کرتے تھے اذہن میں آپ کے نام نامی کے ساتھ ہر کسلسنی کا خطاب استعمال کیا ہے اور آپ کی اعلیٰ دماغی و خوش اخلاقی کی تعریف کی ہے۔ فرانسیسی اس سلطنت پیرس میں ایک اخبار نے جو مضمون مولوی صاحب کے بابت لکھا اس کا ترجمہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔ مولوی مسیح الدین خان بہادر اپنے خلاق و عادات میں نہایت منکسر المزاج پائے جاتے ہیں اگر وہ کشمیر کی قیمتی پوشاک نہ پہنے ہوں اور ان کی بیٹی میں شاہی نشاۃ نہ ہوں تو کوئی شخص ان کو دیکھ کر ایسا بڑا آدمی جیسے کہ وہ ہیں خیال نہیں کر سکتا جس نے جناب عالیہ کے جنازہ کو پیرس میں دیکھا ہو گا اس نے اس کے ساتھ مولوی صاحب موصوف کو ضرور دیکھا ہو گا وہ ہر پر عام باندھے ہوئے نظر آئے ہونگے آپ کی تصویر جو نہایت مشین اور صحیح طبع کی گئی وہ ایک لیڈر ہیں جبکہ وہ جاہل تھے کھینچ لی تھی۔ آپ کی ایک اعلیٰ تصنیف جس کا نام (شاہان اودھ اور گورنمنٹ) قابل دید ہے۔ ہر کسلسنی مولوی صاحب موصوف شاہزادہ سکندر حشمت کی خاص مجالست کے لیے مولودن کیے گئے ہیں۔

مولوی صاحب کی تصنیفات کے تاریخ انگلستان سفر نامہ یورپ و حجاز سو انجیری صفحہ دنیا پر موجود ہیں مولوی صاحب کے ہاتھوں سے لاکھوں روپیے خرچ میں آئے اگرچہ آپ کے ساتھ خزانہ نقد اور یہ جو اہرات کافی تھے اور اسکے بعد بھی چار لاکھ روپیہ حضرت سلطان عالم نے کلکتہ سے اور جو اہر

مگر جب لندن کے قیام نے طول کھینچی اور مقدمہ عظیم لشان میں مصادر کثیر پڑے تو آپ نے کیفیت حضرت بادشاہ کو تحریر کی چنانچہ ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ وجہ علیشاہ نے پھر آپ کو بھیج دیا تھا۔ مولوی صاحب کو حاجی اکرمین ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔

لندن کی دہائی کے بعد کئی سال تک زندہ رہے۔ صد حیف کہ بتاریخ، محرم ۱۲۹۵ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۷۷ء آپ نے اس سرے فنا سے ملک بھلائی مسافرت اختیار فرمائی آپ کی تصویر جو آپ کے فرزند عنایت کی ہے راقم کے پاس موجود ہے۔

مولوی صاحب کی اولاد میں دو صاحبزائے تھے بڑے مولانا حاجی فرید الدین خان صاحب جنہر عالمانہ اور درویشانہ رنگ غالب تھا مزاج بے تصنع طبیعت قناعت پسند تھی انکو اپنے والد ماجد کے زمانہ ملازمت ۱۲۷۵ھ ہجری میں امجد علیشاہ بادشاہ نے خطاب خانی اور سات سو روپیہ ماہوار کا فرمان عنایت کیا تھا و بعد علیشاہ کے عہد سلطنت تک ماہوار مذکور برابر ملتا رہا۔ پانچ موہنات مثل کس مہرہ۔ سکرہ۔ شاہ پور وغیرہ آپ کی جاگیر قبضہ میں رہے۔ اور خود حضرت سلطان عالم و بعد علیشاہ بادشاہ اودھ نے اپنے دست مبارک سے ملبوس خاص مرحمت فرمایا تھا اور قیصر بلغین نہریم طبیعت دہمکلائی سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ مولوی فرید الدین خان صاحب کی کنیت ابو مسلم تھی اور اپنے نام کے ساتھ علوی حنفی ماتریدی قادری چار نسبتیں لکھا کرتے حضرت مولانا شاہ تاج علی صاحب بیعت تھی پیشتر اپنے عم نامدار مولوی ریاض الدین خان صاحب مفتی عدالت آگرہ کے شاگرد ہوئے اس کے بعد مفتی سعید اللہ صاحب مصنف نوادر الفصول وغیرہ سے جو لکھنؤ اور ریاست رامپور میں مفتی رہ چکے ہیں درسیات عربی کی تکمیل شروع کی جب اپنے وطن کا کوئی مین رامپور سے واپس آئے تو جملہ علوم کی تکمیل حضرت مولانا شاہ تاجی علی صاحب کے کر کے دستار فضیلت پائی۔

۱۲۹۹ھ ہجری میں نواب کلب علی خان بہادر فرمانروائے رامپور جب حرمین گئے اور آپ کے عم نامدار مولوی ریاض الدین خان صاحب کو ہمراہ لے گئے تو آپ بھی ساتھ گئے تھے آپ کی تقنین میں طلحہ حسین فی شرح اربعین نظم علیہ فی مسانید لغزیر الاحقر دیکھ سکتا ہیں۔ راقم کو آپ کی خدمت میں نیاز حاصل ہے بلکہ آپ نے احقر کی ایک ناچیز تصنیف موسومہ بہ (حیات نصرت) کی تقریظ بھی زیب قلم فرمائی تھی۔ کئی سال ہوئے کہ مولوی فرید الدین خان صاحب رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولوی سیح الدین خان بہادر کے دو صاحبزائے مولوی اکرام الدین خان صاحب جو نہایت ذی علائق بالہدایت انسان تھے آپ کی ذات میں بھی آپ کے نامور بزرگوں کے صفات جو موروثی طور پر

آپ کو پہنچے تھے موجود تھے حیدر آباد دکن میں جناب موصوف ڈپٹی کمشنر رہے اور اپنی ملازمت کا زمانہ پورا کر کے پٹنہ بانی۔ وہ کاغذات و فوٹو جو سلطنتِ اودھ کے متعلق آپ کے والد بزرگوار یو رپ کے لئے تھے آپ ہی نے اس خاکسار کو دیکھا۔ تھے محبتِ مدارات کا مادہ آپ میں بھی تھا۔ برسوں آپ کے خط و کتابت رہی ہوتی تھی۔ ڈاک کے ذریعہ آپ کے لئے ہوئے ہیں۔ جنس کہ چند برس میں آپ نے اپنے بھی انتقال کیا۔ اس بلغم میں جس سرور کو دیکھو وہ (ان) ہے جس گل پہ بہار آج ہے کل اس پر خزان ہے

حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ

اولادِ بو تراب میں شاہ تراب علیؒ عرفان و علم و فیض کے وہ آفتاب تھے مشاہد صاحب کو خداوندِ کریم نے دولتِ عرفان کے ساتھ علومِ ظاہری میں بھی کمال بخشا تھا اپنے وقت کے مدبر، عالم و فعال بلکہ علامہ جس پر تھے عقیدے، ان کو کل میں شانِ عالی تھی نظم و نثر اردو و فارسی دونوں میں دستِ گاہِ کامل رکھتے تھے بلکہ فقر و کدور میں گیتاے روزگار پڑھتے۔

تصنیف کے فن میں جو خاص بات آپ میں تھی وہ یہ ہے کہ مضامین کی ترتیب اس خوبی سے تحریر میں لاتے کہ کوئی تپو نہ جدا نہیں معلوم ہوتا اصول المقصود جو آپ کی تصنیف کے قابلِ دید کتاب کے آگے دیکھنے سے یہ امر منکشف ہو جائیگا کہ اشعارِ برائی میں کلمہ قدرت اللہ بلکہ اُمی کا طرزِ علم کیا تھا۔

اگر دو غزل میں تصوف کی روح شاہ صاحب کے پھول کی اور زمین ہوز دگدگ کی کیفیت پیدا کر دی جس مجلس میں آپ کی عاشقانہ غزلیں گائی جاتی ہیں طالبانِ حق بیقرار ہو جاتے ہیں اگر کسی شعر میں حمایت و معارف کا فتوے دیا تو بھروسہ میں سلوک کی مدارات تحریر فرمائی۔ اگر دو غزل کا میدان جو اب تک عشقِ مجازی کے پیر و وصل کے اسوا معرفت کی پریشی سے خالی تھا اس کو آپ نے معشوقِ حقیقی کے راز و نیاز سے معمور کر دیا۔ اور خیابانِ غریبیاں کو گھما کر معنائیں سے رنگا۔

چمن بسا دیا۔ بعض شعرا نے آپ کے رنگ کی تقلید کی مگر جو کلام باطن و عقافتِ خیالی کی مدد سے تصوف کے جوہر اپنے کلام میں چمکائے مگر وہ عشقِ حقیقی کے جذبات کا اثر اپنے کلام میں کہاں سے لانے جو طوں کو تڑپا دیتے۔ اسرارِ حقیقہ کے ماسوا طبیعت کی روانی آپ کی فصاحتِ بیانی نے شعرا میں امدادِ دلربائی پیدا کر دی بعض شعر آپ کے ضربِ امثال ہو گئے مثلاً یہ شعر ہے

بُتِ ظالم نہیں سنا کسی کی غریبوں کا خدا فریاد رس ہے

اکثر لوگوں کی زبان پر چل رہا ہے۔

شاہ صاحب نے اردو غزل کو جس رنگ سے رنگین کیا اُس مذاق کے دو بزرگ ہندوستان میں اور بھی گزرتے ہیں ایک خواجہ میر درد دہلوی اور دوسرے شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی اور انہیں ہر ایک عارف اپنے عہد کا آفتاب اور آپ کا ہمنیال دلی تھا۔

سالہ چہرے میں شاہ صاحب کی ولادت ہوئی اپنے والد عارف ہاشم حضرت مولانا شاہ محمد کاظم قلندر علوی علیہ الرحمہ کی روحانیت کا اثر فطرتاً بھی آپ کی ذات میں تھا اور پندرہ سال سے زائد اکل روزگار باپ کی تعلیم و تلقین اور آپ کے ذاتی مجاہدہ و پابندی نے آپ کو فنا فی اللہ کر دیا تھا۔ اکثر کشف و کرامت کے واقعات آپ کے ظہور میں آئے طالبان حق کی رہنمائی کر کے سلوک کے مقامات پر لے کر آ رہے۔ ظاہری علوم یعنی درسیات غریبی کی تحصیل مولانا حمید الدین صاحب اور قاضی نجم الدین علیخان کا کوری سے فرمائی متعدد سلسلوں میں آپ کو اجازت حاصل تھی۔ حاجی مولانا فرید الدین خاں صاحب جو عالم باعمل اور رہنما اردو ای تھے انھوں نے شاہ صاحب کی کرامت کے متعلق دو ردائیں رقم سے بیان کیں جو یہاں لکھی جاتی ہیں۔

کا کوری میں ایک شخص جو ہکانام شیخ احمد علی تھا وہ ازراہ جمال شاہ صاحب کی شان میں کلمات گستاخانہ کہا کرتے سیاحت کا اُنکو بہت ذوق تھا دلی کاڑی اُس زمانہ میں جاری نہیں ہوئی تھی اکثر پیادہ پا سفر کرتے ایک بار جنگل میں اُنکا گذر ہوا ناگاہ وہ شیر دن نے اُنکھیرا اُصوقت اُنھوں نے گھبرا کر شاہ صاحب کو یاد لیا آپ سبز لباس میں نمودار ہوئے اور اُن شیر دن سے فرمایا کہ تمھارا ذوق شخص نہیں مقدور کیا گیا ہے تم اسکو جانے دو وہ شیر پر سنکر چلے گئے اور آپ تھوڑی دیر شیخ صاحب کے راستہ پر لا کر غائب ہو گئے جب شیخ احمد علی سفر سے کا کوری واپس آئے تو شاہ صاحب کے قدموں پر گر پڑے اور مرید ہونے کی استدعا کی آپ نے فرمایا کہ میں وہی ہوں کہ جسکو تم کلمات فحش استعمال کیا کرتے تھے مگر وہ نہایت نادم ہوئے اور معذرت کرنے لگے اور باصرہ تمام مرید ہوئے اس چشم دید واقعہ کو خود اُن مرید نے لوگوں سے بیان کیا۔ دوسری حکایت یہ ہے کہ ایک طوفان چودھری حمید میں اُنکو سکونت پذیر ہوئی شاہ صاحب نے بحیال ضمن و فجور اسکو سکونت سے ممانعت کی مگر وہ نہ مانی آپ نے ارشاد کیا کہ اگر تم میرا کہنا نہیں سنتی تو میں اُس سے عرض کروں گا جسکے قدرت اختیار میں ہر ایک مرید ہے اُس سے فرما کر آپ تکبیر شریف واپس گئے اُس روز تھوڑا دن پہلے اُسکے گھر آگ لگ گئی اُسکے قریب نالاب تھا لوگ اُس سے پانی آگ بجھانے کے لیے لائے مگر

پانی روغن کا کام دیکر شعلے اور بھڑکاتا آخر کار اسکا گھر جلیگا اور اس طوفان کے بدن میں آبلے
پڑ گئے وہ شدت تکلیف سے جمبہ دھو کر ہزار اندامت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تائب ہو کر
جلی گئی مولانا دروم شتوی معنوی میں اسی موقع پر فرماتے ہیں ۷

گفتہ او گفتہ اند بود گھر چہ از حلقوم عبد اللہ بود

در حقیقت مردان خدا کی زبان عین زبان حق ہو جاتی ہے۔ نوہا جب آگ میں پڑ جاتا ہے
تو شکل و صفات آگ ہی کے اختیار کر لیتا ہے شاہ صاحب کی تصنیفات کے مطالب رشیدی
اصول المقصود کشف التواری و دواوین اردو فارسی شتوی منظوم ترجمہ اصل المعانی مجمع لغو
فتح الکنوز بشریط السایط ارشاد المنخب مقالات صوفیہ آپ کی پُرزد قلم کے یادگار ہیں ان میں
بعض سایل بھی ہیں جو اپنے والد بزرگوار کے مسودات آپ نے مرتب فرمائے تھے۔ خاکسار بھی
آپ کی تصنیفات کے مطالعے سے فیضیاب ہو چکا ہے۔

عمومی حافظ غلام علی خان جنکی عمر ستوبہس سے زائد تھی بیان کرتے تھے کہ مجھے شاہ تراب علی صاحب
کین خدمت سامی میں نیاز حاصل تھا صورت آپ کی نورانی اور بزرگی و برکت چہرہ شریف سے
نمایان تھی سفید ریش ادب سرخ و سفید کھلتا ہوا رنگ خدا کی قدرت کا جلوہ نظر آتا تھا۔
اگرچہ پچھوال تشریع تصویر کشی سے آپ کو پرہیز تھا مگر اہل ارادت اپنے اہرام سے کہیں باز آتے
ہیں تصویر کشی کی تصویر جو ہر دم خیالی آنکھوں کے سامنے رہتی ہے اُس سے انکی سیری
نہیں ہوتی اور وہ ظاہری صورت کے نظائے حسی نگاہوں سے دیکھنا چاہتے ہیں اسلئے
پیکر جمانی کے نقشے کھجولیتے ہیں چنانچہ آپ کی تصویر بھی نواب اکرام اللہ خان یا درجنائے
والد نقی یا درخان صدر لہندور کی ایک منکوچہ عورت کے ایک تصویر کامل فن کو مقرر کر کے
کھجوالی تھی۔ بزرگانہ وضع درویشانہ لباس اُس مرقع سے نمودار ہے چودھری نصرت علی صاحب نے
اُس مرقع سے نوٹو کھجولئے اور ایک کاپی کھجولے بھی عنایت کی۔ ۵۔ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ شہری میں
شاہ تراب علی صاحب نے ۹۴ برس کے سن میں وفات پائی قطعات فارسی ملفوظات میں متعدد
ہیں اردو تاجی قطعہ لکھ کر خود پیش کرنا کہ تا کہ عید الفریستی سے قاصر ہا (ذات قدسی) ہدایت ملے
روضہ الازہر فی ماثر القندہر کے صفحہ ۶۵ میں مرقوم ہے کہ مولوی عبد الباسط جو آپ کے مرید و
عاشق صادق تھے وہ آپ کی جملہ کے بعد فراق سے بیقرار ہوئے ایک روز عالم فطرت میں انھوں نے
قبر پھول ڈالی ماوردیکھا کہ شاہ صاحب کا بدستور چہرہ روشن ہے اور گویا آپ کا وجود زمین کے

سپر کیا گیا وہ اُس نے امانتاً بدستور رکھ چھوڑا ہے۔ جملہ حاضرین نے آپ کی زیارت کی اولیاء اللہ لایموتون کے معنی آپ کے مشاہدہ جنازہ سے ظاہر ہوئے۔ قاضی احمد علی بنی انصاحب نے آپ کا مقبرہ شاندار تعمیر کرایا۔

شاہ صاحب کی اولاد امجاد میں دو صاحبزادگان والا شان تھے ایک حضرت شاہ حیدر علیہما صلوات اللہ علیہ اور دوسرے مولانا شاہ تقی علیہما صلوات اللہ علیہ۔ ہر ایک علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ ور اور عبادت ریاضت فقر و خدا پرستی سے مستصفیٰ ہر صاحبزادہ نے آپ کی مسند ارشاد پر جانشینی سے زینت بخشی اور طالبان حق کو فیض پہنچایا ان کے بعد آپ کے پوتے مولانا حافظ شاہ علی انور صاحب قلندر سجادہ نشین ہوئے دو بار مثنوی ارتقا علیہما صلوات اللہ علیہ جو آپ کے حقیقی مامون زاد بھائی تھے حافظ صاحب مبرور سے خاکسار کو شرف نیاز حاصل کرایا تھا اور جناب ممدوح خلاق بزرگانہ سے پیش آئے تھے تشرع و تواریخ تقدس آپ کے چہرہ سے نمایان تھا آپ بھی شریعت باطریقت اور اپنے بزرگوں کے علوم و اسرار کے حامل تھے۔ صد حیف کہ حافظ صاحب موصوف نے ۲۰ محرم ۱۳۲۷ھ ہجری میں دارالبقا کی طرف کوچ فرمایا اور جنت الفردوس میں درجات بلند پائے بعض آپ کے حرمین کی فرمائش سے چند قطعے تاریخی حق کے لئے بخوف طوالت صرف مادہ ہائے تاریخی پر قناعت کی جاتی ہے۔

دشخ کاہن جلیس بزم صفاء ہجری اور حافظ شاہ علی انور (مرد) علیوی تاریخی مادہ آپ کی تصنیفات میں کتب کثیرہ متعدد ادہین شہادت نامہ جو سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے مصائب میں تحریر فرمایا نہایت مقبول و مستند کتاب ہے فی الواقع بڑی تحقیق سے لکھا گئی یہاں مل سیراد شریف کے مرتب فرمائے کتاب منزل بحیب حافظ صاحب ممدوح نے ازراہ مکرمت بزرگانہ شیخ سعید الدین صاحب نائغ ابمانت فاطمہ بیگم صاحبہ تعلقہ دار باسط نگر کے ذریعہ خاکسار کو بھیجی تھی نہایت پر مغز و دلچسپ معنائیں ہیں۔

باقی تصنیفات میں انصالح عن ذکر اہل اصلاح - تحریر الانور فی تفسیر القرآن - گلستہ شریعہ دین - در المنظم فی مناقب غوث الاعظم - ہدیۃ المقبول فی تحقیق صدقات بضعتہ الرسول مفید کتابیں ہیں۔ نواب محمد عبدالکریم خان صاحب تعلقہ دار در لیس اعظم شاہ آباد نے آپ کا مقبرہ نہایت عالی شان بنوایا ہے۔ حافظ صاحب کے بعد حافظ صاحب کے فرزند مولانا حبیب حیدر صاحب سجادہ نشین ہوئے جو نہایت ذی علم صاحب نسبت باخدا ہیں۔

حضرت مولانا مولوی محمد محسن

آپ مولوی حسن بخش علوی مصنف تفریح الادب کیا فی حوالہ انبیاء میں کاکوری کے فرزند اچھستہ اور معلول خدا کے تدریج میں مسئلہ ہجری میں پیدا ہوئے مولوی ہادی علی صاحب اشک و دیگر نامور سا تذکرہ سے تعلیم پائی علوم منقول و معقول میں بحر مواج تھے نعت گوئی میں جو آپ کا پایہ بلند تھا اور خدا زاد مقبولیت حاصل تھی وہ کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ آپ کے کلام میں صنائع و بدائع لفظی و معنوی اس قدر پائے جاتے ہیں جسے نہ سادگی قوت متحرک ہو جاتی ہے اور دل و جذبہ میں آجاتا، امیر خسرو دہلوی فارسی شاعری میں اگر صاحب اختراع ہیں تو حضرت محسن کاکوری مضمون آفرینی و رعایت سخن میں مجدد وقت۔ بندش کی پاکیزگی زبان کی فصاحت و الفاظ کی شوکت جو آپ کے اشعار میں پائی جاتی ہے وہ دوسری جگہ نہیں ملتی۔ علمی قابلیت عالی دماغی کے ماوراء قادر مطلق نے حضور سید المرسلین کے عشق کا جوش و خروش آپ کے سیدہ میں بھر دیا تھا اس لیے جو شعر آپ کی زبان سے نکلتا تھا سامعین کے دل میں ذرا اثر کر جاتا تھا آپ کی تصنیفات مبارک سے قبیح تجلی بہ چراغ کعبہ۔ سراپائے رسول اکرم۔ محسن نعتیہ۔ بیخیر المرسلین۔ حدیقہ خاتم النبیین۔ چہرہ آفتاب خیرت۔ شتوی شفاعت و نجات زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں فغان محسن بھی لکھی جو شہرہ

سمت کاشی سے چلا جا متھرا بادل

یہ قصیدہ تو ایسا جواب لکھا کہ جاہلیت عالم میں اس کی صوم چل گئی ہندوستان کی اکثر مجالس میں جانا ہوا اور وہاں اس قصیدہ کے متعلق جب قابل و شن خیال اشخاص میں تذکرہ آیا تو سب نے بالاتفاق اس کی توصیف کے ساتھ داد دی اور یہ کہا کہ یہ خاص حضرت محسن کا حصہ ہے تشبیب و خلص مدح ہر ایک چیز پر مشتمل ہے تمہیدی

شمار کہ ایک شعر میں تشبیہ دیکھئے

لوگ کہتے ہیں کہ کرتے ہیں فرنگی کونسل

چسپرت دیکھے بیٹے کی کھلی ہین کلیان

تغییل ملاحظہ ہو

خوب دیجو راندھیرے میں ہے باد کے نہان

حسن بیان پر غور کیجئے

قریان کہتی ہیں طوبے سے مزاج عالی

لا الہ باغ سے ہندو سے فلک کھیم کسل

نعت ۵

گل خوش رنگ رسول مدنی عربی زیب و ایمان اطرہ دستار ازل
مرج روع امین زیب وہ عرش برین حامی دین متین ناسخ ادیان و مل
و عایہ خانہ

صفت محشر میں ترے ساتھ ہو تیرا داح ہاتھ میں ہو بھی ستانہ نصیدہ یہ غزل
کہیں جبریل اشارے سے کہ ہاں بسم اللہ سمت کاشی سے چلا جانب مقرر ابدل
تمام نصیدہ مرصع ہے کس کس شعر کی خوبی بیان کیجائے انتصار و نظر ہے

صبح تجلی نہایت دلکش ثنوی ہے چھوٹی بحر شگفتہ قافیہ ردیف انظار ہر دو سیس ہے
مگر بعض شعر نہایت دقیق لکھا ہے اس بیت پر توجہ فرمائیے

پابند زکوٰۃ نامیہ ہے کاٹا زر گل کو تو لست ہے
اس میں درحقیقت فقہ کا مسئلہ درج کیا ہے چند شعر بطور نمونہ کے نقل کیے جاتے ہیں

منظور ہے حسن کا تماشا ہر دیدہ ہے دیدہ زلیخا

ہے فکر سپھر رات بھر کی کیا بات ہے مطلع سحر کی

سجڑہ ہے کنار آب جو پر باغضربے سستہ وضو پر

سالک ہے چین میں نہر موزوں مجذوب ہے شاخ ہوا بخون

شبنم کو دم فلک مایہ مٹی کو کمال پو ترا بے

سر اپے رسول کرم آنک اہل رنگین و پر نور سرا پا نظر سے عین گذرا اس سراپے
کے بابت روایت ہے کہ یہ وراہ رجاہ رسالت آب صلی اللہ

علیہ وسلم میں مغرب مقبولیت کا پاچھا ہے راقم کے لڑا کپن میں سید شمس علی صاحب جو ایک و شفیق
عارف تھے اور کشف کے واقعات میں ایسے بزرگ ائمہ کے دیکھنے میں ہمیں آئے انکی خدمت میں

سید حبیب اللہ صاحب تبارک حاضر ہوئے اور مولانا محسن کے سراپائے رسول کرم کا تذکرہ آیا کچھ کہے کہ میں نے
خواب میں دیکھا کہ یہ سراپا حضور سرور عالم صلعم کی جناب میں مقبول ہو گیا بعض اسکا شمار معراج میں

کیسی تصویر کہ ہے صبح بہار امکان کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پرواز چہان
کیسی تصویر کہ ہے لوح قلم نور نشان کیسی تصویر کہ ہے کلاک مصور نازان

کیسی تصویر کہ سب صل علی کہتے ہیں

کیسی تصویر کہ سب جل و علی کہتے ہیں

جسم محبوب خدا نور کا ایک پہلا ہے سایہ حق و دشمن منزلت طالع ہے
اُس کے قامت کو بھلا سایہ سنا کیا جو سچ ہے محبوب جولانی ہے دہ کی تار ہے

لاکھ عاشق ہوں مگر لطف دو محبوب نہیں

ظلم حق ہو تو ہو پر ظلم نبی خوب نہیں

بچ پر نور کا ہے کامل شبنگون سے ظہور دیکھ لو دامن مونس کے تلے مشعل طور
سنبلیل میں ہے عیان حبسہ ماہ پر نور ابر رحمت میں ہے خورشید قیامت ستور

شب معراج میں ہے شمع تجلی روشن

لیلا القدر میں ہے نور الہی روشن

دیکھو ہم پسندوے پیشانی انور ابرو میں اسی آئینہ صاف کے جو ہر ابرو
آبرو کے دم غمبہ میں مقدر ابرو موج دریا کے شجاعت میں سراسر ابرو

مہ کامل میں نہ تو کی یہ تصویر میں زمین

یا کھنچی معرکہ بدر میں شمشیر میں زمین

گوش پر نور زلف شب آسمانستور کہیں دہو کے سے بھی دیکھے نو سحر ہر کا نور
رنگ کا اس کے صبا سننے کے چمن میں مذکور کئے گل سے کہ ہوا ہونہ ٹھہر میرے حضور

گو ہر صفت سے گرد امن دریا پر ہو

یوں صدف سے کئے موتی کہ لہرا چلیں ہو

بنی اقدس شاہنشاہ عالی مظہر آب آئینہ رخسار کی موج انور
خوردنی کا لبند ہی پہ ہا یوں اختر بوسعت حسن کا معراج ہے یا پیش نظر

صفیر خدا مبارک پہ العتبت بنی ہے

دیکھنا عارض انور کا خدا بینی ہے

رد برد آئے جو آئینہ تو اک سکتا ہو شمع کے بھی دھوین ارجا میں جو کچھ دھوئی ہو
شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو صبح ہو جائے شمع حن پہ مگر بھولا ہو

حشر بر پا ہو جو کائناتی مقابل آئین

چرخ پر سورہ یوسف کو ملک الیجا میں

منہوی شفاعت و نجات میں ہر معافی و درویش کا جوش تحریر میں لایا گیا ہے جہنہ

اشعار بطور نمونہ درج کیے جاتے ہیں۔
 ذرا عشق ادھر دیکھے بجالے ہوئے
 نہ چلنا کہیں وہ قیامت کی چال
 صفین صاف برباد شکر ہوئے
 نمک تیرا زخمون میں الوب کے
 ترا نجد اچھے بنون کا بگاڑ پڑا
 نہ شیخ و برہن کے ٹھہر قدم
 پڑا سایہ جسرِ فنا ہو گیا
 پیش مرعشہ کی بڑھتی ہوئی
 جو سہمی بھی ہو تیری تر بھی نظر
 قدم اے سنگمر سنبھالے ہوئے
 کہ لاشے شہید و ن کے ہون پاہل
 کبھی تیرے سے نہ تیور ہوئے
 کھٹک تیری دیدن میں یعقوب کے
 ترا بیستون بگڑے دلو پہاڑ
 کشاکش میں ہیں تجھ سے دیر ورم
 پری بن کے تو اک بلا ہو گیا
 ترے حسن کی دھوپ چڑھتی ہوئی
 تو ہوا اک زمانہ ادھر کا ادھر

چرخِ تعبہ کی یہ بیت ہے

دیکھا خدانے اپنا عالم
 کتنے وسیع حقائق و رموز اس میں پنہاں ہیں اگر شرح کی جائے تو دفتر ہو جائے
 مگر خواتین ہے

قصیدہ تعنیہ جس کا مطلع ہے

مٹا نا لوح دل سے نقش نامور ابجد کا
 اسکا غشی مفتی امیر احمد صاحب یثالی نے جو آپ کے ہم مذاق و دوست تھے حسبِ منشاء آپ کے
 دولتانہ پر قیام فرما کر غش کیا ہے اس کے اشعار ناز گنجالی کے دیباچہ سمجھے جاتے ہیں حاجی محمد امین
 خان صاحب رئیس شاہ آباد جو عہد شاہی میں لکھنؤ کے استادِ مثل انیس دہرنا نسخ آتشِ فدا ہے
 وزیرِ صبا امانت کے مشاعرے دیکھے ہوئے تھے اور خود بھی سخنِ سنج شاعر تھے جب حاجی محمد امین
 لائے تو ایک روز سید مینڈ و شاہ کی خدمت میں سلیمانی حاضر ہوئے راقم کے روپر و غش مگر کویں بابت
 مدنیہ کی طرف جانیں کہ ہم کعبہ کا لین ستا
 کہان اب جھہ سائی کیجے کچھ بن نہیں پڑتا
 نظر آتا ہے ان دونوں لہروں میں ایک ہی دلو
 احد کو کیجے یا احمد بے میسم کو عجب
 عجب مشکل ہے صنون میرے مفہوم مرد کا
 بار بار پڑھتے اور حالت و بدن تعریف کرتے جاتے تھے۔

ثنوی فغانِ محسن - اپنے دوست مولوی وحید اللہ خاں صاحب کی مصیبت کے وقت لکھی تھی مبین :
 بیمار ہو گئے تھے دوچار شعر اس کے بھی نذر ناظرین کیسے جلتے ہیں ۵

نیا رنگ لائی مری سبکسی	چھٹاویس جگھے کی دُھن ہو گئی
طیب آئین بالین پہ تو دم گھٹین	مری بنض دیکھیں تو بنضیں چھٹین
عجب طرح کا ہے یہ دیوانہ بن	نہ شوقِ خموشی نہ ذوقِ سخن
سُکرو دجی یا بدن کو دکھلاؤ نہیں	کہ بوہو کے غنیمت سے اڑ جاؤں میں
نہ مشمع لحد کا بھی آنسو ہے	فقط بیگی جھک کر روتی رہے
خفا کر کے محسن نہ پھیریں مجھے	فرشتوں سے کہہ دو نہ گھبریں مجھے
سمجھتا نہیں میں حساب و کتاب	یہ رکھتا ہوں اک مختصر سا جواب
زمین نے کیا کچھ نہ جانا کبھی :	مگر سجدہ آستانِ نبی :
خطابش بہ دیوان کہ کبریا	حبیبِ خدا اشرفِ انبیا
ز اسمائے اور دوا مید و بیم	شفیعِ مستاعِ نبی کریم

مولانا محسن رحمۃ اللہ مولانا شاہ کرامت علی صاحب قدس سرہ کے مرید تھے جن کی طرف ثنوی
 شفاعت و نجات میں یہ شعر لکھا ہے ۵

مکر میں کس کرامت کے چٹکے کابل ملائک ہلاتے ہوئے موچھل
 ہم آئندہ اُن کے کلام کی خوبیاں دکھائیں گے۔

ایک مدت تک حضرت مولانا ممدوح عاشقان رسالت پناہ کے کانون کو کلام
 نور آگین سے سمور کرتے رہے بالآخر ۱۸ صفر المظفر ۱۳۲۳ھ ہجری روزِ دو شنبہ
 مطابق ۲۴ اپریل ۱۹۰۵ء عیسوی میں اس حسانِ السند نے حنا کہ ان دنیا کو
 چھوڑ کر گلشنِ فردوس کی راہ لی صد حیف کہ جو آپ کی ذاتِ عالی
 صفات سے علمِ سخن کی غیر معمولی شمع روشن تھی وہ بجھ گئی ہندوستان
 ایک بالکال سے خالی ہو گیا۔

بصفر کردہ سفر عابد و عالم محسن

۱۳۰۰ء تا دینی سال وفات کا ہے۔

منشی محمد ارتضیٰ علی صاحب کا کوروی نے جو ایک ذہین و طبع انسان تھے اور تانگلکوی بن ایمن ہمارے
نامہ حاصل تھی آٹھ دس قطعات تلخ رحلت کے تھے جنہیں سے بعض لکھے جانے لگے ہیں۔

مزار پاک ہے محسن کا فاتحہ پڑھ لو ۱
امیر تھے وہ نبط ہر فقیر باطن میں ۲
لکھے تھے چوٹی کے مضمون نعت سرور میں ۳
قبول عام کا خلعت عطا ہوا تھا اور انھیں ۴
حیات ہی میں تصانیف ہو گئیں مشہور ۵
عیان ہے صبح تجلی سے نور پیدایش ۶
شہر رہے مجر سال وفات یہ صریح ۷
گئے ہیں عالم فانی سے سوئے جنت آج ۸
ادب عالم و فاضل خلیق نیک مزاج ۹
ہوئی تھی عرش معانی پر آپ کو معراج ۱۰
ملاحظہ حضرت مدوح سے سخن کا تاج ۱۱
ہنیں تھی ناموری کچھ مہمات کی محتاج ۱۲
چراغ کعبہ میں ہے جلوہ شب معراج ۱۳
چراغ کعبہ سے پر نور یہ لکھ رہے آج ۱۴

ایضاً

جنان میں کر رہا ہے سیر محسن ۱
شہر کہتی ہیں یوں جنت کی حوریں ۲
نذر ہے صاحب لولاک ہے یہ ۳
فتنا خوان نبی پاک ہے یہ ۴

ایضاً

از وفات حضرت محسن جہان تاریک گشت ۱
گفت ہائے از پے سال دفاتش ای شرر ۲
مولانا نے تازیت میں پوری میں وکالت کی اور آپ کی قابلیت سے وکالت کو اختیار رہا تصویر آپ کی

۱۔ ارتضیٰ علی صاحب شرر مولوی جماعت علیہ صاحب جو اور زاد دہلی اور شاہ محمد کاظم صاحب کے فرزند تھے اولاد بچے شاعر کی
انگوٹھی مناسبت تھی آپ کی متعدد نظموں طبع ہو گئی ہیں جن کا نام یہ ہیں شبید جفا تصویر عبرت صبح وصال خیابان یاو کا شرر
باسی ہار سہانی شام سیر مالہ شبید عبرت پیاری برسات تصویر حسرت خوب خوب دکشاں اشعار لکھے ہیں۔

صدیعت کہ اسی سال چند ماہ ہو کہ دفعہ آپ نے برمنسٹن ہسپتال انتقال کیا آپ کی جو انگریز وچامکے لے جا چکے دنوں کو
زخمی کر دیا آپ کی خوش اخلاق قابلیت نیز فنی کی تصویر اس خستہ جگر خالص کے اکثر اوقات پیش نظر رہی ہے راقم الحوذ
نے آپ کا مادہ رحلت سے شرر پہ پہ تامل ہستی ہوئے نکالا۔ آپ آٹھ سال شاہ آباد میں نائب تحصیلدار اور
قائم مقام تحصیلدار رہے آپ نین سوا ہوا رکے گریڈ کے اسپیکر تھے قبل ازین فیض پور جنت میں درجہ بلند مجلس کیا
ایں قائم سخت سے کہ گویند جو افراد آپ کے اسٹوڈنٹ اب فصیح لہلک داغ دہلوی نے بمقام حیدر آباد دکن
آپ کا عمدہ الفاظ میں در اتم سے تذکرہ کیا۔

۱۔ تمام کتابیں نمبر ادب ایک ایکسی پائنا نالہ لکھنؤ کے جس سے ملکتی ہیں۔

رسالہ نقزن لاہور میں جو شائع ہو چکی ہے وہ راسم کے پاس بھی موجود ہے آپ کا کلام مع مختصر حال کے کلیات حسن رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے عرصہ ہوا شائع ہو کر مقبولیت عام حاصل کر چکا ہے اور منجبر صاحب ادیب بک ایجنسی پاننانالہ لکھنؤ سے درخواست کرنے پر قیمت ایک روپیہ چار آنے علاوہ محصول ڈاک مل سکتا ہے آپ کے خلیف اکبر حاجی مولوی نور حسن صاحب نسرال الہی وکیل اور خلیف اصغر حاجی مولوی انور الحسن صاحب الہی وکیل دونوں صاحبزادے عربی میں نفعی مولوی درانگریزی میں گریجویٹ وکیل ہیں اگر ایشیائی مذاق میں مکمل تو انگریزی تہذیب میں انتہائی استوار رہتے ہیں۔

حضرت نیر نے اپنے علمی مشاغل کی وجہ سے وکالت ترک کر دی اور نور اللغات کی تصنیف و اشاعت کی ضرورت سے رسالہ ادیب جاری کیا جس کی بدولت آج ناظرین بانگمیں کو ان لاکھ ملاحظہ کا موقع ملا۔ حضرت نیر کے کلام میں اپنے والد بزرگوار کا رنگ پایا جاتا ہے اور الولد للشر کے مصداق ہیں آپ کا رسالہ خورشید بد جو غزوہ بدر کے واقعات کو آپ نے نظم کیا ہے اور مدینہ منورہ میں حضور سرور عالم صلعم کے روضہ قدس کے روبرو چڑھا بھی ہو نہایت پر لطف اشعار ہیں۔

منشی سید تہیاز علی خان وزیر بھوپال

اس آخری دور میں منشی صاحب موصوف نے جو شہرت و مقدرت پائی وہ ان کے بعد اہل وطن کو حاصل نہ ہوئی لیاقت و ذہانت دیباہی و مروت کا مادہ آپ کی ذات میں جمید تھا ابتدا میں بصینہ پولیس ملازم ہوئے اس کے بعد لکھنؤ میں وکالت شروع کی اور اپنی خوش بیانی و طراری و عالی فہمی سے اول درجہ کے وکیل ہو گئے اسی زمانہ میں انجمن تعلقات داران اودھ نے وضع قانون کی۔ جلیل القدر خدمت آپ کے سپرد کی ماور آپ نے اس عالی دماغی و قابلیت سے کام کیا کہ تمام ملک میں آپ کی ماریاں بنی و خوش فہمی کی تعریف ہوئی ۲۷ دسمبر ۱۸۸۸ء کو ریاست بھوپال میں آپ طلب کیے گئے اور وہاں دارالہماہی کا منصب جلیلہ عطا فرمایا گیا۔

منشی صاحب نے ریاست میں بڑی خوش تدبیری سے کام لیا اور جو کوئی ان کے پاس گیا اس سے نہایت اخلاق و سلوک پیش آئے اکثر اخص کو بھوپال میں ملازم رکھا دیا سر محمد خان نے ۱۹۱۸ء میں جب علیگڑھ کالج کی امداد کے لیے حیدر آباد و بھوپال کا سفر کیا تو اشارہ میں

بھوپال اتر سے منشی صاحب بکمال قدر و منزلت پیش آئے اور سرسید کو سرکار عالیہ فرمانروا
بھوپال کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے سرسید نے درستہ العلوم کی کیفیت اور مسلمانوں کی منزل پر
حالت اور مقتضائے زمانہ تعلیم دینے کی ضرورت بیان کی اسوقت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ
والی ملک بھوپال نے بارہ ہزار روپیہ عنایت کیے بعد ازاں سرسید نے ایک نظم فارسی
ہرآنس ممدوحہ کی شان میں لکھ کر بھیج دی جس کا ایک شعر یہ ہے
تو شاہجہان باشی و نورشید شریعت یوستہ درخشان بود از گوشہ ثنات
انسٹیٹیوٹ گزٹ میں یہ حالات شائع ہو چکے ہیں۔

احمد علی صاحب شوق قدوائی نے وہ قصیدہ جس کا مطلع یہ ہے
چکا پو نچکے پیش رخ دلبر آئینہ چہرے کے عکس سے ہے پیری پکیر آئینہ
لکھکر منشی صاحب کو سنا یا جب منشی صاحب نے یہ شعر
نام اسقدر بلند کہ پاس اُس سے ہر بلند کام اسقدر درست کہ ہر دفتر آئینہ
سنا تو اپنی دریا دلی سے صلہ عمدہ عنایت کیا تھا۔

منشی صاحب کی داد و پیش سے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کے جلسہ امین اندر سے باہر کا تلبہ مرد
عورت منشی صاحب کا دم بھرتے مقعے قریب آٹھ سال کے بھوپال کی وزارت آپ نے بڑی
شائستگی سے کی آخر میں استعفا کے مہینے میں مبتلا ہو کر ارجحادی الاول ۱۳۱۰ ہجری
مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۰۱ء کو آپ نے انتقال کیا باغ مقبرہ عون بڑے باغ میں دفن ہوئے۔
ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ خاکسار کا بھوپال جا ہوا تھا نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج الہند
فرمانروا سے بھوپال نے اپنی کتاب اختر اقبال میں جنور سرور عظیم صلعم کے قدم مبارک آغوش
سلطان العظم کے زیارت خانہ استینول میں جا کر زیارت کی تھی تحریر فرمایا ہے چونکہ اس خاکسار نے
ایک کتاب میں اس معجزہ کے بابت مبوط بحث کی اور مہاجرین سے جو خط و کتابت کی وہ بھی
درج کی ہے اس لیے بیگم صاحبہ ممدوحہ کی زبانی اس قدم رسول کی حالت دریافت کرنا بھی ایسے
ہر آنس بیگم صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور مفصل کیفیت جناب ممدوحہ سے
تصدیق کر کے اطمینان حاصل کیا ہے

اسی سلسلہ میں منشی صاحب کے مزار پر بھی حاضری کا اتفاق ہوا آپ کے مدفن پر مختصر مقالات نشر
ہیں اور ایک قطعہ تاریخ منشی مفتی امیر احمد صاحب مبنائی کا خاکہ مرپر کند ہے جس سے واقعات زندگی پر

ہو چکی پڑتی ہے اس جگہ اس کا لفظ مناسب معلوم ہوتا ہے ۵
 وزیر صاحب تو قیرانیہ سے
 فراغ ہوئے مرد و ادنیٰ ہوا
 وزیر اعظم بھوپال شد باختر
 جامی الآخرہ آغاز عشرہ دو بین
 شب شنبہ پس از انقلاب ساعت ہفت
 بہرزم نامش از جوش گریہ خونین
 دلش کمال مصیبت رسیدہ گمان میخست
 دعاے مغفرت ادبہر زبان جاری سے
 خداے رحم بجائش کہہ کہ ہوا حرم
 ششم خلق بگوش چنان نمود اثر پا
 اتیرم بہر قبرش سرکہ نقش کند

کہ ایما از زناش بدھ شد اکمل
 بجن خلق در امثال خویش ضرب مثل
 وکیل نامور بود در ادوہ اول
 ہزار حیف کہ گشتہ حیات ادخل
 متاع نازش فوٹس رلود بیکت اجل
 بدیدہ ترا حجاب راہ یافت سبل
 کنون ز نار غمش سینہ شد منتقل
 کہ بود صاحب جود و کرم از اہل دول
 نہا شتہ ہر دم نظیر خویش و بدل
 کہ خاک عطر نشان شد چو عنبر و صندل
 محل حمت رب کریم عین و بدل

فلکسار محمد مظفر حسین سلیمانی شاہ آبادی

ہمارا سوال ایک قیمت ایک وزن کی چیزیں

آنکھوں کا جون ؟

آپ آنکھوں کی طرف سے بے پرواہ ہو رہے ہو یا درگاہ کی آگ
 ہندوستان میں شہرہ سے سرس کا استعمال جلا آگیا ہے
 میں سے نظریہ ہوتی ہے اور عینک کی ضرورت نہیں ہوتی
 اس طرح کا شہور عالم بند کردہ طبی نامش دہلی کا

راہی

منصف قمر اکبر جی سی۔ بوس کلکتہ۔ آنکھوں کی تمام امراض
 مثلاً کوروز نظریہ۔ سرخی۔ جلا۔ غارش۔ پانی۔ ناچکھواری
 کیلے مفید ہے اور کورون یا سطح علاج ہے اس سے بہتر
 مفید ہے اور آج کل ثابت نہیں ہوا نیست فی ذہن ہر مہر
 ہند کا ایک پانچ پانچ ہند کا ایک ذہن ہر مہر
 اللہ شہر میچرائی سرس فارسی دیر طبعی خاں

جوابات امور مشورہ طلب

مندرجہ ذیل رسالہ ادیب اردو بابت یکم نومبر ۱۹۲۱ء

سوالات

- ۱۔ تیرنگی پرگزراں ۲۔ ٹاٹ اولٹ دینا ۳۔ ترقی جانا کھوپڑی کا۔ کس زبان کا لفظ ہے ۴۔ چہر غٹو ۵۔ چہر قناتیا۔ کس زبان کی الفاظ ہیں ۶۔ چلپلائی دھوپ ۷۔ چھیچھا لیدر ۸۔ چھلی چھلتیا ۹۔ چڑ چڑ بلائیں لینا۔ اور چٹ چٹ بلائیں لین۔ دونوں نفسی بولتے ہیں یا نہیں ۱۰۔ چارون مال ہپ کر جانا ۱۱۔ خالصی لگ جانا ۱۲۔ دم بخت ۱۳۔ خشکے کا کمیت ۱۴۔ ردوی۔ خردوی ۱۵۔ ہمتا ہمتا ۱۶۔ دھردھڑی کر کے لٹوا لینا ۱۷۔ ڈھکی دینا۔ صبح ڈھکی ہے یا ڈھکی پروزن کی اور بولن والین کیا

جواب

ان الفاظ کا کوئی معیار نہیں ہے نہ آج تک انکی طرف کسی نے توجہ کی جبکہ انکا کوئی معیار ہونا چاہی تو ذہنی قیاسی جواب دیا جاتا ہے ممکن ہے کہ میں پر ذہن نے غلطی کی ہو۔

۱۔ تیرنگی پرگزراں یہ لفظ قیاساً انکی بضم تا نہیں ہے بالکسر تا ہے انکی جمع تک کی جیسے تک بولی کہتے ہیں اردو میں بولی کا جنہ بڑا ہوتا ہے اور تک نہایت قلیل جیسے ٹکٹیاں ہونا قید اور فارسی میں تک پارہ گوشت کہتے ہیں اور عربی میں ذرۃ تیر جس لحم پر لگایا جائے تو اس تیر کی پیکان یعنی پھل بھر گوشت خارج ہو گا ذرہ ذرہ ہو سکے کہ وہ نہایت قلیل ہو اور تیر ہر وقت سر نہیں کیا جاتا گاہ گاہ شکار ہوتا ہے۔ پس مراد سب سے پہلے یہ ہوئی کہ جہاں کہیں سے کسی وقت قدر قلیل مل گیا اسی پر اکٹھا کیا یعنی تیر محنت و مشقت سے جھاکٹی شکار کیا اسی کی طرح پھانسا اور میں جب قدر مل گیا اسی پر قناعت کی آج یہاں کل زبان تیرنگی پرگزراں۔ دوسری صورت ذہنی تیرنگی۔ انکی جمع ٹنگا کی نہ کہ کو فارسی میں ٹنگا نہ اور عربی میں اسٹیم لکٹنگ ٹنگا۔ الفصل تیر گرد پیکان کہتے ہیں از منتخب النفائس اور ٹنگا سیدھے کو کہتے ہیں جس میں کچی مطلق نہ ہو حاصل مطلب بظاہر ہے۔ خالدنی سیدھا نشانی پر تیر مارا یعنی کسی سے اپنی حجت بیان کی یا کچھ نظر انتقال فروخت کیا یا کوئی خدمت بجالایا بالعموم اس کے یا انکی تیر زار نالی پر جو مل گیا اسی پرگزراں کی نہ ملاؤ نشانی

لئے خطا کی۔ تیسری قیاسی شکل تیرنگی پرگزراں۔ تاکہ سے نکال نکالا اور نکا کی جمع تک یعنی زید نے اپنے نفس کی خدمت کیلئے جھوٹ سچ حلال حرام جال فریب کمرد معصوم کا حق ناحق خوشامد درآمدت سماجت انسانی

کسی قسم کا تیر خال نہ لے لید پر سر کیا جیسا موقع اور جیسا تاک ملا اگر بڑ گیا نفس پروری ہو گئی اگر دار خالی کیا فاقے مگر ٹک تو لگ گیا یعنی جوڑ بند تو ٹھیک ہو گئے آئندہ دیکھا جائیگا فی مثل لگا تو تیر نہیں لگا جسکی اصل ہے تاک کا جمع اسکے تاک کی یعنی تیر بے تکی نہیں تاک کی جھلن ان سب کا یہ ہے نفس پروری کیلئے جس صورت سے ہو کچھ کہیں سے کچھ کہیں سے جو تے چڑھ گیا اسی پر تھانگی نہ ملا بے نیل مرام رہے۔

۲۔ ٹاٹ اولٹ دینا۔ محاورہ ماحنون کا ہے ٹاٹ وہ جس گدی پر بیٹھ جی بیٹھے ہوے بالمرہ لین دین گرھوین کا ٹھہ کرتے ہیں دفعتاً دالانکلا یا نکالا لوگوں کا ہزار دن لاکھوں روپیہ رہ گیا سیٹھ جی محتاج ہو گئے اب اس گدی یا ٹاٹ پر کیا بیٹھیں وہ الٹا پڑا ہے دیا جل رہا ہے جو دیکھتا ہے جان ہاتا ہے سیٹھ جی دوائے گئے پس ٹاٹ اولٹ دینا ماحنون کی اصطلاح میں دیوا لیا ہو جانے کو کہتے ہیں۔

۳۔ ترقی جانا کھو پڑی کا یہ مرکب اللسان ہے۔ ترقی فارسی ترقیدن سے کھو پڑی مہندی یہ لفظ کسی طرح بولی جاتی ہے کھو پڑی ترقی گئی دھوپ یا ہڑتے یا دوائے حارہ سے یا کھو پڑی ترقی جاتی یا ترقی جائیگی مثلاً ٹھیک دہر موسم گرما کی وہ دھوپ ہے کہ کھو پڑی ترقی جاتی ہے یا ایسی کڑکڑاتی دھوپ میں کھو پڑی ترقی جائیگی یا اس چلپاتی دھوپ میں چند یا ترقی گئی یا چم گئی یا یہ دھوپ چمٹنے دیتی ہے بیشتر عورت کے محاورے ہیں۔ بجائے چٹکے جسکے معنی کھٹنے کے ہیں چمچ اور ترقی رد وین استعمال ہے ۴۔ چہر غٹو اور چہر غٹو عوام یا ناریوں کا محاورہ ہے یعنی پھانس لینا اپنے بھندے میں لے آنا اپنا شفقت کر لینا بظاہر اردو ہے اور وجہ سمیہ ذہن میں نہیں آتی۔

۵۔ چہر قناتیا اسکی پوری تشریح میں طوالت ہے مختصر یہ کہ ایک شخص سخی کو کاہنڈت کسی لہجہ کا وزیر تھا بطور اعزاز بلکہ یہ کہنا چاہیے موجد عیاشی اور سچا قسم کی عورتیں اور چار قسم کے مرد افعال کر دار ڈیل ڈول در کچھ محاسبات پر فرار دیے ہیں یعنی بد منی عورت اسکا جو ٹکے چوماؤد جزیری عورت اسکا جو ٹکے کر دکھا مڑا ور ہستی عورت اسکا جو ڈیل ہو سیامرد اور سنگھنی یا ڈنگھنی عورت اسکا جو چہر قناتیا مردیہ عورت اور مرد سبے بڑا در قبیح فعل کر دار اطوار چال چلن خصائل حرکات ڈیل ڈول صورت شکل رکھتے ہیں اور مغلان مرد و عورت مذکورہ کے قوال میں سیکڑوں قسمیں ہو گئیں۔ پس چہر قناتیا قبیح فعل والے مرد کو چاہے آئین پوے پوے شرانط قبح انہوں مثلاً کہہ بیٹھتے ہیں۔

دبائی آئندہ، ٹریا

بیض

۱۹۲۲ء

ملاحظہ ہوا دیب اُردو بابۃ جولائی ۱۹۲۱ء

جولائی کے ادیب میں سوال یہ تھا ”رُشاک کے شعر میں بیض ہوتا کے کیا معنی ہیں۔
دکھایا جب کلام مدحت چشم دید بیضا کسی پر بیض ہوتا ہے کسی پر صاد ہوتا ہے
جنوری ۱۹۲۲ء کے ادیب اُردو میں جو مضمون جناب لمہ کا شائع ہوا ہے اس کا
خلاصہ یہ ہے بیض ! وہ علامت ہے جو مدار کے ختم ہونے پر بائیں شکل (ص) بنائی جاتی
ہے تاکہ دوسرا شخص اس میں کچھ اضافہ نہ کر سکے ۱ فرد میں عبارت کے ختم پر
بھی یہ علامت بنادیتے ہیں جس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اب آگے کوئی عبارت نہیں ہے
— ان معنوں سے شعر کا مطلب واضح نہیں ہوتا۔ جناب لمہ غور فرمائیں۔

نشر

امور مشورہ طلب

از مولف انور اللغات

- ۱۔ تان پلا دگو یون کی اصطلاح، کس کو کہتے ہیں۔ (دنیوی عالم)
- کس قیامت کا تان پلا ہے جسہ آداگون کا صو کا ہے
- ۲۔ تام لوٹ۔ کس زبان کا لفظ ہے۔
- ۳۔ لمپک۔ کس زبان کا لفظ ہے۔ ہندی لغات میں نہیں پایا گیا۔
- ۴۔ تے پڑنا۔ کے کیا معنی اور محل استعمال ہے۔ (دفرہ) گھر میں چھپے بیٹھے ہیں ہاں
قرضو اہون کے تے پڑے آبرو پر بانی پھر گیا۔



زمانہ

ملک میں اس وقت تک بلابالغہ سیکرڈون رسالے شائع ہوئے لیکن کسی رسالے نے اتنی مسرت نہیں پائی جتنی ہم عصر زمانہ کانپور نے۔

زمانہ کانپور سالانہ سے برابر ملک کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ منشی دیا نرائن صاحب نگہ یقینی شکریہ کے مستحق ہیں جنکی اڈیٹری میں ہم عصر مذکور زبان اردو کی سچی خدمت انجام دے رہا ہے ہماری دلی دعا ہے کہ

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس برس
مضامین دلچسپ لکھائی چھپائی معقول۔ دو کے تیرے مہینے رنگین تصاویر باوجود
ان خوبیوں کے قیمت پانچ روپیہ و آٹھ روپیہ سالانہ۔
شائقین ادب منیر صاحب رسالہ زمانہ کانپور کے پتے سے درخواست خریداری اس فرمائیں۔

ادیب ناگپور

یہ ماہوار رسالہ ناگپور سے مولوی محمود علی انصاحب فاضل ہندی کی اڈیٹری میں نہایت بے پناہ شائع ہوتا ہے۔ مضامین دلچسپ اور زیادہ تر تاریخی ہوتے ہیں اس پر آشوب زمانے میں ملک اس رسالے کی اشد ضرورت ہے۔ قیمت رسالے پر درج نہیں شائقین منیر صاحب ادیب ناگپور سے خریداری کی درخواست کریں۔

نقاش

یہ رسالہ حضرت عزیز بدایونی کی اڈیٹری میں جنوری ۱۹۲۲ء سے نکلتا شروع ہوا مضامین گو مختصر ہیں لیکن نہایت دلچسپ ہیں۔ خصوصاً اڈیٹوریل مضمون نہایت قابلیت سے لکھا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی بھی معقول ہے۔

ہم نقاش کا دل سے خیر مقدم کرتے ہیں مبادعا کرتے ہیں کہ خدا اسکو پروان چڑھائے اور ضرور اسے محفوظ رکھے۔ قیمت چار روپیہ سالانہ ہے مولوی غلام سعید صاحب نجی منتظم اعزازی دفتر نقاش بدایون کے پتے سے خریداری کی درخواست کیجئے

روح سخن

تضمین بر غزل امیرنیا

نشاۃ صحبت اہل دیا رکھو بیٹھے سرور بزم مے دیگبار کھو بیٹھے
غرضکہ زندگی مستعار کھو بیٹھے بتوں کے عشق میں ہم جان لار کھو بیٹھے
عجب امانت پروردگار کھو بیٹھے
ہے کسی۔ ابھی سیکھو۔ ہوئے ہو کس قابل حضور ہے فن تیرا فگنی بہت مشکل
بھلا کب ایسی جگہ چوکتا کوئی کال سرخ رنگ نگو آچکا تھا طائر دل
تم آنکھ پھیر کے اپنا شکار کھو بیٹھے
بڑے ریاض سے اتنا اجتماع رنگ اپنا انیس صحبت تنہائی ہر گھڑی رہنا
کہیں کا بیخودی شوق نے ہمیں نہ رکھا لیا جو خواب میں ہو سہ تو یا جاگ پڑا
تمام عمر کا ہم اعتبار کھو بیٹھے
غم فراق کی ہوتی کبھی تو طے منزل نشا نہ ہوتے نہ سفا کیوں کے یہ بیدل
امیدیں خاک میں اہل وفا کی سب گین مل سوال وصل کا کرنے سے یہ ہوا حاصل
کہ آسرا ترے امیدوار کھو بیٹھے
خرام ناز حسینان شوخ چشم و شیریں شکست شیشہ زدگی صد گہر تا شیر
کہ طرز نالہ کشی سلیم غم تصور ادا وہ کون تھی جس پر ہوئے امیر فقیر
ذرا سی بات میں صبر و قرار کھو بیٹھے
(خواب حافظ سلامت اللہ صفا)

حضرت رضا فرنگی محلی

چھوٹے گئے ہیں کلنے جب سیر کی ہے بن کی رہ رہ کے یاد آئی راحت مجھے وطن کی
ہم کیوں کہیں نہ کو سو کیا تم نہیں سمجھتے میٹھے گی اک برائی سو خوشیاں دہن کی

ہنس ہنس کے آج باتیں کرتا ہی کون کس سے
 دریاے خون روان ہوا آنکھوں سے اُس گلی میں
 اُس ترک کی گلی میں توڑا ہے دم ترپ کہ
 اُس بُت کے دست نازک ہوتے مری نظریں
 غربت میں کون دیکھے تیشہ کی تیز دستی
 ہم اپنے دل کا قصہ محفل میں کہہ سنا لیں
 آئے ہیں بیغرض کب مرقد میں یہ فرشتے
 زور جنوں کے ہاتھوں دہ آج بڑیاں ہیں
 تھا ایک ہاتھ میرے سینے پر اک گلے پر
 تربت پہ کس ادا سے روتی ہے آج لیٹے

کیا خوب ہی کے مرنا قسمت میں لے رہا ہے
 تعریف کر رہے ہو کیون تم حسب ذوق کی

حضرت علیؑ لیگانوی

وہ دیر میں چھپیں کہ چھپیں خانقاہ میں
 دل بقرار ہے کسی ظالم کی چاہ میں
 جس سے ملائی آنکھ اُسے تسخیر کر لیا
 نقشہ کھینچا ہے آنکھوں میں ربے علیؑ
 شوجی ہے عمر وہ بھی ہے مردّت مگر نہیں
 اوس نے نہیں کے لیے میں ہاں کا دیا ثبوت
 عشاق پھونک پھونک کے رکھا کہ بن قدم
 دل لے گیا مرا مجھے بسمل بنا گیا
 پر دماغ دل مرا جو نہیں ہے نہیں سی
 مشتاق دید حسن کو سیری کہاں نصیب
 غیروں کو اپنی ہزم میں تو نے دیا (دماغ)

جلوے عیان ہیں اُنکے ہماری نگاہ میں
 بسمل ترپ رہا ہے مگر قتل گاہ میں
 جادو بھرا ہوا ہے ہون کی نگاہ میں
 جتنا نہیں حسین کوئی اپنی نگاہ میں
 اتنی فقط کمی ہے تمھاری نگاہ میں
 اقرار بھی ہوا تو رہا اشتباہ میں
 کانٹے بچھے ہوئے ہیں محبت کی راہ میں
 دو کا مگر گیا ہے کوئی اک نگاہ میں
 روشن ہے کیا پر آپ کی زبان بہاہ میں
 آنکھیں بھی ہوئی ہیں حسینوں کی راہ میں
 ڈرے ہیں آفتاب تری جلوہ گاہ میں

ناز و داد و عشوہ و غم نہ ہے جانستان بالکا ہر اک ہے حسنِ بتان کی سپاہ میں
 اندر سے بھر یا زمین یہ بے لہذا عتی نالے میں ہے اثر نہ ہے تاخیر آہ میں
 شوخی بھی ہے اد بھی نزاکت بھی ناز بھی کس بات کی کمی ہے تری جلوہ گاہ میں
 کیا اعتبار حضرت عالج کے زہد کا
 ہیں آج سیکرہ میں توکل خانقاہ میں

حضرت ہادی مچھلی شہری

اک عجب ہستی محبت میں ہمارا دل بھی ہے موج طوفانِ خیز بھی ہے دامنِ ساحل بھی ہے
 رورہا ہے خون کے قطرے بجائے اشکِ غم سو گواروں میں ہمارے خنجرِ قاتل بھی ہے
 ختم ہو تا ہی نہیں افسانہ مرگ و حیات سخت جانی سے پریشان ہیں بھی ہوں قاتل بھی
 دیکھ لیلے کا نہ ہو بد نام لے مجنونِ حجاب خانہ دل میں ترے گنجائشِ محل بھی ہے
 رہ نہیں سکتی ہمیشہ ایک حالت پر خوشی حاصلِ امید سچ پوچھو تو بے حاصل بھی ہے
 خود مری حالت ہے تیری کج ادائی کی معین باعثِ محرومیِ دل اضطرابِ دل بھی ہے
 بیخودی بھی ہے دوزخِ مدعا کے ساتھ ساتھ فائزِ منزلِ تراگم کردہ منزل بھی ہے
 مختلف انداز ہیں میرے دوزخِ شوق کے ماہر بھی قاطع راہ سرِ منزل بھی ہے
 کرتوں میں وعدہ فردا کا تیرے اعتبار تیرے پہلو میں مگر نا آشنا اک دل بھی ہے
 وصل میں بھی بیکراہِ شوق ہے مجنون کا دل کیا حرمِ مدعا میں پڑوے محل بھی ہے
 انتہائے ناتوانی کا تماشا دیکھئے دورِ منزل سے بھی ہوں ادسا منزل بھی ہے
 کس سے نفرت کیجئے کس سے محبت کیجئے دل بھی ہے سینہ میں نوکِ خنجرِ قاتل بھی ہے
 جھکو گردابِ مصیبت کا ذرا بھی غم نہیں کشتیِ امید کے ہمراہ اک ساحل بھی ہے
 میں نے یہ مانا کہ ہو جائے نقدِ آب پر دل مرا لیکن ادائے فرض کے قابل بھی ہے

عالمِ امید میں ہادی مرا کیفِ حیات ہے
 ہے عدا بھی درد سے اور دلوں میں شغل بھی

حضرت عزیز بلگرامی

کس طرح شکر مجھ سے ہو رہا غفور کا
 رہتا نہیں غرور کسی پر غرور کا
 ہرگز نہ کر خیال ہمارے قصور کا
 چھپتا نہیں ہے خون بھی بے قصور کا
 پروانہ دقون سے ہون میں شمع طور کا
 پا جاؤ لگا پست جو کہیں بھی حضور کا
 پھل ہکو مل گیا ہے خود اپنے قصور کا
 دکھلا دوں لطف آپ کو شور و نشور کا
 کیوں آپ دل دکھائیں کسی بے قصور کا
 خواہاں نہ ہوں بہشت کا طالب نہ حور کا
 کس نے پڑھایا تمکو سب دن و رات دور کا

ہر دم خیال رکھتا ہے مجھ پر مقور کا
 اترا کیے نہ حسن دور و زہ پر اسقدر
 لکھ تو نگاہ اپنی کر بھی یہ اسے خدا
 سر چہرہ کے ہوتا ہے لہو بے گناہ کا
 روز ازل سے عطر کی ہے وحدت کی لیں آگ
 لپٹو لٹکا جا کے حشر میں قدم سے یا رسول
 دل دیکے اپنے آپ کو رہا د کر دیا
 کھینچو اٹھ دوں بغیر تو حسبہ زمین
 کیوں خون بہائیں آپا کسی بے گناہ کا
 تیری ہی دید کی ہے ہوس نہکھو یا خدا
 کس نے کھائی تمکو خدا احساؤ جاؤ کی

ہو حشر تو کر و میں گل انکا اے عزیز
 ہر سے انتہا ہے آواز مود کا

حضرت انجمن از بمبئی

دہا آخر کو را از الفت بہمان عیان ہو کر
 نکلتے ہاتھ اب تیغ ادا کا ہر بان ہو کر
 رشک اشک آنکھ سے گر اٹھی گراں ہو کر
 ستم کیر تاسے کوئی بھی کسی پر مہربان ہو کر
 نظر کی طرح بتلی میں رہو سبے نہان ہو کر
 قیامت اور بھی ڈھائیگا ظالم جو جان ہو کر
 دہا آوارہ میں برسوں غبار کا رولن ہو کر
 کہ نکلا جاتا ہے یہ راز غم مخم سے فغان ہو کر

فی ہولی آن و سب اشک حسرت نے روان ہو کر
 تو بہتا ہوں رہوں کہنک میں قاتل نجان ہو کر
 سبک اتنا ہوا فرقت میں تیری ناتوان ہو کر
 جھین افسانے کہد و تھیں پر نصفی عثیری
 اگر دیسا ہی پردہ ہے مری آنکھوں میں آجاؤ
 ابھی سے عالم غفلت میں ہیں یہ شوخیان تیری
 نہ پایا تھا نہ پایا آج تک تیرا نشان میں نے
 مدد لے ضبط الفت لہ دے بخودی ہوتو

یہ آنجمن فیض ساتی ہے کہ اک ساغر کے پینے سے
 کھلے راز و دو عالم دلیر میرے سب عیان ہو کر

۱۰۰۶
 ۷۶
 آتشوب زمانہ دلربائے سخن ست غارتگر ہوش باجراے سخن ست
 آزادہ دلاں اسیر دم دگر ند یگانہ خلق آشنائے سخن ست

ادیب اردو

مرتبہ

خاکسار نور الحسن نیر بی لے ال ال بی

مقام اشاعت دفتر نور اللغات پٹانانالہ لکھنؤ

باہتمام

کتاب خانہ
 جامعہ اسلامیہ
 لاہور

حامد حسن علوی منیر

قیمت سالانہ قسم اولی
 قیمت سالانہ قسم دوم

نیر پریس پٹانانالہ لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

نمبر	کیم مئی ۲۲ء عیسوی	جلد
------	-------------------	-----

- | | |
|-----------------------------|------------------------------|
| (۱) یورپ کے مردم خیز قصبات | (۵) بول ہپال محاورہ النخ |
| جناب مظفر حسین صاحب سلیمانی | ۲۲ جناب طاہر محسن |
| (۲) جوابات امور مشورہ طلب | (۶) اقوال نادرہ |
| حضرت شادان بلگرامی | ۲۳ جناب سید وزارت علی صاحب |
| (۳) بلبل | (۷) انتخاب اودھ پنچ |
| ترجمہ | ۲۵ ماخوذ |
| (۴) پچھلے پچاس سال النخ | (۸) روح سخن |
| جناب نقی عبدالرفیع صاحب | ۲۹ سان الملک حضرت ریاض وغیرہ |

۲۵۷
۲۷۲

تور للغات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادیب اردو

نمبر ۵ جلد ۲ ————— مئی ۱۹۲۲ء

پورب کے مردم خیر قصبات

نمبر ۲

میر غلام علی آزاد بلگرامی
سلاطین اسلام کی آمد سے ہندوستان کے
جن جن مقامات میں علم کی شعلیں پھیلنے لگیں
اولیت کا فخر بلگرام کو بھی حاصل ہے۔ بارہویں صدی تک بلگرام علماء شیعہ اشاعت کا
معدن اور تصنیف و تالیف کا مخزن رہا۔ علم و فضل سے جو شہرت بلگرام کے حصہ میں
آئی وہ دوسرے قصبہ کو میسر نہ ہوئی۔ بلگرام کے کسی شاعر شیریں زبان نے ببل شیراز
کی خوشنوائی یاد دلادی اور کسی فاضل خوش بیان نے کوس لمن الملکی بجا کر اپنی قابلیت
اسکے عالم میں بٹھا دیا۔ میر عبد الجلیل علامہ اسی فضیلت کو اپنے وطن بلگرام کی طرف
دعا کرتے ہیں۔

ادیب بلگرامی کو ثمرہ و آفتاب جامی آب گل میں کہ فیض عالم است از خطہ پاک بلگرام است

جن نفوس سے بلگرام کو فخر و ناز حاصل ہوا ان میں ایک مولوی سید غلام علی آزاد کی بھی ذات ہے۔ میر آزاد بلگرامی باعتبار قابلیت و تصنیفات کے وہ شخص ہیں جو ہندوستان میں اپنی نظیر نہیں رکھتے جو مقبولیت ان کی تصنیف کو حاصل ہوئی وہ کسی پنجشم کو نصیب نہ ہوئی۔ فارسی تو ان کی زبان ہی تھی اس میں کمال تھا لیکن باوجود ہندی نژاد ہونے کے عربی میں وہ قصائد لکھے کہ اہل عرب نے جو ہمارے لئے کورس مرتب کیا اس میں میر آزاد کے عربی قصائد داخل کئے مکہ معظمہ اور مصر میں آزاد کی بعض تصنیفات پڑھائی جاتی ہیں۔ فارسی دیوان کے علاوہ غزلی دوا دین میں تین ہزار اشعار موجود ہیں۔ بیشتر قصائد حضور شریف صلم کی نعت میں لکھے اور حسان الحداد کے لقب سے ممتاز ہوئے ذی علم ادیب بھی گزرے مگر میر آزاد کے دماغ کو علم سے بالطبع مناسبت تھی ہر فن کو بخور دیکھا اور اس کی تہ کو پہونچے۔ تصنیفات تعدا دین کثیر اور سپر نہایت نفیس اور خوش و زوائد سے پاک اگر نظم میں فصاحت تو نثر میں بلاغت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت امیر خسرو دہلوی اور مولانا میر آزاد بلگرامی کی جدت اور ہمہ دانی پر ہندو ہمیشہ ناز کرتا رہے گا۔ اور یہ خداداد حصہ ہے۔ استغنا اور آزاد نشی کا یہ عالم تھا باوجودیکہ ناصر جنگ شہید فرمان رد اسے دکن میر آزاد کے شاگردی تکلف اور علوم و فنون کے معتقد مگر تازیت آزاد نے اپنی ذات کے لئے ان سے منفعت حاصل نہیں کی ورنہ زور و جاگیر و منصب جو چاہتے حاصل کر سکتے تھے۔ تاہم نخی مادہ نکلنے میں بھی میر آزاد کو جو ملکہ تھا وہ عدیم المثل سمجھا جاتا ہے و حقیقت آپ نے وطن بلگرام کا نام روشن کر دیا۔

میر آزاد کے مورث اعلیٰ سید محمد صفرؒ خواجہ قطب الدین بخیار کاکی کے مرید اور سلطان شمس الدین التمش بادشاہ دہلی کے امراء سے تھے سید بہ صوت نے سلطان محمد درج کی حکم سے بلگرام کو ایک سرکش راجہ سے جبکا نام سری تھا چھین کر اپنے قبضہ میں کیا اور وہ اپنی جماعت کے سکونت اختیار کی اس واقعہ کی تالیف نفاذ خداداد سے نکلتی ہے سید محمد صفرؒ سادات واسطی سے تھے انہوں نے بلگرام میں قلعہ بھی تعمیر کیا تھا اور ۳۱ برس بلگرام کی حکومت کر کے ۸۵۰ ہجری میں رحلت کی۔

بلگرام کے سادات واسطی آپ ہی کی اولاد میں ہیں۔ میر آزاد بھی ان میں سید محمد صفرؒ

کی نسل سے عالم طور میں آئے۔ ۲۵۔ صغیر المظفر سلسلہ ہجری روز کیشنبہ کو میر آزاد بلگرام کے محلہ میدان پورہ میں پیدا ہوئے اُن کے والد ماجد کا نام سید نوح ہے وہ سید ذیشان کی اولاد امجدین ہیں آزاد کے تانا سید عبد الجلیل علامہ استاد دیکٹے روزگار گزرے۔ درسیات کی تحصیل میر آزاد نے بلگرام کے مشہور فاضل میر طفیل محمد سے کی اور عروضِ آداب کو اپنے مامون میر سید محمد سے حاصل کیا باقی لغت و حدیث جملہ علوم میر آزاد نے اپنے تانا سید عبد الجلیل علامہ سے بلگرام و دلی میں ساتھ رہ کر ختم کئے تانا سید ہونا نواسہ کی غیر معمولی استعداد و طباعی و یکمک خوش ہوتے اور اکثر کہتے تھے میری یادگار ہو گئے فارغ التحصیل ہونے کے بعد میر آزاد واپس آئے اور عرصہ تک بلگرام میں رہے۔

آزاد کے مامون میر سید محمد بادشاہ دہلی کے میر بخشی و دقائع نگار تھے اور اندون صوبہ سندھ کے مشہور شہر سیوستان کی دقائع نگاری پر متعین تھے۔ میر آزاد اُن سے ملنے گئے جب یہ دہان پہنچے تو مامون نے اپنے وطن بلگرام کا رخ کیا اور آزاد کو دہان اپنا قائم مقام چھوڑا چار برس تک میر آزاد دہان رہے واپسی کے بعد بلا طلاع والدین حجاز کا سفر کر دیا نہ زاد زاد کوئی رفیق ہمراہ ولولہ فغوق سے باد پہ پھامی پر آمادہ ہو گئے اور صحرا نور دمی نے پیردن میں آبٹے ڈال دیے۔ میر آزاد کے چھوٹے بھائی سید غلام حسین و غصونہ دھنے لگے مگر انکا پتہ نہ چلا یہ جنگل طے کرتے ہوئے سرخ پہونچے بیان نواب آصفجاہ نظام الملک والی دکن لشکر ڈالے ہوئے مرہٹوں سے جنگ کر رہے تھے آپ کو دربار آصفجاہی میں رسائی حاصل ہوئی اور نواب آصفجاہ نے زاد راہ کا انتظام کر دیا۔

۳۱۔ محرم ۱۲۸۵ ہجری کو مکہ معظمہ پہونچ گئے چند روز بیان رہ کر مدینہ منورہ کا رستہ لیا میر آزاد نے لڑکپن میں سید المرسلین کو خواب میں دیکھا تھا اور جب سے مدینہ منورہ کی حاضری اور مدینہ اقدس کی زیارت کا ذوق دیکھو بچپن کر رہا تھا۔ القصہ ۳۶ برس کی عمر میں مدینہ طیبہ پہونچ گئے۔ شیخ خیات سندھی ہماجر سے علم حدیث کی سند حاصل کی۔ مسیح ربوبی میں شب بیداری کرتے اور بخاری شریف کے مطالعہ میں مشغول رہتے۔

اسی حالت میں یہ غزل لکھی۔

نود جلوه اعجاز شمع مطلبی غامد شمع شہر بلوہی فدک نصیب ادبی عقیق شوم کہ کو رنگ دیش علاج تشنبہ لی
زیارت تو کند آفتاب شب بیدار و در جہان جلوزیر باغ غری ز بسکہ دن نکست تو آسافہ گرفت رنگ زکات ز شیشہ جلی

خوش من مغلزار باغمان کریم نصیب مقام کن جلالت رملی باغباب بنوے رساندہ ایم نسب تو میں زندہ باد وید نور محمد بنی
بلک ہندو میں نسبت مولیٰ آتا کہ کرد ورت میں شکر لب مولیٰ

آٹھ ماہ مدینہ منورہ میں حاضر رہے اسی مدت میں حج کا زمانہ آگیا اور میر آزاد خانہ کعبہ کی طرہ
ردانہ ہوئے بعد ازاں فرخ علی شیخ عبد الوہاب مصری محدث سے حدیث شریف پڑھتے
رہے انہیں ابام بن طاہر کئے اور وہاں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے
مزار پر حاضر ہو کر حسب حال یہ اشعار کہے۔

اوصیاء ہزار سپر غمی - خاکان دہنم از بخت ناسی اکوہم خوتا شہین طین را ہر سہج گل ادب گل عباسی
میرزا آزاد نے اسفر کی تاریخ (سفر خیر) اور واپسی کی سفر خیر سے بھائی - اس کے بعد حجاز
ہو کر سورت وغیرہ ہوتے ہوئے آزاد اردنگ آباد دکن میں آئے اور وہاں باباشاہ
ساز نقشبندی کی خانقاہ میں مقیم ہوئے - ایک مدت تک گوشہ نشینی اختیار کی -
میر آزاد کو سفر سے طبی شوق تھا اکثر دکن کے شہروں کی سیر کرتے - خانقاہ مذکورین
سات برس تک قیام کیا -

تصنیفات میں سرود آزاد - ید بیضا - مژد اکرام - خراؤ عامرہ - روضۃ الاولیاء -
سمیۃ السادات - شرح بخاری شریف - غنوی طلسم اعظم - سحۃ المرجان -
غزلان السند - دیوان عربی و فارسی - نثر و نظم میں نایاب روزگار کتابین لکھیں -
حضرت آزاد کی تصنیف میں چند باتیں قابل غور ہیں جو ادیب مصنفین کے بیان نہیں
ملتیں اول مختصر نویسی کے فن میں خاص مہارت حاصل تھی طول نہ دیتے دوسرے
ہندوستان میں واقع نگاری کا چرچا پیشتر بالکل نہ تھا سب سے پہلے انہوں نے
علما شعر اصحا کے حالات لکھے جسے وہ انھیں تابقاے روزگار زندگی پا گئے ورنہ
بہت سے علما فضلا جیسے تذکرے مرتب نہ ہوئے وہ گنہا میں پڑ گئے، آج ان کو
کوئی جانتا بھی نہیں - شعر کے حالات اس پیرایہ میں لکھے جن کے اندر نقاد کی کوتاہی
پہاں ہیں میر آزاد فارسی، عربی کے ساتھ ہندی بہا شاذ بان کے بھی محقق و ماہر ہیں
سحۃ المرجان میں انہوں نے اپنے انتقال زمینی سے بہا شا کے خیالات اور صنایع
عربی زبان میں منتقل کئے اور ۲۴ مصنفین مثل شبہ البرہان وغیرہ قائم کی ہیں -
یہ بھی میر آزاد ہی نے لکھا ہے کہ یہ مصنفین بجز ہندی زبان کے عربی فارسی میں نہیں

پانی جاتین۔ ہندی بھرون کا عربی بھرون سے مقابلہ کر کے یہ بتلایا کہ ہندی بھرون اکثر عربی فارسی سے مختلف ہیں لیکن بھرتقارب بھرسرلج ہندی میں بھی ہے لیکن یہ فرق ہے کہ ہندی میں بعض بھرون ایسی ہیں جنکا قافیہ مصرع کے آخر کے بجائے وسط میں آتا ہے اور باوجود اس کے پھر بھی مطبوع اور دل پسند ہے۔ آزاد عربی کے بہت بڑے ادیب تھے۔

خزانہ عامرہ میر آزاد نے جب ان کی عمر ۶۱ سال کی تھی ۱۲۸۷ ہجری میں تصنیف کیا تھا۔

صمصام الدولہ شنوار خان مدار المہام سلطنت اصفیہ نے جب تیاریخ ماثرا لامر لکھنا شروع کی تو میر آزاد کے لئے بلگرام سے اورنگ آباد تک کہارون کی ڈاک کا انتظام کیا صمصام الدولہ جب ایک جنگ میں شہید ہو گئے اور کتاب کے اکثر اوراق پر آئندہ ہو کر ضائع ہو گئے تھے آزاد نے اس کتاب کی تکمیل و ترتیب دی علاقے ابو الفضل نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم قطب الملک عبداللہ خان امیر الامرا حسین علیا وغیرہ کے حالات شامل کئے میر آزاد ہی کی قابلیت و تحقیق و دماغ سوزی کا یہ نتیجہ ہے کہ اسلامی تیاریخ میں ایسی عزیز الوجود اور نادر کتاب دیکھنے میں آتی ہے جس کی نظیر عربی زبان میں بھی نہیں ملتی۔ بابر بادشاہ کے عہد سے تازہ وال سلطنت تیسویہ جتنے نامور عہدہ دار اور اہل منصب گزرے ہیں سب کے حالات قلمبند کی گئے ہیں۔

میر آزاد کے دستوں میں شیخ علی حزمین بھی ہیں جو اس زمانہ کے بڑے عالی دماغ و مشہور شاعر تھے انہوں نے اپنے قلم کی نغمی ہوئی غزلیں میر آزاد کو تحفہ دین خان ابو والد اغستانی ملا نظام الدین۔ محب اللہ باری ان کے ہم جلس و ہم عصر ہیں ان میں ہر ایک فاضل نکتہ سخن پیکتا ہے روزگار ہے۔ میر آزاد میں کریم النفس و ہمدردی کا مادہ بھی بہت تھا۔ چنانچہ نور العین واقف جو ان کے یار تھے انہوں نے اورنگ آباد سے ہندوستان کا سفر کیا اٹھارے راہ میں ڈاکہ پڑا جو اسباب زور و نقد عقالت کیا واقعہ نے اپنے تاریخی کلر خط لکھ کر قاصد بھیجا آزاد جب اس واقعہ سے واقف ہوئے تو اپنے دوست واقف کو چند ڈوی کے ذریعہ سے روپیہ بھیج دیے۔

کلام میر آزاد

دل پرانہ آزاد اور آباد کن پاس ہر پلوسے کو شعر آواز غنائی بھادین چن آواز آخرت کی ہے چمن دھن بھان بک بھہر بھل
چھوڑا حلقہ احباب میری برلا مکن برآخذ ابچرخ نقل را آواز رنگ بوجھن کرد عادت کم فرصتی بزدگی مستعار ما
آخر شود کند غزال رسیدہ آزاد رشہ نگ انتظار ما روز بھاجت اثرن بزمان آفتیکہ گاہ سر لریز فکر را ویت
دے کہ آئیکہ ہر احمد عربی است درون خانہ چرخ و شیشہ ملی

سید نور محمد حسین - میر آزاد کے صاحبزادہ تھے ان میں بھی اپنے لائق باپ سے
مورثی طور پر موزون طبعی کا مادہ پہونچا تھا یہ انہیں کا شعر جو

بے انیسے آدمیم از خانہ دنیا بروں غ چون شرر نہن سفر کردیم از خدا بروں
امیر حیدر سید نور محمد حسین کے فرزند میر آزاد کے پوتے بھی بالطبع شاعری سے
دلچسپی رکھتے تھے صرف ایک شعر انکا بیان نقل کیا جاتا ہے

ردود دولت زار باب غنا آہستہ آہستہ کہ زائل میشود از س طلا آہستہ آہستہ
میر آزاد کے شاگرد بھی بہت لائق تھے شفیق منشی بھٹی نرائن اور نگ آبادی بھی انہیں
میں داخل ہیں ان کی تصنیفات دو تذکرے شعرا کے ہیں ایک کا نام گل رعنا
اور دوسرے کا شام غریبان ہے یہ شعرا انہیں کا ہے

عاشقان خدمت معشوق سعادت دانشد بال بلبل بچن مروہ جنبان گل ست
سید عبد الجلیل علامہ بلگرامی آپ حسینی واسطی سید ہیں انہیں تیری

میں کمال حاصل کیا سید مبارک اور شیخ نور الحق ابن شیخ عبد الحق محدث دہلوی
کے شاگرد تھے تفسیر فقہ لغت تیاج موسیقی شاعری ہر فن میں دستگاہ کامل تھی
قاموس جولفت کی نامی کتاب ہے علامہ موصوف کو اول سے آخر تک حفظ
تھی شیخ غلام نقشبندی لکھنوی نے جو آپ کے استاد تھے آپ کی خداداد قابلیت و
ذہانت کی تعریف کی سید علی معصوم مصنف انوار الربیع سے بھی اور نگ باؤگن
میں آپ کی ملاقات ہوئی انہوں نے یہ کہا کہ مدۃ العمر میر عبد الجلیل سا جامع کمالات
انسان میری نظر سے نہیں گزرا علامہ موصوف علاوہ علی تحفہ کے متقی اور خدائے
بھی تھے ارکان سلطنت اور نامی امرا آپ کی قدر و منزلت کہتے - عربی - فارسی

ترکی ہندی ہر ایک زبان میں شعر کہتے اور جملہ اقسام میں قادر الکلام تھے طرازی
واسطی - عبد الجلیل - میر عبد الجلیل مختلف مختلف اصناف کے نواب امین الدولہ بہادر
انصاری سنبھلی و قالیع خوان محمد شاہ نواب مصمص الدولہ میر بخش محمد شاہ بادشاہ
وغیرہ بجد اپنی تنظیم کرتے - علامہ مدوح نے کبھی شعر کا صلہ نہیں پایا مگر ایک بار اونگت
عالمگیر شاہنشاہ دہلی کی شان میں یہ رباعی لکھی ہے

کبیر کہ بعد بود عالم پرورد ہے جرم آئینت باز زنجیر زور ذات ز کمال عدل تجو ز کرد آئینت سلسلہ ہم در کشور
جب یہ رباعی بادشاہ موصوف کی نظر سے گزری تو چار توڑے طلائی مہن کے بادشاہ
اورنگ زیب نے شاہزادہ کام بخش کو دے اور شاہزادہ مذکور نے مخلص خان میخوشی
کے ہاتھ علامہ منظور کو بھیجے - اورنگ زیب ابن شاہ بہمان بادشاہ نے قلعہ ستارہ
جو نہایت عظیم الشان و سخت قلعہ تھا فتح کیا علامہ مدوح نے ایک رات میں گیارہ
قطعے عربی - فارسی ترکی ہندی لکھ کر بادشاہ کے حضور میں بگڑا سنے جو بادشاہ
عالمگیر کو نہایت پسند ہوئے اور تحسین فرمائی - فرخ میر بادشاہ کے عقد کی شہنوی
بھی بڑے آب و تاب لکھی جس کے دو شعر لکھنے پر قناعت کی جاتی ہے

شہنشاہ سر پر سر فرازی خدیو عصر فرخ شاہ غازی رخ شہ معصن آیات نور است دلش آئینہ رو کمر و راست
امیر الامرا سید حسین علی خان کی شہادت کا مرثیہ بھی بڑے زوردار الفاظ میں لکھا جسکی
صرف دو شعر دیوانہ بجا ال اختصار درج کئے جاتے ہیں

غدا تم حسین علی تازہ دہر چٹا سادات گشتہ اند مصیبت نفین شہ رستم شان جین بلخان شیشہ از خجورے کہ بود نملن کہیں منہ
اس مرثیہ کے آخر مصرع سے تیاج واقعہ کی لاجو اب نکالی ہے

قتل حسین کردیزید لعین ہند
نظام الملک آصفیہ کی مدح میں ایک قصیدہ بھی لکھا جس کے چند شعر تحریر
کئے جاتے ہیں

صفائی آئینہ آاد بود چندان کہ کمی نماید آواز آنچہ دوید فردا کہم ز دست گہر باراد بود منول نظر فرخ جن کاراد بود حشید
جو اندید اجیر کند بالافلاق بیک کتہ و مہر این سپہر پشت و تا

سلطان کو سیر کی محبوبی و معروفی تخت کا واقعہ بھی بڑی خوش اسلوبی سے نظم کیا جسکا
ایک شعر بطور نمونہ کے لکھا جاتا ہے

بود در حسن آگرہ محبوس با بچہ مفہوم متعجبم

انتخاب اشعار

غزوہ مشکوکہ اہل ایام اہمست در روز سوار شہ کدہ پہ چرخ پادشاہ تبار تو ای سر لالہ در گلشن استاد قو بکت در پہالہ پا قوت
شام غم اور سوار نامہ پیمان کو (م) صبح نشہ ہار صحنہ کتب ما بحر مدح کان نہ از چشم بیار غمخوای۔ بلاگردانی بر گشتہ در گمان ملک
تاجن تر اشل تو اربست مست مدد ہم شب کا گئے اور بخت۔ از سینہ پر سوز من احوال چہری بر تو من سوختہ طو بار بدست
بیوفی کنہ فرات از جنش بود زانہ کہ کلید رخسار بدست و یکہ در بکام دل عاشق ز غمخ ساقی نیک جام نگویند بدست
زلن یہ چیل بن غزل چو گہر منشد کو راگ ز ابر گہر بار بدست

ہندی کلام مجی علامہ محمد وح کا بہت اعلیٰ درجہ کلیتہ ہندی بہا شا اپنے
ہری نیشن مصر بلگرامی سے پڑھی ہے کیا خوب فرماتے ہیں

سور ٹھا۔ کہوں کہان و مجید پیارے تیرے چہرں کو: جہاں وان جاتی چیدہ جن بکھرت جاگیرے

اے پیارے میں کہاں تک تیرے قدموں کے اوصاف بیان کروں پہلے بھر جا
ہو تم ہی جہاں سے سینے میں غم سے سوراخ سوراخ ہو گئے۔

میر و۔ تنک دبا کے چنے موز پکار پچل اور چوٹی کو تنک ہی ناؤ (ترجمہ) نظر ترجمہ سے

ذرا سا بھی دیکھ لیجئے تو میر ایڑا پار ہو۔ پانی پر چوٹی کو ایک تنکا ہی سہارا
پھر علامہ صاحب فرماتے ہیں

بہر کٹ لکھ من تھا کیونہیں آیاؤ برہن کاہ نہ بورے اُلٹی ناؤ
ترجمہ دل بے دست و پا برد کو دیکھ کر تنک گیا اور کچھ زور نہیں چلتا عاشق کیونکر
نہ ڈبے ناؤ الٹ گئی ہے (ابو کی تشبیہ اُلٹی ہوئی کشتی سے زیادہ بہتر ہے)

سو برس کی عمر پر علامہ عبد الجلیل نے ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۱۷ھ پھری شب ظہر
اور آپ سے محمود باغ میں دفن کی گئی۔

میر سید محمد۔ علامہ محمد وح کے صاحبزادہ فضائل و کمالات میں اپنے

والد بزرگوار کی یادگار تھے باعتبار عربیت و لغت و ادبی اُس عہد میں انکا کوئی نظیر نہ تھا ان کی پیدائش ۳ ربیع الثانی سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں بمقام بلگرام ہوئی تھی بعد تکمیل علوم و قالیع نگاری کے منصب جلیلہ پر منجانب بادشاہ دہلی سرفراز ہوئے تھے مدت دراز تک مخلوق کو در میں دیتے رہے اور اطراف عالم کے طالب علم آپ کے علوم و فنون سے فیضیاب ہوا کئے شاعر تخلص بقاہ شبان المعظم ۱۱۵۵ ہجری میں رحلت کی اور اپنے باغ محمودین مدفون ہوئے یہ

عیسے ذبیض عشق مقام بلند یافت ہموارہ سیر چرخ کند شہسوار عشق پ
نجال خصار ایک ہی شعر آپ کا لکھا گیا صاحب دیوان ہیں۔

اصل یہ ہے کہ علامہ پھر در کا جملہ خاندان علم و فضل سے معمور تھا طوالت کا اندیشہ دامنگیر نہوتا اور فارسی مذاق سے فی زمانہ دلچسپی کم نہو جاتی تو تفصیلی حالات ہر ایک شخص کے لکھے جاتے مختصر طور پر چند حضرات کے حالات حوالہ قلم کوی جاتی ہیں۔ سید قریش علامہ مرحوم کے خالہ زاد بھائی تھے بڑے خوش اخلاق قابل ملاحظہ عجیب تخلص اختیار کیا تھا نواب بہار الملک سر بلند خان کے ہمراہ گجرات گئے اور سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں ساٹھ برس کی عمر بھٹی معہ گھوڑے کے غائب ہو گئے پتہ نہ چلا ایک سید کی مدح میں لکھتے ہیں ۵

محل جان پر کہ زنگار ہمیشہ باشد محل جان پر کہ زنگار ہمیشہ باشد چشم بدور رہا کھینچی نہیں جن آرا کھان این گل احمر باشد میر یوسف علی علامہ صاحب کے لڑا سہ ہیں عالم فاضل صاحب تقویٰ کتب تفسیر تصویب حدیث کے مطالعہ میں مشغول رہتے میرزا مظہر جانجاناں سے نہایت مراسم تھے دہلی میں اکثر ان کی مصاحبت میں رہا کرتے سراج الدین علی خان آرزو سے بھی دوستانہ تھا جب بلگرام میں بیماری سے صحت نہوئی تو علاج کے لئے لکھنؤ تشریف لے گئے مگر وہاں بھی جانبری نہ ہوئی ۱۶ جمادی الثانی سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں جنت المادی کی راہ لی کتاب الفرع الثابت من اصل الثابت مسائل توحید میں خوب کتاب لکھی ہے یہ اشعار آپ کے ہیں ۵

عمون خود کند بشت جبارین نامش فہم زند بلور غبارین قمری بسر ترین من گرم فغان سہل شدہ قد ترانہ مگر ہی بہت دلم ز بعض محل بول شد و سعت غبار آئینہ گردید خود پرستی ما

بلگرام میں بہت سے علمائے کرام اور صوفیائے عظام گزرے ہیں اگر سب کا حال تحریر کیا جائے تو ایک دفتر ہو جائے نا چار بطور ثبوت چند حضرات کا تذکرہ مذکور مقامس کیا جاتا ہے۔

بیخبر میر عظیم الشان صاحب ابن میر لطیف الشان صاحب کا تخلص تھا یہ بھی سادات حسینی واسطی سے ہیں صوفی صاف باطن لذت درد سے آشنا اور دنیا کے بکھیر دین بیخبر تھے آپ کے کلام سے عشق حقیقی کے اسرار نمایاں ہیں ایک تذکرہ موسومہ بہ سفینہ بے خبر آپ نے مرتب کر کے میرزا عبد القادر بیدل دہلوی کے حالات میں اپنا حال بھی لکھا ہے آپ کی کلیات میں قریب سات آٹھ ہزار کے اشعار درج ہیں میر آزاد کے ایک سفر میں آپ کا بھی ساتھ ہوا تھا سلسلہ ہجری میں بمقام دہلی انتقال کیا اور سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الہی کے جوار مزار میں مدفون ہوئے چند شعر آپ کے یہ ہیں۔

سخت زندانی ست ہستی اور خود غافل برآ میشوی پا پند آخر پیشتر زین گل برآ
عشرت درین زمانہ ہیں غفلت ست و لیس می نیست گریہ کام تو لبش نونہ را
آپ کے فرزند نویدش علی نے فقیر تخلص اختیار کیا تھا فقر و شاعری دو لون اپنے باپ سے میراث میں پائی تھیں۔ رباعی قصیدہ غزل ہر ایک چیز آپ کے کلام میں موجود ہے سلسلہ ہجری میں رحلت کی اور میر لطیف الشان صاحب کے ہم پہلو بلگرام میں دفن ہوئے۔

خاک گرد دیدیم دازما آہ سرود برخواست غائب ہستی ز پا افتاد و گردے برخواست
فقیر آنکس ز استغنا نماید آبرو حاصل کہ از دریا بردن بادست خالی چون جلابید
جبہ کن باد دولت فقرائے پسر حاصل کنی نیست این میراث کز مرگ پدر آید بدست
ضمیمہ سیری شیخ نظام نام اور وطن بلگرام تھا شیریں بیانی کے ساتھ صنایع بدائع ان کے کلام میں بہت پائے جاتے ہیں پندرہ ہزار کے قریب اشعار ان کے دیوان میں موجود ہیں سلسلہ ہجری میں وفات ہوئی صرف ایک شعر لکھا جاتا ہے۔

صد تیغ کشیدند ز ہر سو بھیمیری پیوند ہواے تو بدیدن کہ تو اندر
طفیل احمد بلگرامی میر آزاد کے استاد اور اپنے وقت کے مشہور فاضل ہیں گجرات

کشمیر وغیرہ کی پھر سیاحت بھی کی تھی ستر سال تک سندھ رس کی رونق آپ سے قائم رہی
اسلامی ہجری میں رحلت فرمائی یہ شعر آپ ہی کا ہے ۵

چون صورت پر داندہ فانوس خیال کرد ہر شمع گشت دیک ذرہ نسوخت
عارف بلگرامی عنفوان شباب سے شعر و سخن کے ساتھ شوق مقافارسی ہندی دونوں
میں کمال پیدا کیا تھا نمونہ کے طور پر ایک بیت حاضر کی جاتی ہے ۵

مشو براے کبا ہے باتے محتاج چونک از جب گریختن شرار طلب
سید غلام نبی بلگرامی کا ہندی میں تخلص رس لین تھا اور فارسی میں غلام تخلص فرماتی
سید محمد باقر کے فرزند اور علامہ عبد الجلیل کے بہانجہ تھے میرزا منظر جانان دہلوی نے
فن ہندی آپ سے سیکھا موسیقی میں کمال حاصل تھا نواب منصور علی خان صفدر جنگ
کی رفاقت میں جو جنگ افاغنه ہوئی ان میں آپ مقصود انجمن ہو گئے ۶۳ ۵

ہن یہ واقعہ پیش آیا فارسی میں صرت ایک شعر آپ کا لکھا جاتا ہے ۵
دوزخ عشاق باشد سیرخ جانان بہشت باغ نے گل میشود ماتم سراے عندلیب
علوم عربیہ و فارسیہ میں تو عالم تھے ہی مگر ہندی میں بھی یکتاے روزگار ہوئے
آپ کی تصنیف سے رس پر لودہ انکار (بدیع) میں نہایت بہتر کتاب ہے آپ کو
کتب خانہ میں صرت ہندی کے فن بلاغت پر پانچ سو جلد کتابیں تھیں سید صاحب کا کلام
ہندی بھاشا جہان تک نظر پڑا ہے نہایت بہتر فرماتے ہیں ۵

لولا مری بیٹھتی چھتے یہ من ہوت بچار کول مکہ سکھی ناسکت پیاجتون کو بہار
(ترجمہ) نئی مشق تھک کر بیٹھ جاتی ہے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ نازک چہرہ عاشق
کے چتون کا بوجھ اٹھانیں سکتا یہ تخیل ہندی اور فارسی میں مشترک ہے ۵

یتیم چلے کمان موگو گوسا سوپ کے میں گری ہوں قربان ایک تیر جب باجی ہوں
(ترجمہ) پیارے مجھ کو ایک گوشہ کمان کا پر و کر کے چلے میں اپنی جان قربان کر دینگا
اگر ایک تیر بھی مجھ کو لگا نہایت کلام شستہ ہے مگر فارسی کا رنگ غالب پایا جاتا
سید طالب علی بلگرامی نے تخلص رس نایک پسند فرمایا تھا بیشتر یہ کلام شریک گار
(تغزل) میں نہایت بہتر ہے آپ کے کتب بہت خوب ہیں۔

جل کی نہ گشت بہرین ملک کی نہ پگ دہرین گھر کی نہ کچھ کرین سانسوری ایکے

سین لوٹ گئیں ایکے لوٹ پوٹ بہن ایکن کے درگ تے نکھین آے آنسور
کے رس نایک سو برج بنی تخی بدھی بدھک کمان ہائے ہونی کل آنسوری کرے
اپائے بانس ڈارے کٹائے ناہین ادیکین گے بانس ناہین باجی پھر پال آنسوری
(ترجمہ) بہت صاف ہے سید صاحب نے مشہور مثل نہ رہے بانس نہ بچے بانسلی
کی تفسیر کی۔

سید مبارک علی بلگرامی۔ کبت اور دو حصے آپ کے لاجواب ہیں ہندی زبان میں
آپ کا کلام نہایت پر نطف ہے ریخت سنگھ تعلقہ ار ضلع اناؤ نے اپنی کتاب شیونگھ
سروچ میں لکھا ہے کہ سید صاحب کے سیکڑوں کبت ہمارے کتب خانہ میں موجود ہیں
(کبت) کناک برن بال ننگن مست مال موت کے مال اور سوہن بھلی بہانت ہے
چند چڑھائے چار دچند کھی سوہنی سی پر ات ہی رہنا ہے پگو دہارے مسکات ہے
چوند ری دچتر شام سبھی کے مبارک جو ڈھانچے نلک سکھ نے پنٹ سکوجات ہچند ترن
لیٹ کے لیٹ کے نکمت انو دن کو پر نام کے راتری چلی جات ہے (ترجمہ)
سنو نے کے رنگ کا جسم موتی کا مال گئے یں زیب دے۔ ہا ہے جسم میں دھجک
رہا ہے چند چڑھائے چاند سے کھڑے والی دافریب صبح کو نہانے کے لئے
قدم رکھتی ہوئی مسکراتی ہے عجیب چند ری شام سجک مبارک سر سے پیر تک ہک کہ
سوچ رہی ہے بقیہ صاف ہے۔ اب اس جگہ پند لالو فارسی شعر کے نام
و تخلص لکھ کر اسات کا ثبوت دیا جاتا ہے کہ بلگرام میں اشخاص قابل گزری ہیں
اگر کل حضرات کے مفصل حالات و کلام کو لکھا جائے تو ایک کتاب ہو جائے
لہذا اسی پر کفایت کی گئی۔

ارشاد میر دربان علی بلگرامی احسان میر احسان علی بلگرامی غریب شید کرم الشہر
بلگرامی صوفی برادر میر نواز ش علی فقیر متونی سلمۃ اللہ غلام مصطفیٰ ابن شہ
عبید اللہ بلگرامی شہید جنگ احمد آباد ہمدانی نواب مبارز الملک سر بلند خان
مروسیہ اسد اللہ بلگرامی نثار و ناظم متونی سلمۃ اللہ غرضنفر حسین واسطی بلگرامی
شاگرذ صانع متونی سلمۃ اللہ قابل سید عبد اللہ بلگرامی فاضل اجل شاعر اکل
متونی سلمۃ اللہ ہجری۔ (باقی دارد)

(مظفر حسین سلیمان)

جوابات امور مشورہ طلب

مطبوعہ ستمبر ۱۹۲۲ء

آبدست خاندان میرافیس مرحوم و خاندان اجتہاد و قرب و جوارچوک لکھنؤ میں اس لفظ کو مونث بولتے ہیں اور کشمرہ لکھنؤ و بعض اہل امین آباد مذکر بولتے ہیں۔ محلات میں مذکر و مونث دونوں بولتے ہیں مگر گرتانیث کو غلبہ ہے کرنا اور لینا دونوں مصدر و ن کے ساتھ مستقل ہے جناب جلال مرحوم فی مونث لکھا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا کہ اس لفظ کی تذکیر و تانیث کے بارہ میں رامپور میں بحث تھی۔ جناب جلال مرحوم کے صاحبزادہ کمال مرحوم اُس زمانہ میں حیات تھے اور رامپور میں اُن کا قیام تھا۔ میں نے اُن سے اس لفظ کے بارہ میں پوچھا بلا تاویل ارشاد فرمایا مذکر ہے۔ اور دلیل یہ پیش کی کہ جب اُس کے دونوں اجزاء آب اور دست مذکر ہیں تو یہ مونث کیوں ہو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے والد تو مونث لکھتے ہیں۔ فوراً کہنے لگے تو پھر مونث ہی ہوگا۔ مرکب انفاظ کی تذکیر و تانیث ان کے اجزاء ترکیبی کی تذکیر و تانیث پر منحصر ہیں چنانچہ آبرو کے دونوں جزو مذکر ہیں مگر مرکب بلا اختلاف مونث ہے

آنی سے بانی نہ چھوڑی۔ جب کوئی شخص باوجود ملامت و فحاشی و تادیب و پند و سرزنش اپنے عادات و افعال قبیحہ سے باز نہ آئے تو اس محاورہ کو بولتے ہیں۔
 بلوانا۔ بلانا۔ مصادر متعدیہ اردو میں تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) وہ جو اصلاً از رو سے وضع متعدی ہوں جیسے کھانا پینا۔ لکھنا۔ پڑھنا۔ اس قسم کے مصادر متعدی بنفسہ کہلاتے ہیں (۲) جو مصادر لازم سے متعدی بنائے گئے ہوں جیسے جلتا سے جلاتا۔ رونا سے رولانا۔ یہ متعدی بلا واسطہ کہلاتے ہیں (۳) جو مصادر متعدی سے پھر متعدی کر لئے گئے ہوں اس کی دو قسمیں ہیں۔ (اول) یہ کہ وہ متعدی ایک مفعول چاہتا تھا متعدی متعدی بنانے سے دو مفعول کو چاہئے لگا جیسے کھانا سے کھلانا۔

پینا سے بلانا۔ اس قسم کے مصدر میں وقوع فعل کے لیے کسی دوسرے شخص کا ذریعہ درمیان میں نہیں ہوتا۔ (دوسرے) یہ کہ وہ متعدی ایک مفعول چاہتا ہو یا دو مگر متعدی متعدی بننے کی حالت میں وقوع فعل کے لئے کسی اور شخص کا ذریعہ درمیان میں واقع ہو جیسے لکھنا سے کھانا۔ لکھوانا۔ اٹھانا سے اٹھوانا بلانا سے بلوانا ان پر دو اقسام میں سے قسم اول کو متعدی متعدی اور قسم ثانی کو متعدی بالواسطہ کہنا انسب ہے۔ پس بلانا متعدی بلا واسطہ اور بلوانا متعدی بالواسطہ ہے۔

پاخانہ۔ پاتے خانہ۔ بیخانہ۔ اول وسوم بمعنی بیت الخلاء اجابت کثیر الاستعمال۔ ان میں اور ثانی صرن بمعنی بیت الخلاء اور ان دو سے قبیل الاستعمال۔ ان تینوں لفظوں کی صورت فارسی ہے مگر فارسی نہیں ہیں۔
سید احمد صاحب دہلوی مولف فرہنگ آصفیہ نے ان کو بصورت فارسی ہونیکے وجہ سے فارسی لکھ دیا ہے۔

آہر۔ تھر۔ جب کوئی شخص قریب الموت ہو۔ اور دوست اجاب دیکھنے آتے ہوں کوئی مسالج کو بلانے جاتا ہو۔ کوئی دو اباتا ہو کوئی اس مریض کی تیمارداری میں نہایت غرضکہ ایک ہنگامہ بپا ہو تو کہتے ہیں کہ فلان کی آہر تھر ہو رہی ہے۔

مجھے دو دن طرح سمجھانا آتا ہے بید سے بھی لبید سے بھی۔ یعنی تادیب و سزا و قیل و کثیر دونوں سے سمجھا سکتا ہوں۔ بید فارسی زبان کا لفظ ہے جسکو اردو زبان میں بینت اور فارسی و عربی میں خیزران اور کمر نیزی میں (came) کہتے ہیں اور لبید اردو میں از روے اصل لبید اٹھا (ایک موٹا ڈنڈا) مگر بمقارنت و مجاہزت و تقفی لفظ بید بعد مذنب لبید کر دیا گیا ہے۔
پچھوانا (دریافت کرانا) کھلوانا (پیام دینا) لکھوانا (فصحی بولتے ہیں)۔

(الف) بھگت مان۔ زیادہ تر۔ بھگت دان بھی فصحی کی زبان ہے (ب) بھرتی بھرتا بھی بولا جاتا ہے۔ مگر ادنیٰ طبقہ دان اور سار کی زبان سے۔ کسی رقم میں اگر کمی واقع ہو جائے لیکن اس کمی پورا کرنے والے کے نزدیک اس کے پورا کرینیکا استحقاق اسکو نہ ہو یا کمی ہی تسلیم نہ ہو اور پھر بھی وہ کمی پورا کرنا اسپر لازم ہو جائے تو کہتا ہے کہ بھرتی بھرتا پڑی۔ بھرتی بھرتے ہیں۔

جب سے کہ ادیب اردو شائع ہوا ہے میں اکثر امور مشورہ طلب کے جوابات لکھا کرتا تھا۔ مگر اکتوبر سے اپریل تک مجھے امتحانات علوم مشرقی بمقام یونیورسٹی میں اپنا کام رہتا ہے اس لئے کئی ماہ سے ان جوابات کی طرف متوجہ نہ ہو سکا گو۔ جناب اڈیٹر نے مجھے خطوط بطلب مضامین آئے۔ اب گو نہ فرصت ہوئی ہے اس لیے تلافی مافات کرتا ہوں یہ جوابات امور مشورہ طلب مطبوعہ ماہ ستمبر کے تھے۔

مطبوعہ ماہ نومبر ۱۹۲۱ء

تیسرے پر گزارا ہونا۔ مستقل آمدنی جائدا دیا ملازمت سے نہونا۔ خوشامد۔ سوال۔ سچ غیر مستقل کام سے کچھ حاصل کر کے زندگی بسر کرنا۔ تنکا۔ اُس تیسرے کہتے ہیں جس میں بیگیا جگہ گھنڈی ہوتی ہے۔ فارسی میں اس تیسرے کو تنکار اور تنکار کہتے ہیں۔ اردو میں اس لفظ سے ایک محاورہ یہ بھی ہے۔ (لگ گیا تو تیر نہیں تنکا تو ہے) یعنی تدبیر حصول معاش اگر کارگر ہو گئی تو قوت یومیہ حاصل ہو جائے ورنہ نہیں۔

ٹاٹ اولٹ دینا۔ دوالیہ ہو جانا۔ جب کاروبار میں نقصان ہو جائے تو صاحب اپنی بیٹھنے کی گدی جو اکثر ٹاٹ کی ہوتی ہے اولٹ دیتے ہیں اور سرخ لالین جلا دی ہیں جو علامت دوالیہ ہو جانے کی ہے۔

ترتی جانا کھوپڑی کا۔ کھوپڑی کا ٹٹھنے جانا۔ اصل میں ترکیب فارسی کا مصدر ہے جسکے معنی ٹٹھنے کے ہیں۔ اردو میں مصدر جعلی ٹٹھنا اُس فارسی مصدر سے بنایا ہے بعض مشتقات مصدر کے ساتھ اس محاورہ کو بولتے ہیں۔ مثلاً کھوپڑی ترتی جاتی ہے۔ بصورت مصدر جس طرح سوال کیا گیا ہے نہیں بولتے۔

چہر غٹو ہو جانا۔ گتھ پتھ جانا۔ عاشق ہو جانا۔ منہمک ہو جانا۔ حزن ثالث کی جگہ راس ہندی بھی بولتے ہیں اُسکی ترکیبی حالت کی تحقیق نہیں۔ اردو میں بولا ضرور جاتا ہے چہر قاتیا۔ خوشامدی شخص۔ زمانہ ساز۔ اگرچہ حقیقت کی تحقیق نہیں مگر قیاساً کچھ لکھا جاتا ہے گونفات میں قیاس درست نہیں۔ چہر فارسی میں چہر کو کہتے ہیں اور وہ ادنیٰ درجہ کی چیز ساکن میں ہے۔ اور قنات و قنات اُس کپڑے کی دیوار کو کہتے ہیں جو خیمہ میں آڑ کرنے کے واسطے کھینچ دیتے ہیں اور یہ شے اعلیٰ ہے جو امرادلوک کے پاس ہوتی ہے۔ پس یہ دواخل بے جوڑ چیزیں ہوئیں۔ جو شخص کسی امیر کی ہان میں

ہاں ملانے کے لئے اہل جوڑ باتیں خوشامد میں بناتا ہوا در اس طرح اپنا مطلب حاصل کرتا ہو اُسے چہر قناتیا کہتے ہیں۔

چھلکاتی دھوپ۔ گرمیوں کے زمانہ میں جیو لوکی مستی کا زمانہ ہوتا ہے اس کو چھنٹی اور چلاتی ہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے متاثر ہو کر چلاتی ہیں۔ اصل میں جیل چلاتی دھوپ ہے یعنی ایسی تیز اور شدید دھوپ جس کی وجہ سے جیل چلائے۔

چھچھالیدر کچھڑ وغیرہ میں لٹھڑ جانے کو کہتے ہیں۔ باہم دو مقابل جب ایک دوسرے کو مغلظات گالیاں دیں یا سخت و سست کین تو بھی بولتے ہیں کہ ان میں دھچھچھالیدر چھی یا ہوئی کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا چھوٹی چھوٹا۔ ایک کھیل ہے کہ چور ہارٹی کے دوسرے اشخاص کے چھونے کی کوشش کرتا ہے اور وہ لوگ ڈھائی چھو لینے میں سعی کرتے ہیں۔ چور جس کسی کو ڈھائی چھو لینے سے پہلے چھو لے تو یہ چھو اہوا شخص چور ہو جاتا ہے۔

چٹر چٹر بلائیں لینا۔ چٹ چٹ بلائیں لینا۔ ثانی افسح ہے۔ ادل بھی بولتے ہیں۔ اور دونوں الفاظ چٹر چٹر اور چٹ چٹ حکایتہ الصوت ہیں۔ یعنی بلائیں لینے میں انگلیوں کے توڑنے سے جو آواز نکلتی ہے اُس صدا کی نقل صوت ہے۔ چار دن مال ہپ کر جانا دن کل مال مضم کر جانا۔ غضب کر لینا۔ بلا استحقاق قابض ہو جانا کیا عجب ہے کہ چار دن مال سے مراد مکان۔ گاؤں۔ دکان اور نقد ہو۔ (۲) سب کھانا ہپ کر جانا۔ یعنی روٹی سالن۔ پلاؤ۔ زردہ سب کھا جانا۔ اور کچھ نہ چھوڑنا۔ مال بننے طعام اردو میں مستعمل ہے۔ جیسے دعوت میں آج خوب مال دڑا چھکے چھڑا دینا۔ نہایت پریشان اور مضطرب کر دینا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چھکے سے مراد سستہ ضروریہ نوم و قیظہ۔ اکل و شراب اور بول و برانہ ہے۔ یعنی ایسا پریشان کیا ہے کہ ان ضروریات سستہ میں خلل پڑ گیا۔

خالصے لگ جانا۔ سٹ جانا۔ برباد و تباہ ہو جانا۔ الفاظ و محاورات اردو کی اصل اور وجہ ایجاد بنانا بہت مشکل ہے کچھ قیاس سے کام لیا جاتا ہے۔ خالصہ اردو میں اُس جاند کو کہتے ہیں جو حکومت بار پاست کی خاص رہو اور اُس کا اشتہام بصورت

بصورت خاص کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر حکام کے ظلم سے کسی شخص کی جائداد خالصہ میں شامل ہو جائے پھر اُسے کون نکال سکتا ہے۔ وہ اس بیچارہ کے ہاتھ سے گئی۔ ان معنوں سے تعلق معنی مصطلح ظاہر ہے کسی ناظر ادیب کو اگر اس کی تحقیق ہوگی تو وہ حقیقی معنی بتائیگا۔

دم بخت۔ شب دیگ اور پلاؤ وغیرہ کی دیگ پر ڈھکنا ڈھک کے آنٹے کا کڑا لگا دیتے ہیں اور جب پاک کے تیار ہو جاتا ہے تب کھولتے ہیں۔ اس طرح سے پکانے کو دم بخت کہتے ہیں

خشکے کا کھیت۔ جب سلطنت لکھنؤ کا شباب تھا اور قلعہ جلال آباد سے لیکر جنوں کی مسجد تک ایسی گجنان آبادی تھی کہ آصف الدولہ کے امام بارگاہ کے سامنے کی سڑک کے سوا شہر بھر میں کوئی سڑک نہ تھی۔ اور خوشحالی و فراغ بالی کیوجہ سے کمتر لوگ سفر کیا کرتے تھے۔ ایسی حالت میں شہر کے اندر کھیتی کا کیا ذکر۔ ابن مایہ کے اکثر باشندگان لکھنؤ۔ دہان اور اُس سے چانول نکالنے کو نہیں جانتے تھے سیدھے سادھی بات اُن کے خیال میں نہ آتی تھی کہ خشکے کا بھی کھیت ہوتا ہوگا۔ یوں مسخر اور مزاح میں خشکے کا کھیت مشہور ہو گیا ہے۔

ردوے خدوے۔ گرے پڑے۔ حقیر ذلیل۔ (تحقیق لفظ نہیں معلوم) دھتا بتانا۔ کسی سے کسی کام میں سعی کرنا اور اُس کے صلہ میں کسی نفع کا امیدوار کرنا۔ مگر جب کام انجام پا جائے تو پھر اُسے کچھ نہ دینا۔

دھڑی دھڑی کر کے لٹو ادینا۔ اب یہ محاورہ لکھنؤ میں نہیں بولا جاتا ہے۔ یا یوں کھئے کہ میرا گوش زد نہیں تھوڑا تھوڑا کر کے سب برباد کر دینا۔ بعض مقامات پر دہنپیری کو دھڑی کہتے ہیں۔

ڈھٹی دینا۔ کسی کے یہاں اتنی مدت تک بطور حمان قیام کرنا کہ آخر میزبان وکتا جائے یا کسی کے یہاں جا کے خلاں خواہش صاحب خانہ ایک طویل وقت تک بیٹھے رہنا۔ ڈھٹی بردزن مئی اور کئی ہے بلکہ مئی میں ہمزہ کا تلفظ حسب سیر ہے ڈھٹی میں اتنا سیر نہیں ہے۔ ڈھٹی غلط ہے۔ میداولا حسین شادان بلکہ امی سینیر پروفیسر اور نیٹل کالج رامپور

بلبل

میرے دل میں درد اٹھا ہے اور ایک ست کر دنیوی غفلت میرے حواس پر غالب آ گئی ہے
گو یا میں بادۂ ارغوانی کا ایک سا غریب لیا ہوا کسی خواب و شربت کا جامِ مہکت سمیت پیکر ملک خود
فراموشی میں پہنچ گیا ہوں اے بلبل تو یہ خیال نہ کرنا کہ تیری خوش فہمی پر مجھے شک آتا ہے بلکہ
حیرت آزادی اور خوش وقتی نے میرے دل پر ایک مسرت بخش اثر پیدا کر دیا ہے۔ کیونکہ اچے
درختوں پر اڑنے والے ہلکے پردن والے فرشتے تو کسی خوشگوار سبزہ زار میں بیشمار درختوں
کے گھنے سایہ میں بہت ہی بے تکلفی کے ساتھ اپنے گلوے خوش آہنگ سے موسم بہار کے مضمون
پر نغمہ سنجی کر رہا ہے۔

آہ اس وقت مجھے کوئی اُس بادۂ گلگون کا ایک گھونٹ پلا دجو ایک صہنک میں مین فن ہو کر
سرد ہو گیا ہو جبین گھلاے معطر خوش رنگ سبزہ گرمی خورشید سے جوش مسرت میں آئی ہوئی
صحرائی نازک اندام لڑکیوں کے نازک گانے کا مزہ آتا ہو آہ میرے آگے کوئی شراب پرگالی
کی ایک صراحی رکھ دے جبین صفا دسرخ شراب بھری ہو اُس کے ساتھ ہی ایک سا غریب
جس کا منہ و ارغوانی کے اثر سے دسرخ ہو گیا ہو اور جبکہ کنارے پر جاب چشما کی کرہ ہو
اگر ایسی شراب مجھے بجائے تو اُس کا ایک ہی جا بکڑ دینا کو تمام تفکرات کو بھول جاؤں اور اے
پاے بلبل تیرے ساتھ سیر صحرائیں محو ہو جاؤں۔

اس قدر محویت مجھ طاری ہو کہ اپنی ذات سے بیخبر ہو جاؤں اور وہ کالیبت و مصائب و
آفات جنکے صدمے سے ہم انسان اس دنیا میں ایک دوسرے کو کراہتے دیکھتے اور سنتے
ہیں جہاں زمانہ کی کانٹ چھانٹ سے بچے ہوئے غم کا نشان دینے والے تھوڑے
سے سفید بال ہجومِ آلام سے کانپتے ہیں جہاں سرخیِ شباب فق ہو کر موہوم سی ہجرت
ہے اور آخر رفتہ رفتہ غائب ہو جاتی ہے جہاں خوشی کا محض خیال بھی اٹنا بڑا گناہ ہے
کہ فوراً اس قسم کے خیال پر غم کی فوج کھنٹی ہوتی ہے اور مایوسی ان آنکھوں کو بند کر دیتی
ہے جو ایک زمانہ کے بعد کسی موہوم خوشی کی خبر سن کر غایت شوق سے ابھی نیم واہی ہونے
پائی تھیں جہاں حسنین کی چشم مست کی برق اندازی کو بھی قیام نہیں اور جہاں خود محبت

کی دبی کی دندگی یک روزہ ہے ان سب باتوں کو تیری ذات میں جو ہو کہ بھول جاؤنگا
اسلئے کہ اے خوش نصیب بلبل چھتک ان افکار و آلام اور نقص عدم ثبات کی رسائی
نہیں لے دنیا دی افکار تم مجھ سے دور ہو جاؤ لے پیارے بلبل مجھے اب ان سے کوئی
تعلق نہیں کیونکہ میں اب تیرے ساتھ اڑنے کے لئے تیار ہوں مگر کیا سست رفتار نشہ
شراب کی مدد سے میں تیرے ساتھ ہم پروازی کی تاب لا سکتا ہوں نہیں۔ میں برقی ہیر
نظم کے خیالی پردن پر سوار ہو کر تیرا ساتھ دوں گا گواہین بھی میری قوت متخیلہ
ضعف کی مقرر ہے اور ابھی سے تیری تیز روی اسے پیچھے ڈال رہی ہے آہ کیسی پیاری
رات ہے خوش قسمتی سے ملکہ قمر اپنے زمر دین بخت پر جلوہ افروز ہے اور در لباس نجوم
کمر زین باندھے ہوئے اس کے گرد پر باندھے ہیں لیکن جہان میں بیٹھا ہوا ہوں اس
سرپا حسن ملکہ کا جلوہ جہان آرا نظر نہیں آتا صرت اُس کے حسن کی تھوڑی سی شعل
خوشگوار ہوا کے جھونکے اپنے ساتھ اڑا لاتے ہیں۔ اور وہ گنجان درخون کے ہلنے دلے
یتون کی جانی اور جھومتی ہوئی سبز شاخوں کی آڑ سے جھانک لیتی ہیں۔

تاریکی شب اور اپنی از خود رفتگی کے باعث میں ان پھولوں کو دیکھ نہیں سکتا جو میرے
پیش پا افتادہ ہیں اور مجھے یہ خبر ہے کہ میرے سر پر شاخ ہائے زمر دین کن نرم اور
مشک بین پھولوں کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہیں۔ مگر اس تاریکی میں بھی نیم معبر کے
بلکے جھونکے میرے مقام کو مسطر کرتے ہوئے دماغ میں پہنچتے ہیں اور میری آنکھوں
کے آگے ان تمام چیزوں کی خیالی تصویر کھینچ جاتی ہے جنہیں اس خوشگوار موسم کی
برکتیں فطرت نے ودیعت کر دی ہیں

سر سبز پودے جھاڑیاں جنگلی میوہ دار درخت سفید صحرانی پھول۔ پردہ برگ
میں چھپا ہوا سادہ مگر خوش رنگ بنفشہ موسم بہار کے شباب پر آئے ہوئے گلہار
زنگین بادہ شبنم سے بھرے مسطر غنچے غرض کہ موسم بہار کی دلچسپ غام کا پورا آسان
آنکھوں میں بھر جاتا ہے۔

اس تاریکی میں خاموشی کے ساتھ میں تیرا نقشہ دکھش سنتا ہوں اکثر ایسا
اتفاق ہوا کہ آسان تو کوئین محبت کی نظر کو کھانچا۔ اے بہت پیاری ناموں کا کیا ہے تاکہ حالت
اطمینان میں میرے پاس آ کر میرا دم نکال لے مگر آہ میں پیارے وقت میں تو

میری خوش قسمتی ایسے اعلیٰ درجہ کے کمال کو پہنچ گئی ہے کہ ہر کمالے راز والے کا خیال میرے دل میں بری طرح کھٹک رہا ہے۔ اب یہ ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کین اس مانہ سعادت کے گزرنے کے بعد پھر انھیں دنیوی مصائب کا سامنا ہوا اس لئے اب بھی رزق کہ اسی وقت میری جان نکلیجائے۔ ہم فانیوں کو آخر مرنا تو ہے ہی پھر اس سے بہتر اور کونسا وقت ہو سکتا ہے کہ آدمی رات کے سہانے وقت میں جب تو اپنی شیریں آواز اور نغمہ دلکش کے ذریعہ سے اس لطف اور مزے کے ساتھ فرائے باد میں اپنی روح پھونک رہا ہے۔ عالم محویت میں بغیر کسی تکلیف کے میری روح پرواز کر جائے۔ او پیارے بلبل تو تو ہمیشہ گلزار ہیکا گمر یہ فانی کان تیرے نغمہ شیریں کو پھر نہ سن سکیں گے لے غیر فانی پر بندے! تو مرنے کے لیے نہیں پیدا ہوا ہے۔ بے رحم زمانہ تجھے پامال نہیں کر سکتا ہے یہی شیریں آواز جو میں آج اس بے نباتات مین میں رہا ہوں اگلے زمانہ میں شاہ و گدا امیر و فقیر سن چکے ہیں شاید یہ وہی نغمہ دلیر رہا ہے جس نے زمانہ کی ستائی ہوئی ناز آخر میں محبوبہ رختہ کے پرالم دل میں چٹکیاں لی تھیں جب وہ الفت و وطن کی بیمار چشم پر غم کے ساتھ اجنبی زمین پر کھڑی تھی یہ وہی پیارا رنگ ہے جو خوفناک و جزبہ دریا سے گھرے ہوئے قلعہ جاوید میں ناز پر درگفتار شہزادی کے غم آشنا کالون میں بچھا جس سے شاعر ہو کر اس کے دل میں امید کی ایک ہلکی سی جھلک پیدا ہوئی۔ اُس نے قلعہ کی کھڑکی کھول دی اور اپنے دل کے مالک و در اقتادہ عاشق کے شور و دید میں متلاطم دریا پر نظر دوڑائی۔ جسے ایک ظالم ساحر نے اُس سے چھڑا دیا تھا۔

ہائے چھڑا دیا تھا اس لفظ کی یاد نے میرے زخم دل کو تازہ کر دیا اور سارے بدن میں سنسی پیدا کر دی یہ ایسا لفظ ہے کہ میرے کالون میں گونج کر تجھ سے مجھے جدا کر رہا ہے اور اپنی فانی ذات کی طرف مجھے بلا رہا ہے۔ خدا حافظ اے پیارے بلبل! مشہور ہے کہ قوت متحدہ آدمی کو بہت دھوکا دے سکتی ہے مگر میرے حق میں تو اب اس میں دھوکا دینے کی بھی طاقت نہیں رہی اب میری آنکھ کھل گئی یہ ظاہر ہو گیا کہ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا انسانہ تھا۔ الوداع! الوداع! اب میری دلفریبہ داند بھٹی جاتی ہے لودہ اس میدان سے نکھر کر جسے کوٹھ کوٹھی دریا میں کی چوٹی پر پہنچی ہے اب تو وہ دوزخ ہی نہیں سنائی دیتی۔ ای لوہلیک جھپکتے ہی وہ بہاڑ سے بھی اتر کر اُس طرف کی دادی میں دفن ہو گئی ای خدا میری آنکھیں

مجھے دھوکا تو نہیں دیتیں یا کہیں عالم بیداری ہی میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں یا خود
غیر میں آواز اور دلکش نغمہ کہاں غائب ہو گیا۔

(ترجمہ)

پچھلے پچاس سال میں اردو زبان نے کیا ترقیاں کیں

جناب اڈیٹر صاحب - تسلیم ۔ ادیب اردو نے جو علمی خدمت ایک سال میں کی ہے
اُس کا اثر یہ ہے کہ اہل علم ہر مہینے کی پہلی تاریخ سے اُس کے انتظار میں گھر دیاں گنتے ہیں
اور جب یہ رسالہ ملتا ہے حرف بگڑھٹے اور علمی مضامین سے مستفید ہوتے ہیں۔
میں چاہتا ہوں کہ اہل قلم شریکِ رمی کی طرف خاص توجہ فرمائیں اور عنوان مندرجہ بالا پر مضامین
تحریر فرما کر اڈیٹر صاحب کی خدمت میں یکم اگست ۱۹۲۲ء تک روانہ فرمائیں مضمون نگار کو
ادیب کا خریدار ہونا ضروری ہے مضمون کی نسبت یہ قید بھی ہے کہ ادیب اردو کو کم سے کم
بیس صفحوں پر آسکے مضمون کا تعلق خط میں ہونا اور معمولی اغلاط سے پاک ہونا ضروری ہے
اڈیٹر صاحب جلد مضامین سے بہترین مضمون کا انتخاب فرما کر خاکسار کی طرف سے ایک سادہ
(۵) مضمون نگار کو نذر کریں۔

رفیع۔ از بگرام پور

ہم شکر گزار ہیں کہ منشی عبدالرفیع صاحب نے نہایت عمدہ تجویز پیش کی ہے یہ فی الحقیقت
زبان کی خدمت ہے۔ کیا عجب ہے کہ دیگر عالی حوصلہ حضرات بھی اس کی تقلید فرمائیں
منشی صاحب نے ایک سادہ ہمارے پاس بھیج دیا ہے ستمبر ۱۹۲۲ء کے ادیب میں
وہ مضمون شائع کیا جائے گا جو جلد مضامین میں منتخب ہوگا۔

اڈیٹر

بول چال - محاورہ - مثل - مقولہ کا فرق

ملاحظہ ہو ادب اردو جنوری ۱۹۲۲ء

(۱) بول چال - ایک خاص قسم کی ترتیب الفاظ جو اہل زبان کی زبان پر ہو اور جس کے خلاف بولنا فصاحت کے خلاف ہو۔ (الف) اس میں الفاظ اپنے حقیقی معنی دیتے ہیں۔ مثلاً پانچ چھ مرتبہ ہم تمہارے بیان گئے اگر پانچ چھ پر قیاس کر کے کوئی کہے کہ تین پانچ مرتبہ ہم تمہارے بیان گئے تو غلط ہوگا کیونکہ اہل زبان تین چار پانچ چھ بولتے ہیں۔ (ب) جو جملہ کی ترتیب یا الفاظ کا طریقہ زبان اردو میں مقرر ہے روزمرہ میں اسکی مطابقت لازم ہے نیم دہلوی سے محبت ہو کسی سے یا عداوت مزہ دے جائے گی جب دل سے ہوگی (فقہ) کیا کون سال بھر میں ایک بار بھی لکھو جانے کا موقع نہیں ملا اگر کوئی شخص کے سال بر میں ایک بار بھی لکھو جانے کا موقع نہ ملا تو روزمرہ کے خلاف ہوگا۔ (ج) حسب طرح خاص موقع پر اہل زبان بے ساختہ الفاظ یا فقرے کہ جاتے ہیں انکو اسید طرح استعمال کرنا چاہئے آتش سے ہاتھ کیون محبت بڑھائی تھی تم سے پلہ ہم گنہگار بیگناہ ہو تم پلہ گنہگار کا فعل حذف کرنا روزمرہ کے مطابق ہے۔

(۲) محاورہ جب ایک یا کئی لفظ مصدر سے ملکر حقیقی معنی سے متجاوز ہو کر کچھ اور معانی دینا شروع کرے مثلاً آگ پانی میں لگانا یعنی نخل مزاج کو بھڑکا دینا جہان لڑائی نہوتی ہو دہان لڑائی کر دینا شرارت کرنا فتنہ اٹھانا۔ محاورے میں مصدر کے مشتقات استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن اصل محاورے میں کسی قسم کا تصرن کرنا اختیار نہیں ہے۔ مثلاً بجائے سہرا رہنا کے "سہرا سہرا رہنا" نہیں کہیں گے لیکن اہل زبان نے اگر کچھ تصرن کر لیا ہو تو جائز ہے

(۳) مثل - ایک یا چند جملے جو عرصہ دراز سے کسی خاص موقع پر بطور مثال بولے جاتے ہوں اور اپنے لفظی معنی سے متجاوز ہو کر کچھ اور مضمون ادا کرتے ہوں مثلاً کوئی شخص ایسی شے پر ناز یا فخر کرے جو اسکو ہاتھ آنا دشوار تھی تو اس کی نسبت بولتے ہیں "نو کھے گاؤں میں اونٹ آیا لوگوں کو جاننا پریشوار آیا" مثلاً میں الفاظ کی تقدیم اور تاخیر جائز ہے لیکن مصدر کے تمام مشتقات کے ساتھ استعمال جائز نہیں ہے۔ مثلاً ناچ نہ آئے آنکھن ٹیڑھ کی جگہ نالچ نہیں آیا

آنگن ٹیڑھا بنانے لگے، کتنا تصرف بچا ہوگا۔
 (۴) مقولہ - وہ فقرہ یا جملہ جو بوجہ عام کلیہ یا عمدہ نصیحت ہونے کے عام پسند ہو گیا
 اس میں الفاظ حقیقی معانی سے متجاوز نہیں ہوتے اور نہ قدامت کی شرط ہے مثلاً
 بزرگی بقل ست نہ بسال با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب -
 طاہر از کا کوری

اقوال نادرہ

اس قبیل کے چند اقوال ناظرین کی نظر سے ماہ دسمبر کے رسالہ الناظر، لکھنؤ میں
 گزرے ہوں گے یہ میں نے رسالہ مذکور کے لئے بھیجے تھے لیکن غلطی سے میرے
 محترم دوست جناب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے کے نام سے شائع ہو گئے۔
 میرا ارادہ اس سلسلہ کو رسالہ مذکور میں جاری رکھنے کا تھا۔ لیکن انہوں نے
 کہ مولوی محمد حسن صاحب آنریری جنرل فیچر نے بعض نامساعد حالات کی وجہ سے
 رسالہ کی التوا کا اعلان کر دیا۔ یہ سلسلہ اب انشاء اللہ ادیب کے کالموں میں
 جاری رہے گا۔ امید کہ ناظرین دلچسپی کے ساتھ پڑھیں گے
 دراصل یہ اقوال و تخیلات ابتدائی فارسی زبان میں ضبط تحریر میں آئے۔ اتفاق
 حسنہ سے اصل سودہ کتاب ایک کتب فروش کی دوکان پر رومی کے انبار میں
 جناب مولوی صلاح الدین خدابخش صاحب لکچر ارکلیکٹہ یونیورسٹی کے ہاتھ لگ گیا
 آپ نے اسکو خرید کر انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ شائع کیا اب میں نے اسے اردو
 کا جامہ پہنا دیا جو لائق ایرانی مصنف یورپ میں جا کر عرصہ سات سال تک تحصیل
 علوم مغربی میں منہمک رہے اپنی مختصر سوانح عمری میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے
 خون جگر پیکر یہ مجموعہ اقوال و تخیلات تیار کیا ہے۔ لہذا دلچسپی معلوم۔
 سچائی دائم رہنے والی شے ہے اس کی تازگی کبھی نہیں جاتی خواہ کتنا ہی اعادہ
 کیا جائے۔

احساس حق بھی زندگی کے درماندہ راستہ میں تازگی بخش چیز ہے۔

میں اکثر عالمِ تحریر رہتا ہوں کہ آخر میری تخلیق کا فضا کیا تھا، میرے مقدّر میں کیا کیا کرنا لکھا تھا، کیوں میں عالمِ وجود میں آیا، میں نے جنم لیکن زنجیر گناہوں کے کچھ نہ بویا اور کاٹا تو کیا کاٹا۔ رنج و غم کی کھیتی۔ میں نے کسی کی خوشی میں مدد نہ کی گو کہ بہت سوں کو رنج پہنچایا۔ میری زندگی قطعاً بیکار گزری نہ اس کا کچھ عندیہ رہا اور نہ کچھ مطلب۔ مقدّر انسانی زندگی کے ساتھ دیسے ہی کیل کھیلتا ہے جیسے بچے کھلونوں سے کھیلا کرتے ہیں۔

حسد روح کے لئے مثل زہر کے ہے۔

ہم خفیف معاملات میں قیل و قال کرتے ہیں۔ غور و خوض کرتے ہیں۔ لیکن جب زندگی کے اہم مسائل سے ہمارا سابقہ پڑتا ہے تو غافل اور بے پروا رہتے ہیں تب ہی ہمیں اتنی مصیبت جھیلنی پڑتی ہے۔ تب ہی تو رنج و غم اوٹھانے پڑتے ہیں مگر دیکھو کیسی جلدی ہم اپنے گناہ اور حماقت کے نتائج کو خدا تعالیٰ سے منسوب کرنے لگتے ہیں۔ واہ رے انسان، فعل بد تو خود کرین لعنت کریں شیطان پر سید وزارت علی

ہمارا اصول ایک قیامت پر ایک زبان ایک غصہ
آپ کھو کہ بظن سے ہے بہرہ اور بہرہ ہو یا دھوکہ چھپاؤ
ہندوستان میں شروع سے سرور کا ہمسالہ حال آنا اور جبر کا
ظہور رہتا ہی رہا وہیں ایک کی ضرورت نہیں ہوتی اسی طرح کا
مشہور عالم ہند کو یہ طعن فاش دہلی کا۔

رام کی سرس
مستعد قہر۔ ڈاکٹر جے۔ سی بوس۔ کلکتہ کھوئی
تمام احوال شکار کو زنگناری۔ سرخی بجالا۔ خارش
بانی آنا۔ شکوہ کے لئے مفید ہے اگر کوئی ان کا
شرطیہ علاج ہے۔ اس سے بہتر مفید سرور آجکل
جنت نہیں ہوا۔ قیمت فی ڈبہ سو سو روپے
خونہ کا پیکٹ باجی پیہہ مخصوص لاک بڈ نہ خریدار
الستہ منجر رانی سرور فارسی۔ ڈیوہا آمیل خان

انتخاب اودھ بیج

بشر خرابے، میکا رکھو دنیا میں سنا نہیں کہ مقدس ہے

گدشتہ سے یہ سستہ

یہ منزل پنزل تو آپ اپنے گھر والوں کو کھلائے ہمارے واسطے تو ستری ستری چیزیں کمانے پینے کی لیتے آئے اونگتے کو ٹھیلنے کا بہانہ اسوقت سے جو روانہ ہوئے تو بارہ پر ۲ بجے گھر آئے جزاک الشکر تم تو بہت جلد تشریف لائے ہیں تو ہمتا رہی زندگی کے لئے تھے۔ ہو تقصیر خطا تو ہوئی لیکن چار سو کے حوض کے دان ایسے گت (یعنی ناچ رنگ) ہو رہے تھے کہ ادھو جی بڑی اچھی کنینان (طوائف ہیں بیان خود بولا ہے چلو دیکھیں۔)

کیونکہ کوچہ گردی کا مرض۔ الغرض اس کے ساتھ چلے کہ چل کے گت بھی دیکھیں کہ یہ کس جانور کا نام ہے وہاں عجب سیر دیکھی۔ اک دس پندرہ نیلی پیلی صدتے کی سی گردیاں بے سری گنگرڈیاں نگاہی ہیں اور ایک ساتھ تھپڑ تھپڑ تالیاں بجا کے اپنی محفل سے الواڈ راہی میں ملاحول ولاقوة یہ کیا والشہ۔ دیکھنے سے دم گھرا گیا شاید تگنی کا ناچ ہی کہلاتا ہوگا۔ آٹھ دس دن میں جب دو تین جوڑے کپڑے میلے ہوئے تو دھوبی صاحب کو بلایا وہ بڑے غمزوں سے آیا اور پورے ایک مہینہ کے بعد کپڑوں کے لئے کہ لایا۔ نین سکھ پر تو ہلاؤں کے داغ بنا کے چھیٹ بنا دی اور تنزیب شربت تو زفتونیکے مارے ڈوریا ہو گئی۔ ہر چند غصہ آیا لیکن غم کھایا بلکہ تعریف کی کہ ثریتے ڈالنے میں تو استاد ہے داہ رے دھوبی دھوبی نے جھگڑا سلام کیا کہ تقصیر اگر ہم انعام پائیں تو اکبر آبادی درمی میں ثریتے ڈال دین۔ قبلہ بندہ زیادہ سمع خراشی پھر کبھی فرصت کے وقت ہوگی۔

حاصل یہ کہ روزگار کی تلاش میں ہر سون خاک اڈائی لیکن نوکری چاکری کی شکل خواب میں بھی نظر نہ آئی جہاں گئے اپنا منہ لے کے پلٹے۔ طرہ یہ کہ جواب صاف

جی نہ دیا آج کل کے وعدہ دن پر ٹالا۔
 خدا تیرے قی کا بھلا کرے جس کے بدولت پیٹ بالا۔ بارے ایک دلی اللہ کے مل گئے
 جنہوں نے حضور میا کا کام کیا شہر کے باہر (سیر حید) کے تالاب پر یہ فقرہ ارشاد کیا
 اور ایک بڑا بھاری تکیہ امید واری کا دکھا دیا کہ بندہ نواز خدا کیجئے اپنی جان
 بچائے گھر کی راہ تلجے یہاں بہترے تباہی کے مارے دوزخ کی فکر میں سیدھے
 جنت کو سدھارے یہاں امید واری کی میعاد قیامت سے تین دن ادھر تک ختم
 نہیں ہوتی۔ اب تو گھبرائے۔ قرصنداری کے خوف سے چلتے پھرتے نظر آئے بقول
 شخصے شعر۔ قسمت بری دکن بھی گئے ہم تو کیا گئے جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کر آ گئے

لوکل

اے لکھنؤ کے بد معاشو۔ بچو۔ جیب کترو۔ اے اپنے ورثا کی ستائی ہوئی میگموں
 اے بی مشیری شکستہ جگر خوش ہو بغلین بجاؤ۔ گمی کے چراغ جلاؤ۔ اپنا منہ ڈھاؤ
 اسباب گم شدہ کی فہرست بناؤ۔

دیکھو تمہاری خبر لینے والے تمہارے دل ریش پر مرہم رکھنے والے تمہارے
 اسباب کی تلاش میں کوؤن میں بانس ڈالنے والے ہن صاحب بہادر سیٹی
 سپرٹمنٹ لکھنؤ گونڈہ کے ڈسٹرکٹ سپرٹنڈنٹ مقرر ہوئے سنا ہے ہر مئی
 تک نشر لیت لجا میں گے۔ ایسا ب صفات سے متصف حاکم محکوم ملیگا بابت تو
 کیا عمر بھر اٹکا دور دورہ یاد رہے گا۔ جو جو احسانات تمہارے ساتھ صاحب مدوح
 نے کئے ہیں تمہارا دل ہی جانتا ہوگا۔

اگر نوکری کرے تو پولیس میں کرے واللہ خوب گلچرون کے موقعے ہیں۔ مگر
 ذرا چوٹ بچائے رہے ایسا ہونشی ستی رام ڈپٹی انسپکٹر کی طرح مفت میں چرایا جا
 آج کل منشی صاحب اد ہزاری لال صاحب ہیڈ کانسٹبل پر رشوت ستانی
 کا مقدمہ قائم ہے صاحب مجسٹریٹ نے تحقیقات فرما کر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو
 رپورٹ کیا صاحب موصوف نے منشی ستی رام صاحب کی نسبت پانچ پانچ سو

دو پیسے کی دو ضمانتیں اور ہزار کا مچلکہ اور بسنت ہزاری لال ڈھائی ڈھائی ہزار
کی دو ضمانتیں اور پانچ سو کا مچلکہ لینے کا حکم دے کر مقدمہ قائم مقام کنٹونمنٹ
مبٹریٹ کے سپرد کیا دیکھئے کیا ہو
اگر مبٹریٹ صاحب ماخوذین کی چال چلن اور بنار عداوت مابین ماخوذین و رام سنگھ
مخبر پر نظر رکھیں تو شاید آسانی سے کٹھی سلجھ جائے۔
شنبہ گذشتہ کو محلہ علی گنج مین سٹریٹ اور صاحب کو جو پہلے سے ڈاکے کی خبر پا کر
وہاں موجود تھے۔ ڈاکوؤں نے زخمی کیا مگر ان مین سے چار گرفتار ہو گئے۔

لطائف ظرافت

ایک بیوقوف امیر کے احاطہ دولتسرا میں ایک گدھے نے آکر چلانا شروع
کیا امیر نے حکم دیا کہ اس کو کالہ و ایک ظریف نے سنکر کہا سچ ہے دو بادشاہ
در اقلیمی ملگنند۔

سوال - وہ کون عارضہ ہے جس کا قدرتی نتیجہ موت ہے۔

جواب - زندگی

سوال - تدبیر سے کیا فائدہ

جواب - جس میں کوئی کابل نہ کھے۔

پرمٹ کے محرر کرامت کب دکھاتے ہیں جبکہ ترمیم کرنے میں اونٹ کے بیل
اور بیل کے گدھے بنا دیتے ہیں۔

کسی مجلس میں ایک ایسے صاحب کی دعوت ہوئی جسکی ناک جاتی رہی تھی صاحب
خانہ نے اپنے لڑکے سے جو نہایت شریر تھا کہا کہ خبردار فلاں کی ناک کا ذکر نہ کرنا
اور احتیاطاً اسے والاں میں آنے دیا جب سب مہمان جمع ہوئے اور کھانا کھا چکے
لڑکے نے کھڑکی میں سے سر نکال کر کہا کہ اب اقامت تو کتنے تھے انکی ناک کا کچھ ذکر نہ کرنا
ناک تو ابھی نہیں ذکر کس کا کرتا۔

گانوں کے قاضی

یا رخصت ہو کر جہاں سفر گشتی کرتے ایک گانوں میں پہنچے تو دیکھا کہ خدا کا دیدار نہ محمدؐ کی شفاعت سرائے کا پتا نہ ٹھہرنے کا موقع دور دراز پر آمم معشوق کی کمر رہا لاکھ ہاتھ پاؤں مائے مگر تہہ کہاں آنکھیں پھوٹن جان لٹن یا میان جہاں ہوا جو آنکھوں میں رات نہ کٹی ہو پاؤں ٹھکین اور ٹانگیں ٹوٹیں تیمور لنگ ہو جاؤں۔ جو ذرا استسنا یا ہوں ایک گنوار نے بعد ہزار سماجت ایک چوپال بتائی وہاں جو گئے تو دیکھا ایک مقدم جی ماچے پر بیٹھے ہوئے حقہ کا دم نگار ہے ہین مجھے دور سے معلوم ہوا کہ جوار کے کھیت میں اگیا بیتال چان پر بیٹھا ہے یا کتا بیال پر بیٹھا ہڈی چوس رہا ہے خیر جبراً قہراً علیک سلیک کر کے میں بیٹھ گیا مجھے کجخت عادت ہے کہ جان جاتا ہوں وہاں کی مشہور باتیں دریافت کر لیتا ہوں چنانچہ مقدم صاحب سے بھی حسب عادت دریافت کیا کہ صاحب تمھارے گانوں کی کیا بات مشہور ہے انھوں نے کہا کہ ہمارے گانوں کے قاضی صاحب مشہور ہیں جب سے دنیا ہوئی انہیں کے گھرانے میں یہاں کی قضیائیت چلی آتی ہے۔

یہ بھی سنتے ہیں کہ بابا آدم کا نکاح انہیں کے باپ دادا نے پڑھایا تھا۔ بلکہ انکا نکاح تھا بھی قضیائے کے صندوقچہ میں اب تک موجود ہے، ان کی زبان پر وہ مسئلے ہیں جو کتابوں میں بھی نہیں نکلتے۔ ان کے یہاں تو سینہ در سینہ یہ باتیں چلی آتی ہیں۔ مجھے ان کے دیکھنے کا بڑا شوق ہوا میں نے کہا کہ یہی رستہ کی گرد و غبار سے ہوتی بن رہے ہو ذرا حجامت بنو اگر نہاڈالو پھر قاضی صاحب سے جا کر نیاز حاصل کرو یہ سوچ میں نے مقدم جی سے کہا آپکا بڑا اچھا سہارا ہے آپ ذرا انائی کو بلوادیجو انھوں نے اس وقت خاکروب کو بلوایا اور کہا اے چوڑھے کے دنی نانی کو بلالو غرض کہ حجام آیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ حجام بھی حضرت آدم کی اصلاح بنایا والا اپنی قسمت کی طرح ٹوٹی پھوٹی کسبت بھی مٹیا چھوس کر اسٹک کی طرح سوکھا تو بڑا لکھا رنگ آلودہ ڈیڑھ ڈیڑھ پاؤں کے استرے، اُس میں رکھے ہوئے میری چار پائی پر آبیٹھا اور کہنے لگا میان مونڈ تو دو دنگا مگر مزدوری ٹھہرا لو۔ (باقی آئندہ)

روح سخن

سان الملک حضرت یحییٰ

گلچین یہ اہتمام کسی ایک ہار کا پڑ
موتی بیگنا خاک یہ اشک ان کے ہار کا
اٹھوں تو آسمان جو بیٹھوں تو خاک کا
بنور بے فروغ نہ رونق نہ رنگ و پ
اب میں تو کیا حقس بھی چلاتیری ہاتھ سے
محشر کی باز پرس سے ہو بھی نجات جلد
جب تک یلگی قرض ہے جائیں گے ضرور
بجلی بنی ہوئی ہے کسی کی نگاہ شوخ
مینا کا منہ ہے بند یہ ہے احترام صوم

دھبنا آئے ریش خانی پرای ریاض
گو سن نہیں مگر ہے زمانہ بہار کا

جناب ثاقب پروفیسر گوالیار کا لج

فرغ خاطر و نشتگان نہیں معلوم
نگاہ ناز میں شوخی ہے آج حد سوا
نہ ہنس تو رونے پہ میرے کہ ای جفا پرور
جفا سے کام ہو انکو دفا سے کیا مطلب
فلک بتا کہ زمانے کو تو نے دیکھا ہے
ہزار جان گرامی خدا سے شوخی یار
زہر یگانہ سراسر از شان رسوائی

نہیں نہیں تجھے اے آسمان نہیں معلوم
گر کی کہ یہ برق تپان نہیں معلوم
ہنوز محکو طریق فتنہ مان نہیں معلوم
دوا درد مصیبت کشان نہیں معلوم
تجھ تو اب بھی دل شادمان نہیں معلوم
کہ ہر کہیں ہے پھر اس کا نشان نہیں معلوم
کسی کو حالت پیر معان نہیں معلوم

روان ہے قافلہ غفلت کا راہ ہے باریک
نہ نقش پای عزیزان بانگ کوس رحیل
کہان تمام ہو غم سردوان نہیں معلوم
یہ کب کہ ہر کو گیا کا روان نہیں معلوم
کہ ہرے خاک وطن کچھ نشان نہیں معلوم
شہید ہوتے ہیں مردان راہ حق پیاسے ق
یہ کیا ستم ہے تباہ زمین کرب و بلا
مگر ہمدرد بقادر امن اسے شاق
کہ اہل ارض کو دارالامان نہیں معلوم

جناب رضا لکھنوی

یہ نکلے غیر انکی نظر سے اتر گئے
فتویٰ جوازے کا لکھیں گے جناب شہ
عشاق بھٹا ہیں خفا ہو نہ اسے قدر
دشمن کے بعد موت ہوئی مجھ کو ساز دار
غیر دن کے ساتھ میرے جنازی پہ بار بار
جانے دو ایک تیر جو ہننے چھپ لیا
باسی ہی گھرے ڈال دے میرے مزار پر
توڑا گلے کا ہار مرے دست شوق نے
نام خدا شبا ہے کہ لین ابھی حضور
یہ در یہ کوچہ اور یہ عالم سکوت کا
ہم سے بھی رسم در راہ کبھی غنی اگر کسا
اب مہین بڑھائے غیر دینیں بیٹھ کر

دل کھو کے اُس گلی سے رضا آج آئے ہو
دینا پڑے گی جان جو ہار دگر گئے ہو

جناب فصاحت لکھنوی

ہجر کی شب میرا گھر تاریک ایسا ہو گیا
حسن روئے یار خط سے اور دونا ہو گیا
ہاتھ رکھ کر میرے سینے پر وہ بولے طعن سے
لیکے ساتھ اپنے وہ صبر و قرار ہوئے فہم
ہائے بے معشوق دنیا میں جئے تو کیا جئے
جیسے یوسف کو زلیخا نے کیا زندان میں قید
ہجر کیا وہ ہجر حبکو وصل ہو جائے نصیب
الامان اسے ظلمت شہائے مدن الامان
بیچ اگر پوچھو تو معشوق حقیقی ہے خدا
آتے ہی پیری فصاحت دلو لے دل کے گئے
طبیعت کیا ہوئی وہ دل مرا کیا ہو گیا

تضمین بر غزل جناب صنفی لکھنوی

فسانہ دل پر غم زبان پہ لانا سکے
شب غم اشکون سے دلگی لگی بھان سکے
کسی کو دل غ جگر کے کبھی دکھان سکے
ستم کش آپ کے اس ڈر سے زہر کھان سکے
ہمیشہ سب رہے مشتاق اُسکے دایوں کے
کبھی ہوئے بھی اگر وار تو اشاروں کے
وہ تیغ فرط نزاکت سے آزار نہ سکے
خوشی سے جھیل تجھے پہنچیں لاکھ رنج دالم
رہ انکسار و تحمل سے مطمئن ہر دم
کسی پہ کمر کبھی بھولے سے بھی نہ ظلم و ستم
خوش بیٹھ جان بیٹھ مثل نقش قدم
کہ تجھ کو تیری جگہ سے کوئی اٹھان سکے
ستم سے اہل جان کے ہوا ہے گو کہ یہ حال
مگر رہے گا ہمیشہ نہ رنج و اضمحلال
کہ ہو گئی بہن دم بھر بھی زیست اپنی خال
نکل ہی جائے گا خاطر سے رفتہ رفتہ خال
ترا خیال نہیں ہے جو دل سے جان سکے

پکار جرم و خطا کی ہے سارے عالم میں تری نمود خدا یا نہیں ہے کچھ جسم میں
 غیب نہیں ترے قہر و غضب سے اک دم میں گناہگار عین آتش جسم میں
 اگرچہ دامن رحمت پہ آج آنے سکے
 سنکتے ہی نہیں تم انتہا کی نیند میں اجل کے جو نگوئی ٹھنڈی ہوا کی نیند میں
 کبھی تو چو نکتے کیسی قضا کی نیند میں یہ خفتگاہیں لہجہ کس بلا کی نیند میں
 تھیں پکار کے ہم تھک گئے جگانہ سکے
 نہ باز آیا تو اپنی ستم شعاری سے نہ نکلا کام کچھ آنکھوں کی اشکباری سے
 نہ کچھ ہوا ہے نہ ہوگا اس آہ وزاری سے یقین ہے ترے کشتوں کی بیقراری سے
 زمین بھی تہہ دامن انہیں چھپانہ سکے
 نہیں وہ سنتے کسی کی یہی بڑا ہے ستم انہی مذاق سے فرصت انہیں نہیں کسی دم
 ہے حسن و عشق کی جانب کچھ تو جہ کم انہی بات اڑا دین گے سب یہ سوچے ہم
 فساد گل و بلبل انہیں سنانہ سکے
 کسی رقیب کے کہنے میں آپ آئے کیوں کسی پہ تیغ جفا اپنی آزمائے کیوں
 کسی غریب کو بیگانہ ستائے کیوں ستم کشان حوادث کا دل کھاؤ کیوں
 ستائیں آپ اگر آسمان ستانہ سکے
 مرے گھر آنے سے تم اس قدر ہوئے جو نفور گناہ کون سا ایسا ہے کون سا ہے قصور
 کردہ سنگِ مظالم سے شیشہ دل چور اگرچہ سیرا سنانا ہی تم کو ہے منظور
 تو یوں مٹاؤ کہ پھر آسمان مٹانہ سکے
 تمام ہجر کی شب تڑپا ہے بت بد خو کشتی دل میں رہی یا دُشمنش ابرو
 نہ چین آیا کسی طرح جب کسی پہلو اُل چڑے مری آنکھوں سے بنو گرم آنسو
 وہ آجے جو دل تنگ میں سنانہ سکے
 عزیر ملتے ہیں ہم اُن سے اور وہ لڑتے ہیں ہر ایک بات پر ابوزبان پکڑتے ہیں
 خدادہ ہوتے ہیں ہم اُن کے پانون پڑتے ہیں صفی وہ اب تو خود شام سے بھی بگڑتے ہیں
 غرض یہ ہے کہ جو روحیں کوئی سنانہ سکے

ناچیز عزیز احمد عزیز بلگرامی

برجی لگنا۔ لازم۔
برجی مارنا۔ دیکھو برجی لگانا
برجیت۔ (دھ)۔ مذکر۔
نیزے باز۔ بھالے بردار۔
برجیتی۔ مونث۔ نیزہ بازی
(منیر) برجیتیاں قلم سے لکھیں گے
حضور کی۔ کاتب نکالینگے صفت
نیزہ دار ہاتھ۔

برحق۔ برخاست۔ برخاستہ
برخلاف۔ برخوار دار۔ دیکھو ”بر“
برخ۔ (دھ) تھوڑا۔ چند
ہلکا پارہ۔

برد۔ (دھ) بضم اول و سکون دوم
فارسی میں صرف معنی نمبر میں
مستعمل ہے)۔ ا۔ مونث۔ آمدنی
منافع مفت کی رقم۔ (فقہ) بیعنامہ
میں فرضی رقم کھائی تھی شفع کے
دعوے میں سب رقم دلائی گئی
خریدار کو برد ہاتھ آئی۔ رشوت
بالائی آمد۔ شطرنج میں ایک
طرف کے سب ٹہرے اور پیادہ
کٹ جائیکو ”برد“ کہتے ہیں۔

بروز بار۔ (لغات فارسی)
میں اس لفظ کی ترکیب نہیں لکھی
ہے مولف کی رائے میں برد

عربی میں اک قسم کی چار گوشے کی
کلی ہوتی ہے۔ بار اٹھانوالا جو
شخص اس کلی کو لپیٹے ہوتا ہے
جو چھل ہوتا ہے لہذا اس مرکب کے
معانی متحمل کے ہوتے

بردباری۔ (دھ) مونث
برداشت۔ صبر۔ تحمل۔ اہمیت (میر)
عشق میں جون کو کہیں کچھ بردباری
کیجئے۔

برد دنیا۔ متعدی۔ آدھانا
کرنا۔ ہارنا۔ کھونا۔ تباہ کرنا۔
(جانفصاحب) وہ چال تم چلے
کہ دیا برد سارا گھر۔ اب باقی میں
ہوں داؤن پہ مچھکو لگائے۔

برد لینا۔ لازم۔ آدمیات
قبول کرنا۔ (داغ) خیر سے کہلتے
تھے ہم شطرنج۔ اشرف وہ تھر
بردنی ہم نے۔

برد مارنا۔ لازم۔ بازی
جیتنا۔ کامیابی حاصل کرنا۔ رشوت
لینا۔ مال مارنا۔ فائدہ حاصل کرنا
(محضات) ناظر نے اس مقدمہ
میں اچھی برد ماری ہزار روپیہ
تو چیلے سے اس نے وہ انگوائے
جو خاتون کشنی غیرت بیگم کو بہکا

پھسلا کرے اڑی تھی اور رقصے کی
بدے مبتلا سے اس کے حصے کی دکانوں
کا بیغناہ اپنے نام کا لکھوا لیا۔

برود ملنا۔ لازم۔ مفت کی
رقم ملنا۔ (داغ) چرایا ہے مرے
دل کو اور کہتے ہیں۔ یہ مفت مال ملا
خوب برود ہاتھ لگی

برود۔ (ع) بھنم اول سکون دوم)
مونث۔ خط دار چادر۔ سیاہ کلی
جسمین چار گوشے ہوتے ہیں
برودیائی بین کی ایک خاص

قسم کی خط دار چادر
بروداشت۔ دیکھو ”بر“
برود۔ (ع) بفتح اول سکون دوم)
نکر جاڑیکا موسم۔ سردی۔ صفت۔

سند۔
برود اطراف۔ (ع۔ برود۔
سردی۔ اطراف طرف کی جمع معنی
کنارہ) نذر۔ (طب) موت کی
سردی جسمین بیمار کے ہاتھ پاؤں سرد
ہو جاتے ہیں۔ (نیر) سوز دل بین
نفس سرد جو کھینچا ہم نے۔ برود اطراف
ہونا نارجم کو بھی۔

برود عجوز۔ (د)۔ برود جاڑا
عجوز بڑھیا عورت) جاڑے کے

آخری سات دن یعنی تین دن بھاگن
کے آخر کے اور چار دن ماہ چیت
کے ادائل کے ان دو دنوں میں
سردی کا موسم قریب الاختتام
ہوتا ہے اس واسطے یہ دن برود عجوز
کہلاتے ہیں۔

برودہ۔ (د)۔ مذکر د مونث۔
بندہ۔ غلام۔ کنیز (داغ) خسرو
سے جو چاکر ہیں تو محمود سے برودہ
اشد نے اشد سے سرکار محبت
یا لڑائی کا قیدی۔

برودہ فروش۔ (د)۔ صفت
لوٹدی غلام بھنے والا۔
برودہ فروشی۔ لوٹدی غلاموں
کی بکری۔

برودہ (س)۔ مذکر۔ بیل۔ ساند۔
برودہائی۔ برود ہوتی۔ (دھ)
مونث۔ وہ بازار جسمین صرف گاؤں
بیل فروخت کے لیے جمع ہوں۔
برودھانا۔ (دھ)۔ عم۔ متعدی
گائے بربیل کا چھوڑنا۔

برودھنا۔ لازم۔ عم۔
برودیانتا۔ (د)۔ صفت۔ عم۔ نیت
بے دیانت۔ بد دیانت کا بگاڑا
ہوا ہے۔

برڈا۔ برڈی (پتلی ٹکڑی) زمین
برسولان بلاغ باشد ولس
دیکھو "بر"۔
برزنا۔ لازم۔ کسی چیز کا زیادہ خشک
ہونے یا بوجھ کے نیچے دب جانے سے
کچ ہو جانا۔ اٹھنا۔ لکھنؤ کی زبان ہر
دلی میں اس جگہ اٹھنا کہتے ہیں
(دھڑلے لڑتے ہی آنکھ اپنی طبیعت
الچھ گئی تارنگہ سے تارنگ جان بر گیا
۱۔ عزور کرنا۔ (منیر) وصل ہونی
نہ دیا قبر کے تختوں کو بھی۔ واہ اے
نصرتہ برداز برز نے واہ
پھر رد۔ بر زبان۔ دیکھو "بر"
برسرخ۔ (۱) بفتح اول و سوم سکون
دوم و چارم لفظی معنی۔ آڑ۔ پردہ
روک۔ اس حالت کو برس کہتے
ہیں جو موت سے لیکر قیامت تک
رہی گویا اس دنیا کی زندگی اور قیامت
کے بیچ میں ایک حد فاصل ہے
۲ وہ چیز جو دو مخالف چیزوں کے
بیچ میں ہو۔ دو چیزوں کے بین میں
ایک ملتی ہوئی چیز جیسے اعراف
جو بہشت اور دوزخ کے بیچ میں
ہے۔ یا بوز نہ جو بہائم اور انسان
کے بیچ میں ہے۔ یا مونگا جو حیوان

و نباتات کے بیچ میں ہے جمع
برازخ) ۱۔ مونث۔ امریکہ کے بعد
قیامت پر پا ہونے تک رو میں
جس حالت میں رہی اس کا نام
برزخ ہے۔ مرنے سے قیامت
تک کا زمانہ ۲ وضع۔ مہج انوکھی
صورت۔ عجیب شکل (مسرور)
دیکھ کر رند ہوتے جاتے ہیں۔ کیا ہی
برزخ ہے شیخ صاحب کی۔ (بنانا
کے ساتھ) ۳ خیالی صورت (فقہہ)
پریشانی میں پیر کی برس خیرے سا
ہو جاتی ہے۔
برزن۔ (۱) بفتح اول و سوم سکون
دوم و چارم) مذکر۔ شرک کو چھٹائی
محلہ۔
برس۔ (۱) بفتح اول و دوم سکون
بریس) مذکر۔ بارہ مہینے کا زمانہ
سال۔ برسوں جمع۔ عورتیں مونث
بولتی ہیں (فقہہ) پانچ چہ برسین
ہوئی ہوئی جب لاٹ صاحب لکھنؤ
لئے تھے۔

برس برس۔ عم۔ سالہا سال
برس بھر۔ عو۔ سال بھر۔
برس برس۔ کادن۔ عو۔ وہ
خوشی یا جشن کادن جو سال بھر کے

ہوتا ہے۔ سالانہ تہوار کا دن۔
(معدون) آنے پہلے یا بد شکونی
مت کر۔ لے ابر نہ دو برس برس کا
دن ہے۔

برس بھر میں سخی اور سو م برابر
ہو جاتے ہیں۔ مقولہ جب بخیل کو
کوئی نقصان مالی ہوتا ہے اسوقت
کہتے ہیں۔

برس بیاؤڑ۔ مونث۔ عوا۔
وہ جانور جو سال کے سال بچہ دے
۲۰ وہ عورت جو برسوں دن یا
جلد جلد بچہ جنے۔

برس دن۔ مذکر۔ عویال
بھر (عالم) روز و حدے کے آج
سے گن تو۔ ہکوہلت دے اکٹس
دن تو۔

برس کا برس دن برس کے
برس دن۔ عوا۔ برس برس کا دن
(فقہ) اگر عید کے دن تک انگڑ کھا
تیار ہو کر نہ آئے گا تو تمھارا بھانجا
برس کے برس دن لوٹا لوٹا پھرے گا۔

برس گاتھ۔ (دھ)۔ فظلی معنی
سالگرہ (مونث)۔ ہندوستان میں
یہ رسم ہے کہ بچہ کی ابتدائی عمر میں
بطور منست کے جب لڑکا پورے

ایک سال کا ہوتا ہے تو ایک ناطری
پر عمر دیتے ہیں اور اسی ناطری میں
ہر سال دس گیارہ برس کی عمر
ہونے تک ایک ایک گرہ بٹھاتے
ہیں۔

برسون (س)۔ صفت سالانہ
ہر سال کا فاتحہ۔ برسی۔

برسوڑی۔ (دھ)۔ صفت۔ عم
سالانہ محصول۔ سالانہ لگان۔
برسون۔ سالہا سال۔
برسون جھلانا۔ متعدی۔ عرصہ
تک امیدوار رکھنا۔

برسون جھولنا۔ لازم۔ مدتوں
کسی امید میں رہنا۔ مدتوں کسی
کوشش یا تلاش میں رہنا (دھ)
امید وصل میں ہم جھولتے ہیں برسوں
سے۔ دہان رقبوں میں تیار بن
ہیں جھولون کی۔

برسون کا بیمار۔ مدت کا بیمار
زیادہ دنوں کا بیمار۔ (بہا عشق)
ہو گئی دلکی ایسی حالت زار جیسے
برسون کا ہو کوئی بیمار۔

برسون کی راہ۔ راہ جو برسوں
میں طے ہو۔ مبالغے سے کہتے ہیں
(آتش) برسوں کی راہ آگے

برسات کا موسم بسر کرنا۔ برساتی سیل
کا اشرقیول کرنا۔

برسات کی امس۔ برسات
کے موسم میں ہوا کا بند ہونا (قلق)
ضبط آہ سرد و گریہ سے نہ کیوں دم
پر بنے۔ سچ ہے کیا تکلیف دیتی ہے
امس برسات کی۔

برسات کی چاندنی۔ (مجازاً)
نایاب اور چیز۔ (شعور) فروغ زاہد
ہمگوار و ترو دامن ہے لایعنی۔ مجھے
چاندنی برسات کی زہریلانی کو۔
برسات میں گرا ہی گھر گھر
مثل۔ آسودہ حال کے سامان ہی
زائے ہن۔ دولت مند کی خاطر
ہر جگہ ہوتی ہے۔

برساتی۔ مونث۔ بارانی
داطر پروف۔ گاڑی کا سائبان
مکان کا سائبان۔ وہ فصل
جو برسات کی موسم میں تیار ہو
یا برسات کے موسم میں بوی جا
۵ چو پاپونکی خاص بیماری جو برسات
میں ہوتی ہے۔ لبرسات والا جیسی
برساتی سانپ۔

برساتی سانپ۔ سانپ جو برسات
کے موسم میں پایا جاتا ہے زہریلا

عزیزان نکل گئے۔ افسوس کا ردان
سے میں اپنے بچھڑ گیا۔

برسون کا مرض۔ پُرانا مرض
برسون دن۔ تابع فعل پہل
سال میں ایک بار (رٹک) آہن
برسون دن تو یہاں رات دن طواف
کعبہ کچھ اور ہے در سفاک اور ہی۔
برسی۔ مونث۔ وہ فاسخ

جو کسی شخص کے مرنے سے سال بھر
بعد کیا جاتا ہے مرنے کی سالانہ رسم
برسی کا دن دیکھو "برسی"

(ذوق) ایک حسرت تو برستی ہے
کبھی برسی کے دن۔ در نہ روتا ابر
بھی اپنے سر تربت نہیں۔

برسا۔ (س) عم۔ مونث۔ برسات
کی رت۔

برسات۔ (دھ) مونث۔ بارش
کا موسم۔ پانی برسنے کا زمانہ جو
ہندوستان میں پندرہویں اسٹھ
سے بھادون کی پندرہویں تک
رہتا ہے۔

برسات برساتھ۔ مقولہ۔
برسات کا لطف شوہر کے ساتھ
ہے۔

برسات کھانا۔ لازم

سہنیں ہوتا (راسخ) میرے گھر وقت
میں برساتی ہے سانپ - بچے کبیر
گیسوں والی گٹا -

برساتی کیڑے - چھوٹے کیڑی
مکوڑے جو برسات میں پیدا ہوتی
ہیں (مجازاً) اولاد کی کثرت
ظاہر کر نیکی کہتے ہیں -

برساتی فصل - برسات کی
ریت - وہ غلہ جو برسات میں بویا
جائے وہ غلہ جو برسات کی فصل میں
تیار ہو -

برساتیالیا - (ھ) وہ کاشت کاروں
کا ملازم جو سال بھر کی خدمت کا
معاہدہ کرے -

برساتام - (ف) مذکر - سینے
کے ایک مرض کا نام -

برساتانامہ (ھ) متعدی بلندی سے
غلہ ہوا کے رخ گرانا - پھینکا بچلانا
جیسے تیر برساتا - گولے برساتا -

برساتا کا متعدی (فقہ) خدایا پانی
برساوے (روپیہ یا دولت
کے ساتھ) لٹانا - کثرت سے کوئی
چیز دینا - مذکر - ہندوستان کی
ایک شہر کا نام -

برساتاؤ - مذکر برسنے والا - (دلاغ)

اٹھا ہے ابر کبے کی طرف سے میکش
مزدہ یمین رہنے کا بے برس
کہ یہ برساؤ بادل ہے -

برسبیل - برسسر - دیکھو برس
برسپت - دیکھو برسپت -

برسن پڑنا - لازم تہ منہ کا زور
سے گرنا - منہ کا ایک گرنا - پانی
پڑنا - دیکھو برساتا غرہ (قلق) نگاہی

گالیوں کی دیکھ کر مجھے بوجھا - برس
پڑے مرے آگے ہی ابر تر کی طرح
- امر غبار و کی اصطلاح ایک
مرغ کا دوسرے مرغ کو لڑائی
میں مارنا -

برساتنا - (ھ) بفتح اول و دوم
وسکون سوم) لازم - بارش ہونا
پانی پڑنا ظاہر ہونا - جھلکنا -
(دلاغ) ہمارے عکدہ دل سے یہ

برساتا ہے - کسی زمانے میں شادی
یہاں رچی ہوگی - (فقہ) اسکی آنکھوں
سے خون برساتا ہے - افراط سے
آمد ہونا - کثرت سے ملنا - (فقہ)

آجکل بڑے مقدمے کی پیشیان ہو
رہی ہیں وکیلوں پر روپیہ برساتا
بلندی سے غلے کا ہوا کے
رخ گرنا دیکھو برساتا غرہ متعدی

جھڑکنا - خفا ہونا - آڑے ہاتھوں
لینا - غصہ اُتارنا - غصے ہونا -
(داغ) بے خطا بر سے وہ ہم سے
ہم نے بھی برداشت کی - غیر کا مذکور
کیا آیا قیامت آگئی -

برسنا - (دھ بکسراول وفتح
دوم و سکون سوم) - عم - لازم
رہنا - موجود رہنا -

بروسی - بروسی - (دھ) - عم -
مونٹ - اٹکھی -

برسولہ - (دھ) - بردوزن
مرغولہ (ایک سم کا قرص) -

بر سے نہ برساوے ناحق
جی ترساوے - ا - مثل -
جب کوئی شخص کسی سے نفع کا
سہارا لگا کر یا بوس ہوتا ہے یہ
کہتا ہے -

برسکا برساوے - دمری
سیرکا ویکا - بنیاس
کھٹا ویکا مقولہ - (دھ) کے زیادہ بارش
میں کتے پھرتے ہیں یعنی خوب
بارش ہوگی غلہ بہت سستا ہوگا
بے جوگرانی سے خوش ہوتے ہیں
بوجہ ارزانی غلے کے اپنا سر پہن
گئے -

برسورام کر کے سے - بڑھیا
مرگنی فاقے سے - مقولہ - (دھ) کے
برسات میں کتے پھرتے ہیں
برش - (دھ) بفتح اول و دوم
وسکون سوم) - مذکر - سفید یا سیاہ
داغ جو کھوٹے کے اصلی رنگ
سے مختلف ہوں -

برش (اگ) - (دھ) -
یہ مذکر - موقوف مادہ بانو کا آلہ جس
سے کپڑے باجوئے کو صاف کرتے
یا بانو کو برابر کرتے ہیں - انگریزی
میں بضم را ہے - اردو میں سکون
را بولتے ہیں -

برش - (دھ) - بکسر اربعہ
تشدید و نیزہ تشدید دوم) -
شیرازی - کاٹ (داغ) تیغ قاتل
کو مگر تنگ فسان ہے سرمہ اور
ہی برش شمشیر نظر بڑھتی ہے -
(فلق) کرتے ہی مذکر برش کٹ جاتی
ہے منہ میں زبان - کیا قیامت
کاٹ ہے قاتل تری تلوار کا -
برشتہ (دھ) بکسر اول و دوم
وسکون سوم وفتح چارم) - صفت
بریان - بھونا ہوا -

برشکال - (دھ) بفتح اول و سکون

دوم دسین مجھ موقوف وفتح کا پ
 عربی سنسکرت مین ورش - بارش
 کال زمانہ وقت - مونٹ - برسات
 (سليم) پائے عیش کے جھلکاتی
 پریشکال آئی - شرابخوار دنگوگرتی ہوئی
 نہال آئی - مولف بہار عجم کی رائے
 مین یہ لفظ ہندی ہے لیکن فارسیوں
 نے اسکو استعمال کیا ہے مولف
 کی رائے مین یہ لفظ مغرس ہے
 سنسکرت مین ورشاکال تھا -
 برص - (ع فتح اول و دوم)
 مذکر - ایک مرض کا نام جسمین بدن
 پر سفید داغ پڑ جاتے ہن - کوڑھ
 برضد - برطبق - برطرف - برطری
 دیکو بڑ -
 برف لہ (ن) مونٹ (ناسخ)
 ہو کے پانی جو برف بہتی ہے چشمہ
 ونہو مین وہ جاری ہے - پالا
 جا ہوا دودہ یا شربت (صفت)
 بہت سرد - بہت سفید -
 برفاب - (ن) - بروزن

متاب اصناف مقلوب ہے جیسے
 گلاب) وہ سرد پانی جو برف کھلنے
 سے نکلتا ہے اور اس وجہ سے
 بہت زیادہ سرد ہوتا ہے -
 برفانی - بہت سرد - برف
 کی طرف منسوب -
 برفانی پہاڑ - ۱ - مذکر - وہ پہاڑ
 جو برف سے جمے رہتے ہن -
 برف پروردہ - صفت - برف
 مین سرد کیا ہوا -
 برف پڑنا - لازم - پالا پڑنا
 بہت سردی پڑنا - (داغ)
 کھینچی ہن سرد آہن کس نے شب
 جدائی - یہ آؤس پڑ رہی ہے یا برف
 پڑ رہی ہے -
 برف پینا - لازم برف کا پانی
 پینا -
 برف جانا - متعدی - کسی قیق
 چیز کو برف کی طرح منجمد کرنا - (داغ)
 توجادے برف لے ساتی سواگورگی
 برف جانا - لازم (قدر) لاکھ

لہ برف - یخ کا فرق - سخارات جو ہوا مین ملے ہوئے ہن سخت سردی کیوجہ
 سے جب تک سخت جگہ چھوٹی چھوٹی سوکھان سی بکوز مین پڑ گرتے ہن تو برف کے
 نام سے موسوم ہوتے ہن اور جب پانی کے قطرے بکڑ سردی کی شدت سے جم جائین
 تو یخ کہتے ہن -

گل بوئے جائیں باغبان - برق
جسم جائیگی ناندو نہیں مگر -

برق زردی - (ن) مونث
نقصان ہو برق کرنے سے زرع
کو پہنچتا ہے -

برق کا ذخیرہ - برق کی
کھٹی (مصنعی) عالم کی سرد مہر سی
سماگئی ہے - ہر اندون یہ سینہ اک
برق کا ذخیرہ -

برق کی کھٹی - کنوین کی شکل
کے گڑھے جبین آسانی برق جمع
کیجاتی ہے (قدر) پُر کے چر سے ہیں
ٹپا سے برق کے - برق کے کھٹی
کنوین ہیں سرسبز -

برق کی قفلی - ٹین یا مٹی کی
لاہی نوکدار ڈبیا جسمین دودھ یا سر
کی برق جاتے ہیں (فسانہ عجائب)
دو پیسے کو برق کی قفلی دو کھائے
بدن تھرائے -

برق گرنا - لازم - پالا پڑنا -
سردی پڑنا -

برق گلنا - لازم - برق کا
پگھلنا - بید سردی ہونا - جس زمانہ
میں پہاڑوں کی جہی ہوئی برق پگھلنا
شروع ہوتی ہے سردی پڑ جاتی ہے

برق دصاعقہ کا فرق - وہ چمک جو بادلون کی رگوں سے پیدا ہو - برق ہو وہ بجلی جو زمین
پر کیے - صاعقہ -

برق میں لگانا - متعدی - برق
میں سرد کرنا - نہایت سرد کرنا -
(انشا) لگا کے برق میں ساتی
صراحی مے لا -

برق والا - صفت - برق
نیچنے والا - شربت یاد دہ وغیرہ
کی برق جا کر نیچنے والا -

برق ہونا - لازم نہایت
سرد ہونا (فقہ) حکیم صاحب
ذرا دیکھئے تو مریض کے ہاتھ پاؤں
یکسے برق ہو رہے ہیں -

برق فیا - مذکر - (لکھنؤ) برق
نیچنے والا - برق کی قفلی نیچنے والا

برقی - (ن) - ایک قسم کا حلوا - ا -
مونث - ایک قسم کی دودھ کی مٹھائی
برق - (خ) - برقوق جمع (مونث)
- بجلی - وہ روشنی جو بادلون کی رگوں

سے پیدا ہوتی ہے یا صفت - تیز
چالاک - ہوشیار - مشاق (داغ)
قاصد یہاں سے برق تھا پر نصف
راہ سے - بیمار کی ہے پال قدم توں

کے ہیں صاف شفاف چمکیلا
(امانت و سوخت) چاندنی رات
کے دن آئے تو کھرا وہ قمر برق
پوشاک وہ بدلی کہ ٹپ جاکے بشر

برق دصاعقہ کا فرق - وہ چمک جو بادلون کی رگوں سے پیدا ہو - برق ہو وہ بجلی جو زمین
پر کیے - صاعقہ -

دسا خنگی، صفت - چکیلا بھر دیکھا - صاف شفات -

برق دوش - دن - برق بجبلی
دش - بشل - طرح - صفت - شوخ -
چکیلا - (مناہ عجائب) ناگاہ ایک
سمت سے دوہرن برق دوش صبا
کہ دار بجک جست تیز رفتار سامنے
آئے -

برق ہے - (فارسی برق شدن سے
لیا ہے، نہایت تیز ہے - ہوشیار ہے
بڑا چالاک ہے -
برقع - (ع بضم باو قاف - نقاب
اُردو میں رہبانوں پر بفتح قاف ہے)
مذکر - نقاب - وہ سلا ہوا کپڑا جس کو
اور مسکروں تنیں باہر نکلتی ہیں -
۲ مکھون کے مقام پر جالی لگی ہوتی ہے
سر سے پاؤں تک سارا جسم
چھپ جاتا ہے یہ لباس -
پوشاک (مقبولہ) بیجائی کا برقع
اور لیا ہے مجازاً وہ چھٹی جس میں
بچہ لپٹا ہوا پیدا ہوتا ہے -
برق اٹھانا - متعدی - بے
پردہ کرنا - منکھ سے برق ہٹانا -
برق اٹھنا - دیکھو برق اٹھانا -
برق اور صفا لازم - برق پہنا -

برق آہنگ - برق تازہ - برق جولان -

برق چنگال - برق سوار - برق شباب -

برق عنان - برق نگاہ - (ف) (مجازاً)
تیز - شوخ - عموماً معشوق کی صفت میں
بولتے ہیں -

برق بچکے کرنا - لازم - کسی چیز کو
تباہ کر دینے کی جگہ کہتے ہیں - (راسخ) اُن
سے میری آہ کی دلسوزیاں - برق بن نگر
گرمین تاثیر ہے -

برق ٹوٹنا - لازم - بجلی کرنا -
دآتش، جلوہ یار سے داغ دل بیتاب
ہوں دور - کشت پر یاس کی برق شر
افکن ٹوٹے -

برق خاطف (ف) چمک جو
آنکھ کو خیرہ کر دے -

برق دمان - (ف) چمکنے والی
بجلی -

برق دم - (ف) صفت -
دعا والی چیز کی تیزی کی نسبت
کہتے ہیں - مجازاً - تلوار (امیر) اب
خدا چاہے تو مقتل میں اٹھیں خوب
مزے - برق دم تیز ہوتی ہے مرے
توڑ پانے کو - (ف) صفت - بہت تیز -
چالاک -

برق و ذوق - (ف) - روشنی

برق پوش۔ دف، صفت برق

اور مے والا۔

برق کی جالی۔ وہ جالی دار

حصہ جو برق میں معمور ہوتا ہے۔ (ناسخ)

جالی برق کی نہیں لینے تمھاری عشق میں

خاک صحر چھانتی پھرتی ہے اس

غزال سے۔

برق ڈالنا۔ لازم۔ نقاب النما

برق اور نمنا۔

برق میں چھپڑے کھانا۔

لازم۔ لکھنؤ۔ عو۔ نیک چلنی کے پردے

میں بد چلنی کرنا جدادہ تسخیر گستاخی

معاف کون سا درخت ہے جسے ہوا

نہیں لگی ظاہر میں سب پار سالی کا دم

بھرتے رہے ہیں بڑی بڑی نیک

زمین بڑی بڑی عصمت والیاں

برق میں چھپڑے کھاتی ہیں

گھوٹکھٹ کی اوٹ میں نوالے نوش

کرتی ہیں۔

برق دار۔ یہ لفظ اہل ہند کی ایجاڑی

کا ذکر۔ عدالت پولیس کا سپاہی

پاسبان۔ اردلی۔ محافظ

بند و بچی۔ توڑے دار بند و ق

رکھنے والا۔ (آتش) کیا جو بارے

کچھ شغل برق اندازی۔ چراغ زندگی

خضر تک نشانہ ہوا۔

برک۔ دف بروزن فلک (مذکر

ایک قسم کا ادنی کپڑا جو اونٹ کے

بالوں سے بنا جاتا ہے (آزاد) نادر

شاہ اس وقت برک کی تبا پہنے

بیٹھا تھا۔

برکات۔ درع بفتتین برکت کی

جمع (لکھنؤ میں مذکر۔ اور دہلی میں

مؤنٹ)

برکت۔ درع بفتح اول و دوم و

سوم۔ زیادتی۔ نیک بختی برکات

جمع فارسیوں نے بسکون یا استعمال

کیا ہے۔ اردو میں بھی عموماً بائون پر

بسکون رہا ہے (مؤنٹ) زیادتی۔

درازی۔ ترقی۔ افزایش۔ نعمت

کی زیادتی (دسم) سچ تو یہ ہے کہ یہ نسبت

کی ہے ساری برکت۔ ہو گا خالی نہ بھی

خوان حسام الدولہ خوش قسمت

عروج۔ رفیع۔ نمود۔ (محسن) میں و

برکت لیے ہیں موجود۔ ہارون و

شعیب و صالح و ہود و بنیہ پسلی

تول میں بغرض نیک شگون کے

بجائے ایک کے برکت کہتے ہیں و

مکرم ہو گیا۔ ختم ہو گیا (آبجیات)

صبح کو روپیہ خوردہ کیا تھا دوپہر

کو دیکھو تو برکت

برکت اٹھنا - یا اٹھ جانا -

یا اٹھ جانا - لازم - برکت جاتی رہنا
رواق نہ رہنا - نکبت آنا - افزائش
معدوم ہو جانا - (امیر) ہلے غم جو
بھی جی نہیں بھرتا - برکت اٹھ گئی زانو
سے (مرآۃ العروس) قرض سے
رہی سہی گھر کی برکت اٹھ جاتی ہو
برکت جانا - لازم - برکت
اٹھنا -

برکت دینا - متعدی (عمرین)
درازی بخشنا - چیزوں یا کام میں دینی
فصیب کرنا - ترقی دینا - بڑھانا - بڑا
کرنا (فقہ) خدا عمر و اقبال میں برکت

برکت کے دن - عو - وہ

زمانہ جب سب چیزیں سستی ملتی
تھیں (فقہ) دو میان بیوی لیک
لڑکی سستا سماں برکت کے دن
شتم پشتم کی طرح گزر کر لیتے تھے
برکت ہونا - لازم (فارسی)
میں برکت شدن کن یہ تمام ہونے
اور مرنے کا ہے -! دراز ہونا - زیادتی
ہونا - تمام ہونا - ختم ہونا -
برکت ہوا - عو - ہو چکا - ختم

ہو گیا -

برکت ہے - عو - یہ کلمہ ذرا سائل
کے لئے بولتی ہیں - اور مقصود یہ ہوتا ہے
کہ نہیں ہے ختم ہو گیا - (داغ) پی جی
سب اب آئے زاہد آپ - جانے
بس جناب برکت ہے -

برکت کلا - (دھ) بضم اول و سکون دوم
فتح کاف عربی مذکر (ہندو) بار
جو ہوئی ماتا پر جلانے واسطے چڑھائی
ہیں - چھوٹا اٹھلا جبین سوراخ ہوتا ہے
برکت کلا - (دھ) بفتح اول و دوم ایک
قسم کے راجوت -

برکت کنا - برکت دینا - بضم اول و
فتح دوم - متعدی - عم - چھڑک
دینا - کسی سفوت کو کسی چیز پر
چھڑکنا - ڈالنا (فقہ) دال میں
ذرا سانک بڑک دو -

برکت کی - (دھ) بضم اول و سکون دوم
مونت - خاک کی آٹکی جبر جادو یا
منتر پڑھکر اس شخص کو مارتے ہیں
جبر جادو کا اثر ڈالنا منظور ہوتا ہے
(مجازاً) منتر جادو -

برکتی ڈالنا - یا برکتی مارنا متعدی
- عو - خاک کی ٹھکی پرجادو پڑھکر
مارنا (رنگین) میں آج زناخی سے

کچھ بول نہیں سکتی۔ کیا جانے کیا
اُنہوں نے ماری بھی برکی سے فریفتہ ہوتا
عاشق بنا لینا۔ اب یہ محاورہ
تردک ہے۔

برگکھا۔ (دھ) مونٹ۔ (ہندو)
برسات۔ مینھ۔

برگ۔ (ف) مذکر۔ پتہ۔ توشہ
سامان۔

برگ پان۔ چھوڑا پکانے کے
واسطے باندھتے ہیں۔ (ذوق) ہیرادل
آگے ہی سینے میں اک چھوڑا سا لگتا
ہے۔ خیال خط سبز بار نے کیوں برگ
پان باندھا۔

برگ تنبول۔ مذکر۔ پان۔
برگ کسبہ۔ (ف) مجازاً۔

کم مقدار۔ حقیر چیز۔

برگ سبزست تحفہ درویش

(ف) مقولہ جب کوئی چیز کسی شخص

کو دیتے ہیں تو خاکساری سے یہ فقیر

کہتے ہیں (منیر) نذر بیگم کو دیدیا مٹوا

عرض خدمت میں کی تصور معاف

نذر جو میں نے کی ہے یہ درپیش۔ برگ

سبزست تحفہ درویش۔

برگ و بار۔ (ف) دھون

کے بھل اور پتے۔

برگ و ساز۔ برگ توا۔

(ف) مذکر۔ ساز و سامان میاش

کا اسباب زندگی کا سامان

کھانیکا سامان۔ توشہ۔ خوراک

(غالب) رونق کار گاہ برگ

ولوا۔ نازش دودمان آب و

ہوا۔

برگ گاہ۔ (دھ) مذکر۔ چھوٹی لکڑی

برگ گد۔ (دھ برگت) مذکر۔ بڑا کا

درخت۔ بڑے۔

برگد کی جٹا۔ مونٹ۔ برگد

کی ڈاڑھی۔ (گلزار سیم) برگد کی

جٹا میں بال اُسکے۔ زبنور سیاہ

خال اُسکے۔

برگد کی ڈاڑھی۔ مونٹ۔ وہ

برگد کے ریشے جو شاخوں سے۔

لٹک کر زمین تک پہنچتے ہیں۔

برگ گزیدہ۔ برگشتگی۔ برگشتہ

برگشتہ نخت۔ برگشتہ ہونا۔ برلانا

دیکھو "بر"۔

برما۔ (ف) میں برہ سوراخ

کر نیکا آلہ۔ ہندی میں برما۔ س

ولو۔ ایک داسرے میں گردش

کرنا) مذکر۔ لوہے کا آلہ جس سے

لکڑی میں سوراخ کرتے ہیں۔

کے برن میں ملا ذات - قوم - ہندوؤں کی
چار ذاتوں میں سے کوئی ایک ذات
ہندوؤں کی چار ذاتیں - برہمن -
چھتری - دیش شودرہین ملا تارہ
مٹی جو پانی کے ساتھ کسی شیب کی
جگہ جمع ہو۔

برن کرنا - ۱ - متعدی - (ہندو)
کسی پکاری کو مذہبی رسوم ادا کرنے کی
غرض سے اجرت پر مقرر کرنا۔
پر کرنا - (م) - لازم - عم - جلنا۔
پر کرنا - (ن) - بر بالا + ناکے بمعنی حلقوم
سن بلوغ کے پہنچنے پر حلقوم کی
بڑی کسی قدر نمایاں ہو جاتی ہے،
مذکر - نوعر - جوان۔

برنا دپیر - جوان اور بڑے
ہر شخص دستور اس دار بے ثبات میں
کس کو قیام ہے۔ سب دغوغی میں موت
کے برنا دپیر ہیں۔
برنا مٹی - (م) - مؤنث دو قسم کی
مٹی ایک وہ جس کا رنگ زرد دھودھلا
وہ جس میں زردی سفیدی
مائل ہو۔

برنج - (ن) - بکسر - با - و - ا -
برنگ کا معرب ہے، مذکر - پیل
تانبہ اور حبت ملا ہوا۔

برہانا - متعدی - برے سے سولہ
کرنا (ہزار) زخمی کرنا۔ (مب) -
جو گئی فرقت میں اک اک شیلہ گھل
سوداں روح - دل کو ہر مانے کی صورت
ہزاروں کی ہر۔

برہم - اکس - (م) برہم - اکس
ہوئے برہمن کی روح) مذکر ایک
خاص قسم کا غیث (جان صاحب)
سوم کے گھر میں میان کی دال گھٹی ہی
نہیں - برہم - اکس جان لیگا انگ ٹیلی
کالکا۔

برہم بھاٹ - (م) بھاٹ کی ایک
قسم۔

برہموی - برہموی - (م) برہم
کا مخف خراب منہ چہرہ - عم - عو
اصفت بد شکل یا مؤنث - بلی
بر محل - بر ملا - دیکھو ہر
برہم - (م) - ایک حصہ ملک کا
نام یا ملک برہم کے باشندے۔

برہم - (س) - مؤنث - معانی جو
برہمنوں کو بطور خیرات دیکھتی
ہے۔

برہن - (م) - مذکر - جنس - سراپا
علیہ دلقن گل شمع کا جو جگہ گلزار
انجن میں - بیل ابھی جنم لے پوانے

جاوول بد اسطلاح اہل کیمیا، لوہا
برنجی۔ (د، صفت پتیل کا ۵)

(اردو) چھوٹی کیل۔

برنج کا پتی۔ (د، ایک دوا

کے بیج۔

برنجادی۔ (۱۔ صفت عم غلے کا تاجروہ
بنیا جو غلے ساتھ لیکر دوسرے پر حکام کے
ساتھ رہتا ہے۔

برنجین۔ برون قنن (د، چاندی
سوئے کی جوڑیاں جو ہاتھ میں پہنی جاتی
ہیں دست برنجین۔ اور جو پاؤں میں
پہنی جاتی ہیں پا برنجین
کہلاتی ہیں۔

برنج مشک۔ (د، مذکر۔ ایک دوا
کا نام۔ جسکو ہالنگوا کہتے ہیں۔

برنج۔ عم۔ صبیح لفظ براجم ہے۔

برندا۔ دس بکسر اول و دوم متبرک
درخت۔ ٹلسی (اس بوٹی کی نسبت
ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ پہلے ایک
عورت تھی جو آب ٹلسی کی شکل میں
ہے۔

برندا بن۔ (دس۔ ٹلسی کا چمکل،

یہ مقام متھرا کے قریب ہے یہاں
کرشن جی کو چونکنا شروع کیا
کرتے تھے

برنگا۔ دھ بفتح اول و دوم سکون
سوم، مذکر۔ لکڑی کا چھوٹا تختہ جو چھت
پاٹنے کے کام آتا ہے۔

برنجی۔ دھ بفتح اول و سکون دوم
مؤنٹ۔ پلک۔ وہ جگہ جس میں پلکین
نکلتی ہیں۔

بروا۔ دھ بکسر اول و سکون دوم
مذکر۔ عم۔ پودا۔ درخت۔

بروا۔ دھ بفتح اول و سکون دوم
مذکر۔ اخرا بفتح می کی ریتل زمین ۵
ایک راکنی کا نام۔ کہا جاتا ہے کہ
اس راکنی کے اثر سے وحشی جانور
رام ہو جاتے ہیں۔

بروا۔ دھ بفتح اول و سکون دوم
صفت وہ لوگ جو چاولوں کی صفائی
اور بیجے کا کام کرتے ہیں۔

بروت۔ (د، بضم اول و دوم
سکون و او معروف۔ سنسکرت

میں بھرو۔ ابرو۔ دت مفید قابلیت
یعنی عیون کے ہر تہا مؤنٹ مؤنٹچہ۔

بروٹ۔ (دھ بفتح اول و سکون
دوم و فتح سوم۔ برٹ۔ درم + دت

پیٹ یعنی پیٹ کا درم پیٹ کا
پھوڑا، مؤنٹ۔ ایک قسم کی سختی
جو پیٹ میں بوجہ ریاچ

رجسٹر نمبر

۷۸۶

۱۰۰۶

آشوب زمانہ دلربا کے سخن بہت غارتگر ہوشی ماہر اسے سخن بہت
آزادہ دماغ اسیرِ دامنِ دگر ند بیگانہ حلق آشنا کے سخن بہت

ادیب اردو

مرتبہ

خاکسار نور الحسن میر جلی کے ال ل بی

مقام شاعت دفتر نو ل لغات پائنا لکھنؤ

باہتمام

حامد حسن علوی منجبر

قیمت فی کپی چار روپے
قیمت فی کپی چار روپے

قیمت سالانہ ستر روپے
قیمت سالانہ ستر روپے

پیش کشین پائنا لکھنؤ میں طبع ہووا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

منہر یکم جون ۱۹۲۲ء عیسوی جلد ۲

(۵) امور مشورہ طلب

۲۴ از مولف نور اللغات

(۱) پورب کے مردم خیر قصبات

جناب مظفر حسین صاحب سلیمانی ۱

(۶) خم

جناب حافظ سلامت اللہ ص ۳۳

(۲) جوابات امور مشورہ طلب

حضرت شادان بلگرامی ۱۳

(۷) انتخاب اودہ پنج

(۳) چند نئے خیالات

۲۵ مانوڈ

جناب اظہار علی صاحب عباسی ۱۷

(۸) روح سخن

(۴) اقوال نادرہ

لسان الملک حضرت ریاض و حضرت نائب

جناب سید وزارت علی ص ۲۱

نور اللغات ۲۷۳ / ۲۸۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادیب اردو



جون ۱۹۲۲ء

نمبر ۶ جلد ۲

پہلوں کے مردم خیز قصبات

نمبر ۳

(گزشتہ سے پیوستہ)

محزون سید برکت اللہ بلگرامی شاگرد میر نوازش علی - محب سید غلام بنی ثانی صاحب
سینت و قلم، محضر حنین و متین و تحسین شہید زخم گوئی ۱۲۵۵ھ ہجری ذوقی و واحد
میر عبد الواحد بلگرامی ہر دو مخلص آپ کے اچھے مصنف شکرستان خیال دوست
میر عظمت اللہ نجمزکا میر اولاد محمد بن میر غلام امام برادر زادہ میر غلام علی آزاد
بلگرامی صاحب فرمائش خزانہ عامرہ ذوالفقار - سید ذوالفقار علی بن سید فرزند علی صاحب
دیوان - صانع تاریخی نام نظام الدین احمد عثمانی حافظ قرآن بلگرامی - ضیا - حافظ سید
ضیاء اللہ بلگرامی متوفی ۱۲۸۵ھ عشقی - سید برکت اللہ بن سید اولین بلگرامی ملقب
بہ صاحب البرکات مصنف دیوان ریاض عشق شاعر فارسی ہندی - عظیم الدین
ابن سید نجابت اللہ بلگرامی صوفی منش فور عظیم تاریخ وفات واحد - میر عبد الواحد

ترنہ می بلگرامی شہید لاہور واقع ۱۳۳۱ھ ہجری - واسق محی الدین بلگرامی شاگرد میر
نوازش علی متوفی ۱۳۳۱ھ۔

قدر بلگرامی - تاریخی نام غلام حسنین ہے جمادی الاخر ۱۲۲۹ھ ہجری کو سید خلف علی رضا
کے گھر میں پیدا ہوئے بلگرام میں فارسی پڑھ کر لکھنؤ گئے یہ زمانہ واجد علی شاہ کی
بادشاہت کا تھا وہاں علوم عربیہ سے فارغ ہو کر شیخ امان علی سحر کے شاگرد ہوئے
اور میرزا محمد رضا برقی المخلص فتح الدولہ کی خدمت میں عروض و قافیہ کی تکمیل کی
بعدہ غازی الدین حیدر کی بیگم سرفراز محل کی ڈیوڑھی میں ملازم ہو کر امداد علی بک
اصلاح لیتے رہے ۱۳۵۱ھ کے غدر میں جب لکھنؤ دہلی دونوں تاراج ہو گئے یہ
بلگرام آئے۔ میرزا غالب کے بہانجہ حضرت غلام عباس بیگ دہلوی نواب غلام
حسین خان المتخلص بہ حسین شاہجہانپوری۔ میرزا قادر بخش صاحب شہزادہ تیمور یہ
کے ہم جلس ہیں پنجاب بھی گئے اور پھر دہلی واپس آئے۔ اور میرزا انوشہ اسد اللہ خان
غالب دہلوی کی شاگردی کا فخر حاصل کیا چنانچہ خود لکھتے ہیں

سیکھے سحر و برق سے بندش کے بند پھر غالب و عجم نے بتائے پیوند
مجھسا بھی زمانہ میں ہو گائے قدر بدنام کندہ و نکو نامے چند
میرزا عباس بیگ اکسٹرا سنٹ کی سفارش سے ہائی اسکول ہرودینی میں
مدرسی پر مقرر کئے گئے۔ پھر نارمل اسکول لکھنؤ بھیجے گئے۔ جب دبیر الدولہ منشی
محمد طہیر الدین خان بہادر بلگرامی کا انتقال ہوا تو انہی جگہ پر کیننگ کلج کو پرنسپل
ہوئے۔ قدر نے ایک قصیدہ کیننگ کلج کے متعلق اتنا اچھا لکھا کہ اس کے ہر مصرعہ
سے تاریخ نکلتی ہے۔ جنوری ۱۳۵۱ء میں جب حضور نظام نواب میر محبوب علی خان
بہادر فرمانرواے دکن وایسراے سے ملنے کلکتہ تشریف لائے تو بنارس بھی
اُترے قدر نے بارگاہ حضور میں حاضر ہو کر ایک قصیدہ مسند نشینی کی تہنیت
میں اتنا اچھا پڑھا کہ بند گانغالی نے بہت پسند فرمایا اور اذراہ قدر دانی چار سو روپے
ماہوار پر ملازم رکھ لیا۔ قدر حیدر آباد گئے مگر وہاں گردشِ فلکی سے آب و ہوا
موافق نہ آئی بیمار پڑے علاج کی غرض سے لکھنؤ آئے مگر جابر نہ ہوئے اور ۱۳۵۱ھ
برس کی عمر میں ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ ہجری مطابق ۱۳ ستمبر ۱۳۵۱ء روز یکشنبہ کو

انتقال کیا اور کربلا سے خدا بخش مین دفن کئے گئے۔

قدر کے ایک مشہور غزل کے مقطع کے دوسرے مصرعہ سے وفات کا سنہ نکلتا ہے

ایسی تاریخین المامی ہوا کرتی ہیں

سبار آخر ہوئی ہے قدر کی تربت پہ سیلا

اس آخری زمانہ میں اردو شاعری کے لئے حضرت قدر واقعی سنایت قابل قدر تھے

قدر کے اس شعر سے ان کے لائق شاگردوں کا پتہ چلتا ہے اور وہ یہ ہے

واہ داد وجد و جان صل علی ارشد و صبح

و جد کا نام خلیل صاحب تھا اور جو آن ہزاری لال بنارسی کا تخلص تھا۔ ارشد

غلام حیدر صاحب تھے، اور صبح منشی سٹلکر پر شاد سے مراد لی گئی ہے۔

انتخاب از کلام قدر۔

اڑاے لئے بھرتی ہے خاک میری یہ اٹھکھیلیاں اے صبا یاد رکھنا

نہ آگے بڑھیں گے قدم تیرے قاصد یہی ہے وہاں کا پستہ یاد رکھنا

لاکھوں مین چناخت اک وفادار دل کو رہ بھی خراب نکلا

آنکھوں مین کھپا سخت وہ گل تر اشکون کے عوض گلاب نکلا

دیکھئے حال شمع و پروانہ خود بھی جلتے ہیں جو جلاتے ہیں

یوسف دل کی جستجو مین آج قافلے آنسوؤں کے جاتے ہیں

قدر زمان سرا ہے یہ دنیا لاکھوں آتے ہیں لاکھوں جاتے ہیں

مرے کعبہ دل کے ٹٹنے کا غم ہے جو اوڑھ ہے کعبہ عبا کالی کالی

یہ نام نہ قدر مفسر مین نکلا اچھی دھوپ مین اک گھٹا کالی کالی

آئینہ دل ہے کسی عاشق کا زلف کا دھیراں رہا کرتا ہے

زلف کا دھیراں رہا کرتا ہے جی پریشان رہا کرتا ہے

ہے سلامت جو سنگ دران کاؤ سیکڑوں مجھ سے درد سہرا لے

مرنے کے بعد کوئی سا بھی نہیں کسی کا سب لوگ اپنے اپنے کردار دیکھ لینگے

کوچ مین اب بتوں کے ای قدر بچھڑا کر ہم قدرت خدا کے اسرار دیکھ لینگے

شمس العلماء نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب عرف جنین میاں

سی ایس آئی بلگرامی آپ سید زین الدین صاحب کے صاحبزادہ اور علوم و فنون و قابلیت میں بلگرام کے اعلیٰ اہل علم و مشاہیر کے یادگار ہیں اگر انگریزی میں گریجویٹ تو عربی میں عالم اور فارسی میں منتہی اردو زبان کے نقاد و تحقیقات علمی میں آپ کا پایہ نہایت بلند ہے۔ پیشتر کیننگ کالج لکھنؤ میں آپ پروفیسر ہوئے تھے مگر جب نواب مختار الملک سر سالار جنگ میر تراب علیخان بہادر مدار الملہام دکن اودھ تشریف لائے اور یہاں کے اکثر قابل لوگ لیگئے تو اسی سلسلہ میں سید صاحب مدوح کا بھی حیدر آباد جانے کا اتفاق ہوا آپ نے اپنی علمی لیاقت اور عقلی قوت سے وہاں خوب ترقی کی اور ارکان دولت کے ممتاز درجہ پر پہنچے جناب صوفی حضور نظام میر محبوب علی خان بہادر فرمانرواے دکن کے سکریٹری اور صیغہ تعلیمات کے ناظم و انسر اعلیٰ رہے ہیں آپ کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے یہ خاص برتاؤ کیا کہ کل تنخواہ پشمن میں جاری فرمادی جو تین ہزار ماہوار بتلائی جاتی ہے۔ سید صاحب و ایسر اے گورنر جنرل کی کونسل کے ممبر بھی ہوئے تھے اور جب ہند سے لندن تشریف لے گئے تو وہاں انڈیا آفس کی نمبرری کو بھی آپ نے بہت بخشنی سید صاحب حضور نواب میر عثمان علی خان بہادر کے انگریزی زبان میں شاہین جب نواب یوسف علیخان بہادر سالار جنگ ثالث کو ہندوگان عالی نے قلمدان وزارت عطا کیا تو ان کی اعانت و امداد کے لئے نواب عماد الملک بہادر ہی کو اسٹنٹ مدار الملہام بنایا تھا۔ گورنمنٹ برطانیہ اور ریاست دکن دونوں جگہ سے آپ کو اعلیٰ درجہ کے خطابات مرحمت ہوئے جو آپ کے نام کے ساتھ شامل ہیں۔ آپ کے اکثر مضامین علمی رسائل میں طبع ہو کر شائع ہوا کرتے ہیں کتاب مراسلت آپ کی تصنیفات سے راقم کی نظر سے گذری ہے قرآن شریف کا ترجمہ بھی آپ نے انگریزی میں کیا ہے۔ اشاعت کلیات خسرو کی تحریک اور پندرہ سو روپیہ کی امداد بھی آپ ہی نے محمد ن کالج علی گڑھ کو دی ہے جس کا تذکرہ مکر می حاجی نواب اسحاق خان آنریری سکریٹری نے اپنی تحریرات میں شائع کیا ہے۔ کانفرنس رام پور میں راقم کو جناب والا سے نیاز حاصل ہوا تھا اور کلیات خسرو کے بارے میں گرامی نامہ بھی خاکسار کے نام صادر ہوا ہے۔

فضلا سے بلگرام کی شہرت آپ کی ذات سے قائم ہے آپ کے فرزند سید ہدیٰ حسن صاحب ایم اے حیدر آباد دین سکریٹری حضور ہیں۔ اور دوسرے فرزند سید ہاشم صاحب حیدر آباد دین جج رہے تھے۔ تیسرے فرزند سید بدر الحسن صاحب بلگرام کے علاقہ پانچ سے تعلقہ داران اودھ میں داخل ہیں۔ کتاب حیات مسیح میں راقم نے آپ کی پہلی ملاقات جو حضور نظام سے ہوئی تھی اُس کا حال تحریر کیا ہے۔

شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی [آپ نواب عماد الملک مسطور الصد کے برادرِ نامدار ہیں فی زمانہ ہمہ دانی ہیں فخر بلگرام اور فضلاء عظام کی قابلیت کے نمونہ تھے دنیا کی مختلف زبانوں سے واقفیت حاصل کی تھی۔ حافظہ میں فیضی وقت تھے۔ اعلیٰ دماغی و ذہانت کا یہ عالم تھا کہ جس علم کی طرف توجہ کی اس میں مداخلت کی حاصل کر لی۔ عربی، فارسی، انگریزی کے ساتھ سنسکرت کے بھی عالم تھے سید صاحب آکسفورڈ کالج لندن کے گریجویٹ ہیں۔ ریاست حیدر آباد دین آپ محکمہ انجیری ریلو معدنیات کے افسر اعلیٰ رہے۔ اور جب لندن گئے تو وہاں آکسفورڈ یونیورسٹی میں مریٹ زبان کے پروفیسر مقرر ہوئے اور ولایت میں بیرسٹری حاصل کی۔ فریقِ نجیبانے دو کتابوں کا ترجمہ بھی آپ نے بڑی قابلیت سے کیا۔ ان کا نام تمدن عرب اور تمدن ہند رکھا۔ اس ترجمہ میں نہایت خوبی یہ ہے کہ اردو زبان کے دائرہ کو وسعت دی اور انگریزی الفاظ استعمال میں نہیں لائے۔ یہ دونوں کتابیں خاکسار دیکھ چکا ہے۔ جب آپ اپنے وطن بلگرام آتے تو ہر دوئی میں قیام کرتے۔ راقم آپ سے ہر دوئی ملنے بھی گیا تھا۔ اکثر یورپین آپ کے شاگرد ہوئے چنانچہ مسٹر نارٹن ڈپٹی سٹرن ہر دوئی۔ مسٹر جنکین کلکٹر ضلع ہر دوئی نے آپ سے پڑھا ہے۔ انگریزی خطابات بہت سے آپ کو عنایت ہوئے ہیں۔ انسوس کہ اللہ تعالیٰ میں بمقام ہر دوئی آپ نے رحلت فرمائی۔

حضرت سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ [میر صاحب مدوح بلگرام کے اولیائے کبار سے ہیں ولایت و کلمات سے خدا نے بہرہ یاب کیا تھا مجاہدہ اور مشاہدہ فیضیاب تھے میر صاحب شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ہم عصر ہیں بلکہ شیخ کا زمانہ انتہائی اور آپ کا انتہائی تھا۔ کیونکہ آپ نے شانہ ہجری میں وفات پائی اور شیخ

دہلوی نے سائنہ ہجری میں ۳۴ سال کا تقدم میر صاحب کو ہے مگر دونوں بزرگوں نے عمر طویل پائی لہذا دونوں کا ایک زمانہ میں موجود ہونا ثابت ہے ہر ایک ان میں ایک عہد کا وحید العصر ہے دہلی میں شیخ مدوح کی ذات سے علم و فیض کے انوار پیدا ہوئے تھے اور بلگرام میں میر صاحب سے ارشاد و ہدایت کی شمع روشن تھی۔

میر صاحب نے نصوت میں - سبع سنابل ایسی لاجواب کتاب لکھی کہ جو بارگاہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پسند ہوئی اس کے متعلق شاہ کلیم اللہ جان آہادی سے جو دلی کامل تھے منقول ہے کہ میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا خواب میں دیکھا کہ میں اور سید صہبنت اللہ حضور سرور عالم کی مجلس اقدس میں حاضر ہوئے اس وقت جگہ صحابہ کرام اور ایسے عظام بھی حاضر ہیں ان میں ایک شخص ہیں جسے رسول اللہ شہم فرما کر نبیؐ بنائے ہوئے ہیں اور نہایت التفات فرماتے ہیں۔ میں نے سید صہبنت اللہ سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں انہوں نے کہا۔ میر عبد الواحد بلگرامی چشتی اور ان کے اس احترام کا باعث ان کی کتاب سبع سنابل ہے جو رسول خدا کی خدمت میں نہایت مقبول ہوئی۔ اس کے ماسوا شاہ کلیم اللہ دہلوی نے اور بھی بہت سے فضائل میر صاحب کے بیان کئے۔

ملا عبد القادر دہلوی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں لکھا کہ جس رات عید النور سے بلگرام میں ملاقات ہوئی وہ میر سے لئے شب قدر تھی اور میر صاحب فضائل و کمالات و ریاضت و عبادت و اخلاق و صفات میں نظیر نہیں رکھتے تھے مشرب آب کا عالی طبیعت ان کی بلند نظم و نثر میں دستگاہ کامل ہے۔ نزہۃ الارواح کی شرح بڑی تحقیق سے لکھی اور مسلک صوفیاء میں بہت رسائل آپ نے تصنیف کئے۔

ملا صاحب جیسے صاف گو زاہد خشک جب میر صاحب کی ان الفاظ میں تعریف و عظمت تحریر فرمائیں تو درحقیقت میر صاحب کی شان بڑی ارتعاد اعلیٰ تھی۔

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی نے جب آپ کی کرامت و بزرگی کی توصیف سنی تو ایک اپنا معتمد میر صاحب کو خدمت با برکت میں بھیجا اور ملاقات کی تمنا ظاہر کی۔ میر صاحب بادشاہی لشکر میں تشریف لے گئے، بادشاہ مذکور نہایت تعظیم و توقیر سے پیش آیا اور پانسویس گھوڑے اراضی بلگرام میں عنایت فرمائی۔

سیر عبد الواحد صاحب بلگرامی مخدوم شاہ مینا صاحب ولایت لکھنؤ کے سلسلہ میں تیسری پشت میں ہیں۔ کیونکہ میر صاحب موصوف شاہ صفی خلیفہ شیخ سعد خیر آبادی کے مرید تھے اور مخدوم شیخ سعد حضرت شاہ مینا کے خلقائے اعظم سے ہیں۔ جب شاہ صفی الدین نے وفات کی اس وقت میر صاحب کی عمر ۱۸ برس کی تھی اُس کے

بعد میر صاحب اپنے باپ کے دوست شیخ حسین سے جو عارف باللہ تھے تعلیم و تلقین پاتے رہے نفائیس الماثرین علاء الدولہ میر تکیہ سیفی قزوینی میر صاحب کے بابت تحریر کیا ہے کہ میر صاحب بادۂ فقر و درویشی کے نشہ سے مخمور ہیں۔ شیخ محمد غوث نے گلزار ابرار میں لکھا ہے کہ میر صاحب علم ظاہری و باطنی سے مستفیض اور حق تعالیٰ نے ان کو صاحب حال و قال کیا ہے نہایت الارواح کی شرح اپنے اس خوبی سے لکھی ہے کہ اس کی جملہ عبارت کو حقیقت کی طرف منطبق کر دیا۔ میر صاحب کی تصنیفات میں حقائق ہندی شرح قصہ چار برادر حل شبہات شرح مصطلحات دیوان حافظ سبع سنابل ہیں۔

میر صاحب کی کرامت میں لکھا ہوا ہے کہ ایک چور میر صاحب کے گھر چوری کی غرض سے آیا اور اپنی شامت اعمال سے اندھا ہو گیا اُس نے فریاد کی میر صاحب کو اس کے حال پر رحم آگیا آپ نے اُس سے توبہ کرائی اور خدا نے آپ کی دعا کی برکت سے اس کی آنکھیں روشن کر دیں۔

میر صاحب کی شادی قنوج میں ہوئی تھی اس وجہ سے بعض نے آپ کو قنوجی کہا دراصل میر صاحب بلگرام کے باشندہ ہیں میر صاحب کے والد ماجد کا نام سید ابراہیم تھا اور داد سید قطب الدین صاحب تھے۔ میر صاحب کے پردادا سید ماہر دین شاہ بدھا کو ۲۴ موضع بلگرام میں بادشاہ دہلی نے مرحمت کئے تھے انھوں نے بلگرام میں قلعہ بھی بنایا تھا قصبہ سرہ کے متعلق کٹرہ ماہر و سید صاحب صنو کے نام سے مشہور مقام ہے۔ سید ماہر و کے ایک فرزند قصبہ باڑی کے قاضی ہوئے تھے جنکو اکبر بادشاہ نے پورا قصبہ باڑی جاگیر میں دیدیا تھا۔ سید صاحب ماہر و کے ایک فرزند کی اولاد میں خداوند کریم نے اتنی برکت دی کہ ایک محلہ پورا آباد ہو گیا میر آزاد بلگرامی نے تاریخ ماثر اکرام میں لکھا ہے کہ سید ماہر و کے تیسرے

فرزند کو جن کی اولاد میں میر عبد الواحد صاحب ہیں میرے جد امجد سید محمود اصغر کی صاحبزادی بیابھی تھیں۔

میر عبد الواحد کی عمر سو برس سے تجاوز کر گئی تھی۔ شب جمعہ کو ۳ رمضان سالہ ہجری میں آپ کے رحلت کی تاریخ وفات یہ ہے۔

چورفت و آخر صوری و معنوی گفتم ہزار و ہفتادہ شب جمعہ ماہ صوم سوم مزار پُر انوار آپ کا بلگرام میں زیارت گاہ خلافت ہے۔ میر صاحب کے چار فرزند جو جن کے نام یہ ہیں۔ سید عبد الجلیل۔ سید فیروز۔ سید یحییٰ۔ سید طیب۔

حضرت مخدوم سید علاء الدین صاحب سند بلوی۔ مخدوم صاحب اپنے وقت کے قطب اور سندیلہ کے صاحب ولایت ہیں۔ عمدہ زندگی میں احیاء دین میں اور بعد وفات فیض و برکت کے تصرفات آپ سے اب تک برابر جاری ہیں۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ اہل حاجت آپ کے توسل سے مرادین پاتے اور آپ کے مزار کو قبلہ حاجات سمجھ کر چار دین چڑھاتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سندیلہ مخدوم صاحب کے فیض قدم سے گلزار ہے عارف علی شاہ جو عارف کامل تھے سندیلہ کی انہیں خوبون کو نظم کرتے ہیں۔ کوئے عشق است خاک سندیلہ در نکوئی بھیج شہر دوپار لے خوشا خاک پاک سندیلہ بنود اشتراک سندیلہ پڑا مخدوم صاحب سیدی سید اور واسطی نسبت سے مشہور ہیں بیش واسطون سے آپ کا نسب حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام تک منتہی ہوتا ہے آپ کے والد بزرگوار سید محمود سید ابوالفرح کی اولاد امجادین تھے آبائی سلسلہ سے آپ حسینی اور مادری ذریعہ سے آپ حسنی ہیں۔ کیونکہ آپ کی والدہ سیدہ صفیہ حضرت عوث الثقلینؓ کی اولاد امجادین تھیں۔

مولانا حافظ امام بخش صاحب تاریخ الانساب میں اس موقع پر رقمطراز ہیں کہ قصبہ سندیلہ محل و رواد لیا سے کبار است بزمہ طالبان حق فیض ہا میر ساند مرقد پاک ایشان زیارت گاہ خلافت و کعبہ حاجات خاص و عام در گاہ خلافت پناہ حضرت سید العارفین سند الواصلین شیخ الکاملین زبدۃ الواصلین جناب

مخدوم سید علاء الدین کہ قطب زمان خود بخودہ و از زمرہ خلفائے شیخ الاسلام
 شیخ نصیر الدین قدس سرہ و مرثیہ عام خلافت است و اولاد امجاد اکثرے بجلیلہ
 فضیلت آراستہ و پیراستہ درین قصبہ توطن دارند و آن جناب صاحب
 ولایت قصبہ مذکور است۔ یہی عبارت مرآۃ الاسرار و بحر ذخائر میں بھی ہے۔
 سنہ ہجری میں آپ کی پیدائش ہوئی اور لفظ مخدوم سے ولادت کا سنہ
 نکلتا ہے حق تعالیٰ نے اس تاریخی مادہ کے معنی آپ کی ذات ستودہ صفات سے
 ظاہر فرمائے اور مخلوق کی خدمت کا درجہ آپ کو عنایت فرمایا۔ لہذا اب آپ
 والدین نے علاء الدین نام رکھا۔ بارہ برس تک آپ تحصیل علوم ظاہری میں مشغول
 اس کے بعد علم معرفت اور حقیقت کے حصول کا خیال پیدا ہوا اور سید
 نصیر الدین چراغ دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دوران میں چراغ
 دہلی نے حضور سرور عالم سلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور فرماتے ہیں کہ میرا
 علاء الدین تمہارے پاس آتا ہے اُسکو تم علم باطن کی تعلیم کرو اور آپ کی تہذیب
 سامنے کر دی اور انہوں نے اچھی طرح شناخت کر لی، جب مخدوم صاحب چراغ دہلی
 کی خدمت میں پہنچے تو حضرت مددوح نے مراسم استقبال دیکھا اور ارشاد کیا کہ میں
 آپ کی تعلیم کے لئے مامور کیا گیا ہوں آئے اور اسی وقت مرید کوہ کے علوم باطنی اور
 دولت عرفان سے مالا مال کر دیا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ میں اپنا فرض منصبی ادا کر چکا چونکہ آپ سید المرسلین علیہ السلام کی اولاد
 ہونے کا شرف رکھتے ہیں اس لئے مجھے آپ کو نذر رکھنا سزا سب سے آپ طلب
 ازودہ میں جائے اور اپنے جد امجد خاتم الانبیاء کے دین کو پہالہ کے۔ یہ زمانہ مستقیم
 کا تھا اور سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الہی زندہ تھے جو کہ قصبات ازودہ کا
 تذکرہ ہے، اس لئے اس امر کا اظہار بھی خالی از و جہی نہیں کہ چراغ دہلی بھی ازودہ
 کے باشندے ہیں مگر اپنے پیر محبوب الہی صاحب ولایت دہلی کی جامعیت کی وجہ سے
 وہیں سکونت اختیار فرمائی تھی اور اپنے پیر کی زندگی ہی میں خلیفہ اور مجاز ہدایت
 ہو چکے تھے۔

چراغ دہلی نے عطاءے خلافت کی وقت مخدوم صاحب کو ایک سند خرج خاٹواہ کیلئے

حنایت کر دی تھی جس میں میں سوساٹھ بیگہ اراضی درج تھی جو آج تک بدستور آپ کی اولاد میں چلی آتی ہے بارہا سلطنت میں انقلاب ہوئے مگر اس جاگیر میں آج تک تغیر نہ ہوا یہ انہیں بزرگان دین کا تصرف ہے۔ اس امر کی تصدیق کتاب مرآۃ الاسرار کے مصنف نے بھی کی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ منجانب بادشاہ دہلی جو سند بنا بر مصلحت خافقاہ شریف آئی تھی وہ آپ کے پاس اسوقت پہنچی جبکہ آپ روانہ ہو رہے تھے چونکہ آپ نے بحری راستہ سے سفر کیا تھا اور شتی میں سوار ہو کر روانگی فرمائی تھی۔ اس سند کو دریائین ڈاکٹر سندی اللہ یعنی میرے لئے اللہ سند ہے فرمایا تھا چونکہ خدا کی ذات پر آپ بھروسہ کیا تھا اس کا یہ صلہ ہے کہ شاہنشاہ حقیقی نے آپ کو ہمیشہ کے لئے یہ جگہ رحمت کی الفصہ اپنے وہان سے روانہ ہو کر جگہ قیام فرمایا اس جگہ کا نام سندی اللہ رکھا آخر کثرت استعمال سے سندیلہ ہو گیا۔

راقم سے ایک بزرگ نے یہ لطیفہ بیان کیا کہ مخدوم صاحب نے اپنے دست حق پرست سے جو سند دریائین ڈاکٹر سندی اس میں ایک گہرا راز یہ ہے کہ جب تک دریائے جہنا جاری رہو گا اسوقت تک یہ معافی آپ کے تصرف سے خدا بجا رکھے گا۔ دوسری با سبب ظاہر سند سے بے نیاز ہونا توکل کی دلیل اور ماحوا سے انقطاع کلی کا اظہار ہے المختصر جب مخدوم صاحب وہان سے روانہ ہو کر اس مقام پر جس جگہ اب سندیلہ آباد ہے ہوئے اور تالاب گیونڈی پر فردکش ہوئے تو ایک قوم آرکھ جو میان آباد تھی اور نہایت سرکش و غریب النفس تھی مانع قیام ہو کر درپے آزار ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سخت معرکہ پیش آیا آرکھوں اور مخدوم صاحب کے مابین صبح سے دوپہر تک میدان کارزار گرم رہا خوب جنگ ہوئی مجاہدین اسلام گڈھی کے اندر پہنچ گئے اور آرکھوں کو پسپا کر کے گڈھی پر اپنا قبضہ کر لیا دشمنوں کی جماعت تلوار کے گھاٹ اتر گئی اور بقیۃ السیف جان بچا کر بھاگے جب جنگ ختم ہو گئی تو باشندگان دیہات کو امان دی گئی مخدوم صاحب کے رفقا جو شیوخ صدیقی و کرمانی و اہوازی وغیرہ آپ کے ہمراہ آئے تھے شہید ہو گئے مگر فتح مخدوم صاحب ہی کو ہوئی ایسے فتح کا زمانہ سوائے ہکا تھا اسوجہ سے گڈھی کا تاریخی نام مخدوم گڈھی رکھا گیا اور مخدوم صاحب نے اسی کو قلعہ قرار دیکر اپنی سکونت اختیار کی آپ کی

درگاہ بھی اسی گڈہی کے اندر تعمیر ہوئی اور قصبہ کی آبادی کا نام حسب بیان مذکور بالا مسندی القدر مقرر کیا گیا اور آپ کی جاگیر معانی مخدوم پورہ سے موسوم کی گئی۔

مسندیلہ کی اسلامی دنیا کے بانی مخدوم صاحب ہی دین آپکی ذات سے دین محمدی کو انوار پھیلے اور مسلمانوں کی آبادی کی ترقی ہوئی بہت سے قبیلہ جو آپ کے ہمراہ آئے وہ مسندیلہ کی آبادی کے باعث ہوئے بیشتر یہ مقام بالکل ظلمت کدہ ہو رہا تھا۔

بالآخر جو آکر کچھ مسندیلہ سے مفرد ہو کر کاکوری میں جسے پہلے کاکور گڑھ کہتے تھے مجتمع ہوئے اور باشندگان مسندیلہ کو تکلیف پہنچانے پر آمادہ تھے اس حالت میں مخدوم صاحب کو ان موذیوں کی گوشمالی لازم آئی چنانچہ مخدوم صاحب نے سید نصیر الدین اور سید خواجہ احمد اپنے ہر دو فرزند ان کو مع جمعیت لشکر کے روانہ کیا اور دولت بنگال

جو شاہی فوج کا سردار اور آپ کا پیر بھائی تھا وہ بھی معاونت کے لئے تیار ہوا جب جماعت کاکوری پہنچی تو تالاب ہووہ پر لڑائی ہوئی سخت مقابلہ ہوا سید نصیر الدین معہ دولت باریخان کے شہید ہوئے مگر فتح خدا نے مخدوم صاحب ہی کو دی آ کر ہونے فرار کر کے لکھنؤ میں پناہ ڈھونڈی سید نصیر الدین علیہ الرحمۃ کا مزار کاکوری میں تالاب ہووہ پر بنایا گیا جو زیارت گاہ غلامی ہے اور یہ نصرت آپ کے مرقد شریف سے جاری ہے کہ اگر کسی کی چیز گم ہو جائے اور دوبارہ ملنے کے لئے تین کوڑی کی ٹھہرنی آپ کی فاتحہ کیواسطے مانی جائے تو وہ چیز مل جاتی ہے۔ جب کاکوری میں بھی مخدوم صاحب نے ان سرکشوں کے قدم نہ جمنے دئے اور ان کے تقابہ ہشتعال کے لئے سید خواجہ احمد کو معہ مجاہدین کے لکھنؤ بھیجا وہاں بھی جنگ دہیکار ہوئی

آرگہ بیان بھی منسوب ہوئے اس محاربہ میں سید خواجہ احمد شہید ہو گئے امکا دفن لکھنؤ میں تالاب او ماذا اس کے کنارہ پر بنایا ہوا ہے اس مدت میں سلطان علاء الدین خلجی جو عرصہ سے علیل تھا وہ دہلی میں انتقال کر گیا ملک نائب وزیر اعظم نے امر ادا کر کے

سے سازش کر کے خضر خان ولیہد کو معزول اور شہاب الدین عمر کو جو طفل اہلک سالہ تھا تخت پر بٹھلایا اور ظہیراؤ شاہی خان اور خضر خان جو قلمہ گو الیارین مقید تھے ان کی آنکھیں بکھوڑا ڈالیں مگر اسی زمانہ میں خسر خان نے بادشاہ قطب الدین ولد علاء الدین کو جو بعد شہاب الدین عمر کے بادشاہ ہو گیا تھا قتل کیا

جوابات امور مشورہ طلب

مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۱ء

سرتاج بھرتا۔ اچھی یا بری طرح سے کسی شے کو مصرف بن لے آنا
سٹی بھولنا۔ صحیح سٹی بھول جانا۔ پریشان و حیران و مضطرب ہو جانا
تہید مرد۔ وہ شخص جو راہ دین میں غمید ہوا ہو۔ مسلمانوں کا خیال ہے کہ شہداء ہمیشہ زندہ ہیں
اور قرآن کی اس آیت سے تمسک کرتے ہیں۔ لا تحیوہم اموات بل ہم احياء
زندہ ہونے کی وجہ کسی کے گھر کی کوٹھری اور طاق میں رہا کرتے ہیں۔ فاعثروایا
اولی الالباب۔

سراپہ تھا۔ بن اس لفظ سے نابلد ہون
کنائی کاٹ جانا کسی سے کسی کو کسی محل پر امید اعانت ہو مگر وہ شخص باوجود علم یا موجود
اعانت سے چشم پوشی و اعراض کر کے ہٹ جائے۔ اسے کنائی کاٹنا کہتے ہیں۔
گیتان باندھنا نہیں معلوم۔ بیان بھرتا۔ تیز کا گنا البتہ سنا ہے
گئے گنا کو سنا لگ جانا۔ کو سننے کا اثر کسی پر ہونا کئے اصل میں کو سے کی صفت ہے
یعنی سخت اور مکر وہ کو سے

گھنڈا اڑنا۔ خلل واقع ہونا۔ گھنڈا نہ پڑنا۔ رخ نہ پڑنا۔ کمر جانا کسی شے کا نشان پڑ جانا
کچا کھکا۔ وہ موٹے پیسے جو ڈبل پیسے سے پہلے چلتے تھے۔

گاؤ گھپ۔ گاؤ خورد۔ (گھپ اور غپ سے نکلیا نا۔ بغیر چبائے کھا جانا) کسی رقم کا ہسٹ
اوڑا دینا کہ اس کا پتہ نہ لگے۔

گپ چپ کے لڈو کسی کو کسی امر کی جستجو ہو اور وہ پاس بیٹھے ہوئے چند آدمیوں سے
برائے انگشتان حال بیان کرے اور سب سب سکوت سے کام لیں تو کہتے ہیں۔ کیا
تنے گپ چپ کے لڈو کھلے ہیں۔

گھروا ہا۔ گھر۔ دقت طعن و طنز یعنی گھر بولتے ہیں مثلاً کوئی شخص کسی کے مال سے
بلا استصواب و خلاف مرضی کسی کو کچھ دیدے تو صاحب مال مطع ہوئے پر
بحالت عتاب اس سے کہتا ہے۔ کچھ اپنے گھر واپس سے نکال کے لا کو نہ دیدیا۔

لشتم پیشتر۔ بشکل تمام۔ نہایت محنت اور ٹھکن کے بعد
لنڈ کر سی کھانا۔ صبح لنڈ حکری کھانا۔ لنڈ ٹھک جانا۔ لنڈ حکری لنڈ ٹھکنے کا حاصل مصد
ہے۔ پالنڈ ٹھک کا مصغر اسکی جگہ لنڈ حکری بھی بولتے ہیں۔ بلکہ یہی عام زبان ہم
لیا پونجیا۔ سرمایا۔ سرمایہ قلیل۔

نکڑورے گوش زد ضرور ہے۔ عورتوں کی بوجھال ہے معنی مادیں آئے۔ غایہ
نخب کے معنی ہوں

ماما پختری کھانیزالی مجھے نہیں معلوم
موجی کے موجی رہے۔ بہت کچھ خوبیاں حاصل ہونے کے بعد کچھ غریبے یا کدنی شخص
کسی کو فائدہ پہونچانے میں سعی کر کے کامیاب ہو مگر مستفید بعد حصول فائدہ اس
کچھ نہ دے تو فائدہ رسان کتنا ہے ہم نے اتنی محنت کی مگر مقبوضہ موجی کے موجی رہے
مال دھنی صاحب مال۔ دھن بندی میں دولت کو کہتے ہیں۔ مال اور دھن والا۔

مرد وریان کھاتا۔ فی الحال کوئی محاورہ نہیں معلوم ہوتا ہے۔ روٹی پکانے میں جو آٹا
ہاتھ میں لگ جاتا ہے اسے ہاتھ لگے پھرنے کے ہیں۔ ان آٹے کی بیسوں کو مرد وریان
کہتے ہیں۔ بعض اوقات جناب نیز کسی شعر کا مفہوم نہ سمجھنے سے کسی اسم و مصدر کو
اصطلاح سمجھ لیتے ہیں جیسا کہ راسخ کے اس شعر سے

نہ دیا فخر سفاک نے پانی ہے ہے ہاتھ ہم کو تو کبھی جانے دھونے نہ دیا
میں پانی دیا کو محاورہ سمجھ کے جنوری کے پرچہ میں اس کا سوال کیا ہے۔

پیو لون چاٹ کے رہ جانا۔ جس کام میں کہ امید نفع ہو مگر اس سے رہو پیو۔
پیو۔ لیو۔ لون۔ ٹک

ہت پلیتی ہت تو ہاتھ کا تلف ہے پلیتی نہیں معلوم۔ ہت پھیری کے معنی نگاہ
بچا کے اولٹ پھیر کر دینا

ہشت ہشت۔ وہ ہنگامہ شتی۔ گھونسم گھانسا۔

ہلا ہٹی۔ نہیں معلوم۔ کیا عجیب ہے کہ اب نہ بولا جاتا ہو۔

ہے پر ہے او کھڑ جانا۔ ایک دم سے خلافت توتغ اظہار غیظ و غضب مفرط کرنا۔

مطبوعہ جنوری ۱۹۲۲ء

ر شک ۵

دکھا یا جب کلام محنت چشم دید بیضا کسی پر بیض ہوتا ہے کسی پر صا ہوتا ہے صاحب ہمارے عجم صا و گردن کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں صا و گردن بر چہرے اصلاح میرزا یان دفتر است کہ ارباب ددل ہر کا غذا ہے مطالب کہ از نظر میگذرد برائے مطورہ اشتراک آن صا و مینو لیند بدین صورت ۱۴ از عالم بیض کہ در آخر بعضی براتھا و طوا سیر دیر داندہ جات و مانند آن نویسند۔ و همچنین چیزے را کہ انتخاب کردہ باشد ہر آن صا و مینو لیند ۱۴ جناب لمعہ نے معنی ٹھیک لکھے مگر یہ عبارت "مثلاً حساب کی فرمیں جہاں چند شخصوں کے نام خرچ لکھا جائے تو ختم پر یہ علامت بیض بنا دیجائے گی تاکہ دوسرا کوئی شخص اس میں کچھ اضافہ نہ کر سکے" بڑھانے کے شعر رشک مرحوم میں چپان ہونے کے لائق معنی نہ لکھے اسی وجہ سے جناب نشتر نے پانچ کے ادیب میں لکھا کہ ان معنوں سے شعر کا مطلب واضح نہیں ہوتا اور ارشاد جناب نشتر بجا ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہ علامت تصدیق۔ مقبولیت اور جانجی کی ہے جیسا کہ جناب اسیر مرحوم لکھنوی فرماتے ہیں ۵

نامے کا میرے بے سرو پا لکھ دیا جواب نے مٹری نہ بیض سرے یا رنے کیا اب شعر جناب رشک مرحوم میں معنی چپان ہیں جناب لمعہ نے جو مناسبات بتائے ہیں وہ بھی ٹھیک ہیں۔

پانی دینا (راسخ) ۵

ندیا خنجر سفاک نے پانی ہے با تھہ ہکو تو کبھی جان سے دھونے ندیا پانی دینا اس شعر میں کوئی محاورہ نہیں ہے جیسا کہ جناب نیر شریح چاہتے ہیں۔ بلکہ انہی وضعی معنی پر مستعمل ہے۔ یعنی خنجر سفاک میں جواب ہے اس میں سے اگر وہ تھوڑا پانی دیتا تو ہم جان سے ہاتھ دھو لیتے۔

پھول پانوں کے (امیر) ۵

کو بلبل سے کہ منقار کی لائے مقراض پھول پانوں کے لئے ہیں وہ کتر نوالے لکھنویں چار گوشہ گلوہی سپید پانوں کی بنائے ہیں اور پان کا پھول اس صورت کا کاٹ کے اس کے پنج میں لونگ بالوبے کی کیل لگا دیتے ہیں۔

پان کا پھول ہے

پٹھے چڑھنا۔ دستہ خنجر اور نیچہ پر مضبوطی کے واسطے پٹھا (عصب۔ بے) چڑھانے
ہیں۔ ابران بن کمان کی مضبوطی کے لئے۔ پٹھا اور بید پر کا پوست بھی چڑھاتے ہیں
ابوسعید ابو الخیر فرماتے ہیں۔ رباعی

پنے درگاہ است و گاہ در کسار است بزد کر راست و تو ز در بلغا راست
ماہی سریشمین بدریا بار است زہ کہ دن این کمان بے دشوار است
تجسس کھنڈوالے اس مجمع کو کہتے ہیں جہین ذکر شہادت و مصائب امام حسینؑ ہو
محفل۔ نایع رنگ کا جلسہ۔

صحبت چند اجاب جو ایک جاہو کر خوش گبی کرتے ہوں کھنڈوالے و ربیع الاول کو
جو جلسہ کرتے ہیں اسے بھی صحبت کہتے ہیں۔ اور ہمینی جلع بھی مستعمل ہے۔

مثل۔ وہ قول جو مشہور ہو گیا ہو بعض اوقات یہ قصہ طلب ہوتا ہے۔ محاورہ اگرچہ
لغت میں مطلق گفتگو کرنے کے معنی ہیں۔ مگر اصطلاح میں مصطلحات کو کہتے ہیں جو
کان کھانا۔ اپنے و منفی معنوں پر مستعمل نہیں بلکہ یک یک کرنے کے معنی ہیں۔

بول چال۔ اور روزمرہ وہ کلام یا کلمہ جو روزمرہ بولنے میں آئے اور کثیر الاستعمال ہو۔

مطبوعہ مارچ ۱۹۲۲ء

تان پٹا۔ (گویو کی اصطلاح میں) کس کو کہتے ہیں (مثنوی عالم) ۵

کس قیامت کا تان پٹا ہے جبہ آد اگون کا دھوکا ہے
آن۔ سر سے اکھٹا گندہ بار، مدہم، پنجم دھیوت نکھا کی طرف جانا۔ اور پٹا نکھا دیکھ کر
سے سر کی طرف آنا۔

تام لوٹ۔ اردو زبان کا لفظ ہے۔ (تام) تانا۔ اور (لوٹ) لوٹا۔ سے مرکب ہے مرکب
امترا جی ہوتے سے کچھ حرکت کم ہو گئے۔

بٹک۔ ضرور بھاشا ہے آیا ہے۔ اگر بختیت موجودہ لغات ہندی میں نہیں ملتا تو بعض سبوتا
کے ساتھ دیکھنا چاہئے۔ لام رے سے اور چاہتا ہے بد بجاتا ہے۔ کیا عجیب
برچھک ہو۔ سکرت میں برچھک بچھو کو کہتے ہیں اس کا ڈانک ہر وقت حرکت
میں رہتا ہے۔ یوں معنی جنبش اور حرکت کے لئے گئے ہوں۔ یہ میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں

کہ جناب جلال مرحوم نے ضرب قبضہ شمشیر معنی لکھے ہیں۔ میں نے شعر جناب نوازش مرحوم کھنوی بھی لکھا تھا۔ رشک اور نوازش دونوں کا شعر جنبش اور ہچک کے معنی بتاتا ہے۔

سید اولاد حسین شادان بلگرامی سینئر پروفیسر
اور ٹیٹل کالج ریاست رام پور یو پی

چند نئے خیالات

یورپ میں نئی روشنی کی بنیاد

۱۔ عورت

جنکو خدا نے زیور حسن سے آراستہ کیا ہے "نارمانوس جنگلی اور خوبصورت، وحشی جانور نے مشابہت رکھتی ہیں۔ مرد کو عورت کی محبت سے اس لئے ہلکا ہونا پڑتا ہے کہ خدا نے ان میں ظالم ہونے کا بہت کافی مادہ پیدا کیا ہے۔ جس طرح ایک خوبصورت مگر خوشنوا شیرینی اس انتظار میں کہ کوئی جلد اس کی وحشت کا خاتمہ کرے پریشان گھڑیان گزارتی ہے اسی طرح ایک عورت زمانہ شباب میں اپنے تخیل حسن کے غمر دیکھنے کی غرض سے کسی آئینے اور اس بچاری کے ظالم مگر کمزور دل کو اسیر کرتی ہے کہ انتظار میں پریشان رہا کرتی ہے۔ عورت کا سب سے بڑا دوست حسن ہے اور اس کے بعد محبت کا نمبر ہے، اور ان کے بعد جس چیز کو اس کی دوستی کا شرف حاصل ہے وہ موت ہے۔

حسن ناپائیدار ہے، دنیا چند روزہ ہے۔ شباب کی گھڑیان بہت کم ہیں اور لطف کا زمانہ بہت تھوڑا ہے۔ جہاں عورت کا دم ہے وہاں محبت ہے یا بہ الفاظ دیگر عورت خود محبت کے محبت بھرے لقب سے ملقب کئے جائیگی سچی ہے اس زندگی کا ماحصل یہ ہے کہ لطف کے ساتھ صبر کر دیجائے۔ عورت کی زندگی کا دار مدار محبت پر ہے اور جب آخر اللہ کر کا خاتمہ ہوتا ہے

اول الذکر کی موت کا واقع ہونا لازمی دو اجہی ہے اُس عورت کی جو سن رسیدہ ہو چکی ہے جس کے دل میں عشق و محبت کے پرانے آثار بھی باقی نہ رہے ہوں زندگی کی قیمت و وقعت لوگوں کے دلوں میں کیا ہوتی ہے ؟ اس کی زندگی عبرت گاہ دنیا ہوتی ہے اور وہ خود مثل ایک بوسیدہ مکان کے جس کے مختلف حصے باہر تباہ ہو گئے ہوں اور جس میں چست تک باقی نہ رہی ہو یا مثل اُس جہاز کے جسکو زمانہ کی گردش نے سمندر کی موجوں کے رحم پر چھوڑ دیا ہو جسکے مستول و بادبان کی بجائے چند رسیوں اور لکڑیوں کے ٹکڑے باقی نظر آئے ہوں اور جو ہمیشہ کے لئے سطح سمندر کو چھوڑ کر عمیق تہ میں غوطہ کھانیکو قمریہ ہو چکا ہو دنیا کی کوئی چیز اسکی طرف رخ کرنا نہیں چاہتی۔ شاعر دن کی نظر میں اُسکی کوئی وقعت نہیں ہوتی اور کسی میں اُس کے ڈھلے ہوئے حسن کا تذکرہ نہیں ہوتا۔ اُس کی خوبصورتی ایک گوشت اور پوست کے انبار میں غائب ہو جاتی ہے روشن خیال لوگ اُس کے وجود کو ناپسند اور اُسکی شکل کو عبرت کی صورت میں اپنے عیش و لطف میں خلل انداز خیال کرتے ہیں۔ اس تمام خامہ فرسائی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عورت کو ایسی زندگی کے مقابلہ میں شربت مرگ نوش کرنے کو ترجیح دینا چاہئے

۲۔ محبت یا عشق۔

محبت کیا ہے ؟ بڑے بڑے انشا پردازوں نے اس لفظ کی حقیقت آشکارا کرنے کی زحمت سے سیکرڈن کتابیں تصنیف کر ڈالی ہیں لیکن مختصر طور پر اگر یہ کہا جائے تو شاید کافی ہو کہ عشق یا محبت کی پیدائش یکبارگی ظہور میں آئی ہے اس کے عالم وجود میں ظاہر ہونے کا احساس بھی یکبارگی ہوتا ہے وہ ایک خاص احساس ہوتا ہے جس سے خون میں ایک غیر معمولی جوش پیدا ہوتا ہے۔ رگ پٹے میں ایک عجیب مقناطیسی کشش سرایت کر جاتی ہے۔ یہ ایک شراب ہے جو انتخاب کر کے نوش کجاتی ہے اس کا رنگ و روپ دل کا لہا نیوالا ہوتا ہے اس کی خوشبو دلفریب اور جھک دل پسند ہوتی ہے اس کا ایک گھونٹ سب شرابوں سے زیادہ نشہ آور ہوتا ہے۔ نشہ کی زیادتی سے ہوش و حواس پر

انسان گھبرا جاتا ہے اس کی نظر جب اٹھتی ہے ایک ہی ناک نقشہ سے دو چار ہوتی ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب اس نظارہ سے طبیعت سیر اور دل پریشان ہو جاتا ہے اور آنکھیں کسی دوسری صورت کی متلاشی ہو جاتی ہیں۔

کیا کوئی عقلمند مرد یا عورت اس قید خانہ اور اس پابند سلاسل ہونی کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے؟ میرے دینر میرے خیالات کے لوگوں کے نزدیک ہر شخص کو اس سوال کا جواب نفی میں دینا چاہئے۔ زمانہ گزشتہ کے تاریک خیال لوگ شادی کو ایک مبارک اور پاک نام سے موسوم کرتے تھے اور یہ خیال ناقص ہمیشہ ان کے دماغوں میں چکر لگاتا رہتا تھا کہ عشق و محبت اور عورت کی اصلی قدر شادی سے ہوتی ہے۔ ایسے خیالات کے لوگوں کا وجود اب بھی ہے۔ مگر وہ وقت دور نہیں ہے کہ جب ان کے دلوں سے اس غلط فہمی کا پردہ اٹھ جائے گا۔ اصل یہ ہے کہ شادی یا نکاح کا خیال ہی روشن خیال طبقہ کیلئے سب باتوں سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

مرد اپنے کو اس طرح ایک عورت کے ساتھ وابستہ کر سکتا ہے جس طرح ایک گلچین ایک پھول کو شاخ سے جدا کرتا ہے اسکی خوشبو اور خوبصورتی تو لطف اٹھاتا رہتا ہے مگر جب طبیعت اکتا جاتی ہوگی اسکی ایک ایک پنکھڑی کو پریشان کر دیتا ہے اور ذرا ہی دیر میں ایک کی تباہی اور دوسرے کے ظلم کے آثار اُس کے قدموں کے قریب زمین پر نمایاں ہوتے ہیں۔ ایک بچہ کو جب کوئی نیا کھلونا ملتا ہے اسکی مسرت اور خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ وہ اُس سے بہت شوق و دلچسپی سے کھیلتا رہتا ہے مگر دو روز سے زیادہ کا عرصہ نہیں گزرنے پاتا کہ اُس کھلونے کی اُس کی دل میں کوئی وقعت نہیں باقی رہتی اور وہ پھینک دیا جاتا ہے۔ مردوں کی حالت کچھ اس اعتبار سے ملتی جلتی ہے گویا عورت انکا کھلونا ہے۔ ان تمام شالوں کے اظہار میں اشمس ہے کہ شادی شدہ حضرات کے دلوں میں ایک عرصہ کے بعد ایک خاص تکلیف اور پریشانی اپنے قدم رکھتی اور اپنا مسکن بناتی ہے۔ وہ اُس ایک چہرے سے متنفر اور انہیں اداؤں کی نظارہ بازی سے سیر ہو جاتے ہیں۔ ایک پہلو سے اب انہیں قرار نہیں ملتا۔ ان سب باتوں میں

انتخاب اولم تیج

گذشتہ سے ہوستہ

گانون کے قاضی

مین نے کہا بھئی ہم دہلی مین دو پیسے دیتے تھے تم چار پیسے لینا یہ سنتے ہی کسبت
 بغل مین داب اٹھ کھڑا ہوا۔ کہ اسی واسطے تو مجھ سے کہتا تھا پہلے ٹھہرالے مجھے
 تیری حجامت نا ہی بنے گی۔ چار ہسہ کا تو چونہ اور ہلدی ہی تھپ جا کے گا۔ یہ سنتے
 ہی میرے کان کھڑے ہوئے مین نے کہا کہ آپ رخصت ہو جائے ہم یون ہی
 قاضی جی سے مل لیں گے۔ اب ہم ایک آدمی کو ساتھ لیکر قاضی صاحب کے مکان
 پر پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انوکھا پٹھا چمدا پگڑی باندھے ہوئے پٹھا ہو
 مین نے جاتے ہی سلام علیک کی انہوں نے ہائے کم سلام جواب دے کر کہا
 بیٹا بیٹھ جا تو کمان سے آیا ہے۔ مین دلی سے آیا ہوں۔ کہا دلی مین بھی بڑی
 اچھے اچھے آدمی مین باشاہی ہم کو کیوں نہوان تیرا گلام بھی سو سو کوس مین اکا ہی
 مین نے کہا بجا ہے اتنی باتیں ہوتی تھیں کہ ایک شخص دوڑا ہوا آیا کہ حاجی جی
 نوان پٹھان کا اونٹ مر گیا ہے حلال کر دو۔ آپ نے کہا گردن کو چھوڑ دیں
 اور اس کی ٹانگیں داگیں کاٹنی شروع کر دیں۔ ایک پہلے مانس سے بائیں کر لیں
 تو آکر اس کی ناٹھ کاٹ دوں۔ مین نے یہ بات سکر کہا کہ یہ جو پورے کے بھی پر لودا
 بچلے قاضی صاحب مجھے خاموش دیکھ کر کہنے لگے۔ بھیتا جسے خدا نے حلال کیا
 اسے کون حرام کر سکتا ہے اور مین تو اگر مسلمان کا ہاتھی بھی ہو تو اسکا
 حلال کر دوں۔ میرے بڑے اس کی تکبیر بھی بتا گئے مین بولا جی قاضی صاحب
 وہ تکبیر تو ذرا مجھے بھی بتا دیجئے کہنے لگے تو نے قرآن نہیں پڑھا۔ الم ترکیب
 فعل ربک باصحاب الفیل یہ سکر مین سوچا کہ کہیں قل اعوذ برب الناس کہہ کر
 میرے گلے پر پھری نہ پھر دے۔ بس وہاں سے اپنی راہ لی۔

بہار آتے ہی یہ ہاتھ پانوں پھول گئے کہ اپنے آپ کو بھی یار لوگ بھول گئے

بچے ایک نشہ دہندہ - تہذیب نے رفتہ رفتہ ایسی منگرہی بڑھائی کہ سلامتی سے یہاں تک نوبت آئی۔ بالفضل کالیست لوگوں میں اکثر حضرات مولویت کا دم بھرتے ہیں اور بعض رنگین مزاج اس کی رد کرتے ہیں۔ چنانچہ لالہ جانی بہ شاد اور جگل بہاری لال نے باہم جو کچھ جواب و سوال کئے وہ مجسہ اودھ پنچ صاحب نے چھاپ دیئے۔

مائی ڈیر ستر لالہ جگل بہاری لال ستر - گڈ مارٹنگ ٹویو - ہوڈو ہوڈو۔
(دواہ رے کر شانی اردو)

مشفق من ذرا سامنے وار کو آگے آئے
بندہ لڑا حاضر حاضر - فرمائے - فرمائیے - سنا ہے آپ کی کیٹی سے حکم صادر ہوا
کہ شادی بیاہ میں ناچ رنگ نہ ہو جی ہاں خطا تو ہوئی اب ہم اس میں گوی
شلیخ نکالو - بھراہل برادر ہی گیون آئین گے اور آگے کیا بنائیں گے - ماشا اللہ
پھر ٹوٹر دن ٹون - ایک دولہ ایک ان کے قبلہ گاہ محفل میں ایک چڑیا بھی ہوگی
ہو کا عالم نظر آئے گا مکان میں بھیر دن ناچے گا بس بس چپ رہو خلوات تہذیب
باتیں نکلو - آخر اس ہڑدنگے سے کیا فائدہ - یہاں انکی کھڑیاں پتلے پاک جلیں
مجرے کو ہمارا سلام - یہ بات ہی بے قاعدہ ہے مشفق جائے انصاف ہے
تہذیب کی نکتے دہان تو سارے جلے ہی میں خلوات سے - لیکن بچاری لڈیا
سندیاں کیا کر بن چرھ دنی نکاح متعہ اور عین گرون میں طبلے کی جوڑی
گھروں کے عوض باندہ کے چلو بھر پانی میں ڈوب مرین - ہلا آتشباری چھٹنے
کی نسبت کیا ہوا - یہ فضا لخر جی بھی یک قلم (ہوا بچا کے) چھوڑ دو - سنو لالہ بیکار اپنے
چار پیسے بھونکنے اور ہاتھ کیسے کہ منہ کالا - خبردار دیکھو اب اس گھنکر سے ہاتھ اٹھاؤ
اور ان باد ہوائی باتوں کو آگ نکاؤ پہناتاشا ہوا آتشبار لوگ جب ہو کے
مرے روٹی نہ پائیں گے تو قلعہ کی جگہ کسی بڑی حویلی میں آگ نکالیں گے کیون

سال بھر بد در بدر کی تعزیت میں برسوں کی روٹی کما لائیں گے۔ بچہ پیت ہے وہاں لائی حساب تلے یہ گھٹے انار کے درخت پھلین گے وہی توڑ توڑ کے کھائیں گے بھلا صاحب اسباب دہلی تو ایک سرے سے بند ہو گئے اب لڑکوں کے باہم غزل بازی کے باب میں کچھ کہئے۔

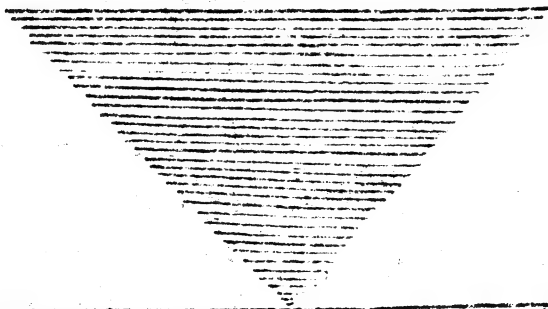
ہرگز ہرگز یہ غم بھی غلط اکثر خلاف تہذیب الفاظ زبان پر آتے ہیں آئندہ سے یہ بھی (القط) پھر اس کا کچھ بدلہ دے سوز خانی یا نوہ) ان تمام باتوں سے جی چاہتا ہے کہ آپ کو پیٹے کیون صاحب سنتے ہیں کوئی سرکلر اس مضمون کا بھی نافذ ہوگا کہ بیٹی بیٹا کے کام میں نہ قرض دام نہ کوئی جائیداد مکفول دستفروغ ہو بھلا جسے مقدور نہ ہو وہ کون جتن کرے اور کیا بنائے۔ چوری ڈاکہ زنی نہیں تسبیح لٹکانیاں دان مانگ لائے۔ یہ تمہیں کو نصیب ہو۔ صاحب بہادر شائد آپ کا حکم اخیر اس بارے میں بھی صادر ہوا ہے کہ برتھ بون کا حلالی گوشت حرام لا کلام لا کلام یہ تو الٹی پھری سے گردن کاٹی۔ بالکل قلیا تمام کر دی (دبان کا تھی) ہم تو دودھ دقتہ قلیا کے عادی ہیں اب تو دیوالی دسہرے کو نصیب ہوگا۔ نہیں روز روز بلدان کون کرے گا کیا خوب ممانعت کیون ہونے لگی۔ بچہ وقتہ کھائے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہندو کی دکان سے خسی کا گوشت منگو اسے یہ بھاڑے جھٹکے کی پون آج لگائی جاتی ہے نہیں سیکرہون برس ساری دنیا کھاتی ہے پھر ہندو کی دکان کمان بھلا یہ بندوبست کیجئے کہ بکر تھابون کے گلے میں گھنٹی اور ہاتھ میں ایک ایک کتھی دیجئے وہ تو بھلا بھگت بن کے خنجر بان بجا میں اور کھینچ گائیں اور لوگ معرفت چکوڑن کے دکان جہاں اسکے سوا ایک اور قباحت فیجہ ہے۔ بلدان کی تو کھال وغیرہ توپ دینے کا حکم ہے جب ٹنگے سیر کا بھاؤ ہوا تو یہ بھی ایک ناجائز ذبیحہ ہے۔ بس آپ کی کلہ کاری سے کھجپاک گیان زیادہ کون اپنا سفر بھرائے۔ پنچایتی بات میں بال کی کھال نہیں کھینچتے۔ اور سینے یہ ساری خود فراموشی دارد نوشی کے دم سے تھی جب ہم نے اُس کی بیچ گئی کی اور جڑ ہی اوڑادی تو سب امور ات شدنی نظر آتے ہیں واہ واہ ہمارے نزدیک نہیں معلوم آپ کون سے وقت کا راگ گاتی ہیں اچھا یہ تو بالکل کا یا پلٹ ہو گیا۔ ہونا ہونا خاک میں خالی منصوبوں کے خیالی پلاؤ

پکائیے۔ ہماری گھٹی میں شراب کا میل ہے۔ پھر بتائے شراب کا چھوڑ دینا ہنسی مٹھا ہے یا لڑکوں کا کھیل ہے چہ خوش یہ نہ کہئے کیا آپ کی طرح خدا نخواستہ سب کو جنون ہے اور یہ بھی نہ سہی۔ تو اب دے برندش کا مضمون ہے صاحب کچھ زبردستی آپ کون محسب کو تو ال قاضی مفتی چودھری ہیں۔ یا مھتر۔ اجی ہم کوئی بین مھتر سب سے بہتر یہ کہیے جب انسان اپنے آپ میں نہ رہا ادل نول بکنے لگا تو وہ حیوان ہو یا آدمی باقی رہا کیا خوب کچڑ میں ایڑیاں رگڑنا اچھی بات ہے۔ ہمارے نزدیک تو یہ خرابا باقی کام محض خرافات ہے آگے مانو تو واہ واہ۔ نما نو تو واہ واہ۔

مے نوش انسانیت سے گزر جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہلے آدمی انھیں نہیں لگاتے ہیں اے آفرین کیون نہ ہو میرے زاد خشک بقول شاعر ہے

مے گشتی کا مزا تو کیا جانے ۛۛۛ ہائے کجخت تو نے پی ہی نہیں ۛۛۛ
سنا ہے گل شراب خوار دن کو برا کرنا اچھی بات نہیں کین اڑی اڑی طاق نہ بیٹھے
تو پھر کچھ بنائے نہ بنے یوں تو میں آپ کا چھوٹا ہوں لیکن برا نہ مانئے تو ایک بات
کہوں ہماری برادری میں کون من الملکی بجانا نہ اکر اکر ہے بیان اپنی اپنی
ڈفلی اور اپنا اپنا راگ ہے جب مسلمانوں کی عملداری میں یہ بندوبست نہ ہوا تو
انگریزی وقت میں کیا ہو گا کیونکہ صاحب لوگ خود ہی نوش جان کرتے ہیں بیچ
بوچھئے تو اب ہم انھیں کی متابعت کا دم بھرتے ہیں کلجک کے زمانے میں ممکن نہیں
کہ یہ ترک ناجائز راہ ہو آگ بڑھ کے دیکھا چاہئے کیا ہو۔ آپ کی پند و نصیحت نثار
خانے میں طوطی کی آواز کی شمار میں نہیں ہیں جو کچھ ہے شراب ہے اور خواہ مخواہ
کی قابلیت جتانے کا یہ حساب ہے ۛ

کس نمی پر سد کہ بھیت کون ہو ایک ہو یا ڈیڑھ ہو یا پون ہو لو کہ



روح سخن

لسان الملک حضرت ریاض

کون دل ہے مرے اللہ جو ناشاد نہیں
 نازنین جان بھی لیں تو کوئی بیدار نہیں
 اے نسیم سحری ساتھ لیے جاسو بام
 سبز باغ آپ دکھائیں نہ آبِ آزادی کو
 چپ سے ہیں کچھ مرے آغوش میں جھڑکوں
 جاتے ہیں رنگِ خاں دیکھتے مقتل کی طر
 ہے تری چپ پر آنکھ آج نہیں کو عوض
 شورِ قلقل میں گم آوازِ اذان کا شیخ
 ایک اک پھول کو ایک ایک کلی کو دیکھا
 نکلی ہیں جھڑپیں دنیا کی پرانی باتیں
 نہ گری برق مگر آپ گرے غش کھا کر
 جس سے آتا تھا نیشن کا نفس میں کچھ لطفت
 دل سے نکلی یہ دل ہی میں رہی ظالم
 کام کرتا تھا ترے پردہ میں جو ہاتھ اچھے
 یہ بہت دور ہے دلبر جو حکومتِ ستارہ
 بوسے خون دیتے ہیں شیریں مرے مندی ہاتھ
 حد سے آگے نہ بڑھے ابھی مرزاگانِ دربار

کون گھر ہے مرے اللہ جو برباد نہیں
 جوڑیاں ہاتھ میں ہیں خنجرِ فولا دہیں
 نفسِ سرہ ہے نالہ نہیں فسر یا نہیں
 آپ کے باغ میں تو سر بھی آرا نہیں
 یہ وہی ہیں جھین بیاں دغا یا دہیں
 ہاتھ میں تیغ نہیں خنجرِ فولا دہیں
 باغبان یہ تو کوئی چور ہے عیا نہیں
 یہ بہت خوب کھی سیکہ آباد نہیں
 ہار میں ان کے ہار اول ناشاد نہیں
 میں تو کیا میرے فرشتوں کو بھی آبِ باؤں
 یہ تو اسے حضرت موسیٰ کوئی اشار نہیں
 تیرے قربان تری آنکھ وہ عیا نہیں
 جا کے دیوار سے ٹکرائے وہ فریاد نہیں
 وہ نہیں کام میں تولد سے بیدار نہیں
 آج قبضے میں اگر لہرے وہ جلا نہیں
 ہاتھ میں لالے کے خونِ سرفرا نہیں
 چھپرے کے لئے کم نشترِ فضا نہیں

شعرِ آپ کو بھی خوب بنا تھیں ریاض
 سب یہ کہتے ہیں کوئی آپ سا ناشاد نہیں

حضرت شاقب پروفیسر گوالیار کا لج

شوق نہان کے ستم آئے یہ فاکس کھون
اے ترار و سنور رشک صد صبح چمن
میری جان افشا نیوچی قدر کیوں کوئی کرے
یا سیمع المستغنیین یا انیس العاشقین
کیون سنے یہ داستان کوئی مین کیا کس کھون
تو نہ جب میری سنے پھرین بہلا کس کھون
دلکی ان بیتا ہوں کو اے خدا کس کھون
حن مجھے عشق تجھ سے پھرین کیا کس کھون
سرگزشت ہجر و جوارید اکس کھون

حضرت صنا لکھنوی

کھڑی ہے سر پہ اجل سامنا ہر قاتل کا
پتہ نہیں مرے بحرالم کے ساحل کا
رگون نے ٹوٹ کے فریاد کی سرشار
کوئی نہیں جو مری اکھڑی سانس کو رد کر
منو دسوز و رون مین ہر با آتش کی پڑ
یہ کس نے ہاتھ مرے خون مین بھرے اپنے
قصا بھی جس کو نہ پوچھے ترا مریض پر وہ
غریق بحر فنا عمر کی ہوئی کشتی
یہ لوٹ کو چہ قاتل مین ہننے دیکھی ہے
نئی ادا سے ترا تیرا اس طرف آ یا ٹو
جہان کیوں نہ ہو دست کرم کا متوالا
غریق بحر فنا کون ہونے والا ہے
اٹھو وہ سامنے سے اک جنازہ آتا ہے
جو تم تبادو کہ اس نام سے پکار مجھے
تڑپ کے مر گئے ہم جگو کیا ملا قاصد
یہ دن یہ سن یہ گناہین یہ حسن سحر انداز
اسی دد غلے مین ہوتا ہے فیصلہ دل کا
پھر آج ٹوٹ گیا کوئی آبلہ دل کا
یہ کس نے چھیڑ دیا آج ذکر قاتل کا
جہان مین ہے یہی ایک وقت مشکل کا
پتہ نہیں مرے غصہ مین آب کا گل کا
یہ کس کو لوگ لقب ہو رہے ہین قاتل کا
جسے نہ کوئی سننے حال ہے مر و دل کا
پتہ ملا مجھے تہ پر پہو بیچ کے ساحل کا
کہ خون بھی نہیں باقی رگون مین بسمل کا
جگر مین ٹیس اٹھی درد شگیا دل کا
ہو انہ رد ترے در پر سوال ساکل کا
کہ موج یاس سے منہ دیکھتی ہے ساحل کا
تمھیں پر در نہ گمان سبکو ہو گا قاتل کا
تو فیصلہ ابھی ہو جائے حق و باطل کا
بیان لطف فکر نا تھا انجی محفل کا
خدا ہی اب نگہان سینہ مین دل کا

عروج دہرین پہ خطاط کا باعث : وہ آہ دل کی ہے جو جائے ادہری اد پر
 اسی پر ختم ہے امنا نہ ماہ کامل کا : کوئی بچاؤ کا پہلو نظر نہیں آتا
 چھبے جگمگین جو وہ پچھلے قاتل کا : نہ آہ گرم کبھی منہ سے قیس کے نکلی
 نہان ہے تیر کر یگا مقابلہ دل کا : بہادیا مری رگ رگ کا خون مغل میں
 یہ ڈر رہا کہین پردہ جلے نہ محل کا : لہو میں ڈوب کے نکلے گا تیر پہلو سے
 کیا ہے کام تری بیرخی نے قاتل کا : گرے ہین ٹوٹ کے باب کرم کے قفل رضا
 حضور لین تو کبھی امتحان ترکہ دل کا : بڑا یہ کس کی طرف آج ہاتھ ساکل کا

حضرت فصاحت لکھنوی

مری قسمت میں ہو کر غیر ہی کو ساتھ مر جانا : خدا کے واسطے پہلے مجھی کو دفن کر جانا
 جو دلے نکلی ہے آہ اپنا نام کر جانا : فلک کے پار کیسا لامکان سو بھی گزر جانا
 گواہ عصا ہوے روز جزا میری گناہوں کے : عدد نکلے وہ جنگو دست میں ڈیو بھر جانا
 حیات اور غیرت عشق کی پیچھے بہکتی ہے : اگر دی جان رو کر تو کیا نہیں پس کر جانا
 نہیں کچھ ذلت و خفت کی پرداخوان منعم پر : حریص ایسا غنیمت جانتے ہیں پٹ بھر جانا
 بیان تو کچھ نہ میرے قتل کا بھار کام آ پانچ : میان حشر شاید بن پڑے تھے مکر جانا
 مرا تا بوسہ چالے راہ میں دیکھیں جو وہ یارو : نہ سمجھے کوئی یون کا نہ ہا بد لئے میں ٹھکر جانا
 مناسب ہے تعین ہم چاہوں والو کی دل جوئی : برا ہو گا کسی حسرت زدہ کے دکھا کر جانا
 بچا کر آنکھ جو مغل میں طالب ہوا اشارو سے : سمجھ جائے وہی دل دینے والا یون مکر جانا
 عجب کیا گوئیں سے یون زبان تیشہ کھتی ہو : بری کوئی خیر معشوق کی سنا تو مر جانا
 کرامت عشق کی یہ ہے فصاحت و نہ شکل تھا : ہزاروں حسرتوں کا ایک میری دل میں بھر جانا

حضرت ہادی مچھلی شہری

شاد ہونا دل مضطر کا نہ آسان ہو گا : مدعا بھی مرا پر دردہ حرمان ہو گا

کبھی دامن نہ رہے گا تو گریبان ہو گا
دل پر سوز پڑا ہے تیرا دامن ہو گا
آپ ہی آپ راہ پاک گریبان ہو گا
کم نہیں یہ بھی اگر خار بدامن ہو گا
ایک دن تارافس تار گریبان ہو گا
درد تیرا جو شریک غم ہجران ہو گا
دست امید بڑھیکو تو پشیمان ہو گا
سیرا دامن ہی دم سیر گلستان ہو گا
اک نیا پردہ مرادیدہ حیران ہو گا

کام گو تیری مٹنا کا ہو مشکل نا دستی
صرت وعدہ دن ہی تک اسکے ہو تو آسان ہو گا

حضرت عزیز بلگرامی

دشمن جان سیکو دن ہوں نہ رہاں کوئی نہو
جس ابھی بہ بخت زیر آسمان کوئی نہو
جو نہاں ہوں پردہ دلمین عیان کوئی نہو
آئے تھے یہ سوچ کر شاید بیان کوئی نہو
شاید اس سے بڑھکے مرگ ناگہان کوئی نہو
کیا ضرورت ہے دہان سب ہوں بیان کوئی نہو
اپنی حال گزار ہر جب مہربان کوئی نہو
لے خدا اگر تو نہو تو پاس بیان کوئی نہو
ایسا بھی یار پ کسی کارا زدان کوئی نہو
یون زبان رکھ کر دہن میں بے زبان کوئی نہو

دیدہ دل سے تو دیکھو رو رہے ہو کیوں عزیز

پردہ چشم تنہا میں نشان کوئی نہو

کچھ نہ کچھ خوش جنون کے لئے سامان ہو گا
کون پوچھتا تری نیم طرب میں ظالم
دست دشت کو اگر روک بھی دینگے اجاب
محل مقصد تیرے وحشی کے نصیون میں کہاں
تو زور کا کبھی اسکو بھی مرا جوش جنون
میں تڑپ بھی نہ سکون پاس ادبے شاید
دامن یار کو حاصل ہے سمٹنے میں کمال
دیکھنا ٹوٹ کے ہر پھول گر گیا خود ہی
کیا نتیجہ ہے ترے رخ سی ٹی بھی جو تھا

حال دل کس سے کہیں جب ہر بان کوئی نہو
جسکو دل میں نے دیا وہ میرا دشمن ہو گیا
کہتے ہیں وہ ایسے ارمانوئی مجھکو کیا خبر
لو کہوں آکے مرقد میں بھی داخل ہو گئے
ابھا آتا اور مر جانا مریض ہجر کا
عرصہ محشر میں جائے کون اٹھ کر قبر سے
کس سے ہم شکوہ کر میں اور حال دل کس سے کہیں
حق تو یہ ہے اس ہماری ہستی سو ہوم کا
نگے دل ہمارا دشمن ہی ہمارا ہو گیا
دل میں گٹ گٹ کر رہے دہان خوشی سہری

رباعی کے مترجما بھی نہیں۔ (انیس)
 ہر نخل برومند ہے یا حضرت باری
 کھیل ہلکو بھی لجاے ریاضت کا
 ہماری۔

برون۔ (۱)۔ یکسر اول وضع
دوم بیرون کا تحفہ صفت
باہر۔ مصحفی ذرا سمجھ کے قدم
گھر سے یا باہر رکھ۔ بیرون در
کولی تازہ امیہ دار نہ ہو۔ اردو
بین زبانوں پر لغت اول سے۔

بُروں سے بُرا۔ انتہا کا خراب
(ناسخ) بُروں سے بُرا آپ کو جانکر
تو اگر اے دل اپنا بھلا چاہتا ہے۔
برہ۔ (دھبکسر اول) دفعہ دوم۔
سورۃ ترک کرنا) مذکر۔ اجدائی
۲ ایک قسم کا گیت حسین فراق کی
مصیبت کا بیان ہوتا ہے۔

برہ - ف - بفتح باو تشدید راو
نیز بفتح اول دو دوم و تخفیف دوم
مذکر بکری یا بھیرا کہ چھوٹا بچہ -
علوان ۛ (علم نجوم) برج خل
برہ فلک - برج خل -

بُڑا۔ (دھبّیچ اول و سکون دوم۔
مذکر الکھیت ۲ (س۔ باری۔ پانی)
وہ مالی جس کے ذریعہ سے پانی کھیت

کو یا ایک مقام سے دوسرے مقام
کو لیا تین (عاشق) ہو لی جن میں
کھیل تھی بھر گئے برسے رنگوں کا
بتا ہے بد کے پانی کے آج میان
سبزہ رنگ۔

برہ - فراق - ہجر - مذکر - فراق کے
مضمون کا گیت -

دوم - مونث - دلیل قاطعہ -

بیان واضح قطعی دلیل پکی دلیل
۲ (اصطلاح منطق) ایک قیاس

ہے جو مرکب ہوتا ہے مقدمات
یقینہ سے تاکہ دوسرے مقدمہ
یقینہ کا نتیجہ حاصل ہو جیسے سب
انسان حیوان ہیں اور ہر حیوان
جسم ہے یہ ایک قیاس ہے جو
مقدمات یقینہ سے مرکب ہو
نتیجہ یہ نکلا کہ ہر انسان جسم ہے
برہان ثانی۔ (ع) ایک قسم

دلیل کی جبین مطول سے علت
کی طرف اشارہ کریں۔

برہان لمبی :- (ع) ایک قسم
دلیل کی جس میں علت سے معلول
کیطرف استدلال کرتے ہیں -

۱۔ اور برہن خاص یقینی دیں

شک و شبہ نہ رہے برہان ہے۔

کے شمال و مغرب میں دو دریاؤں
سرسوتی اور درشدوتی کے بیچ میں
ہے۔

برہما برہمی۔ (س) مذکر۔ دید
کا عالم ۲۔ وہ شخص جو علم وید حاصل
کرنے کیلئے شیاچی کرے ۳۔ برہمن
کی عمر کے چار حصوں سے پہلا حصہ
جس میں وہ صرف وید پڑھتا ہے
برہمن۔ (ف) فارسی میں برد
قلبن بمعنی بت پرست دژنار
ہندو علماء ہنود کی نسبت اسکا
اطلاق ہوتا ہے۔ ہندوؤں کے
عقیدے میں برہمہ ایک بڑی
مقدس فرشتے کا نام ہے۔ جسکی
پرستش ہوتی ہے بعض اہل لغت
کہتے ہیں کہ براہم زردشت کا نام
تھا۔ پیاس حکیم ہندوستان سے
ایران گیا اور براہام سے ملاقات
کی بعد اسکا پیرو ہو گیا اور ہندوؤں
آگرا کے طریقے کی تعلیم دی جنہوں
نے ان عقائد کو مانا انکو برہمن
کہنے لگے۔ عربی قاعدے سے
برہمہ کی جمع براہمہ ہو گئی۔ برہمن
کا مخفف برہمن ہے۔ تلفظ۔ بفتح
با ورا۔ دنیز بسکون را و فتح ہا۔

برہمہ پیت یا برہمیت۔ (س)
مذکر ۱۔ چھٹنبہ۔ جمعرات ۲۔ (نجوم)
مشتري۔ برجیں۔ قاضی فلک
برہم۔ (ف) بفتح اول و سوم
صفت ۱۔ پریشان۔ ۲۔ شفتہ۔ بے
ترتیب۔ ناراض۔ خفا۔ (کرنا ہونا
کے ساتھ) (بھر) میں پریشان اور
مری بزم برہم ہو چکی۔ گردشیں
کرتا ہے اب یہ آسمان کس کے
لئے۔

برہم دورہم۔ تتر بتر پریشان
خراب۔ مصحفی (مکو نصیب روز
بنانا ہوزلف کا۔ اپنا تو حال برہم
دورہم بہت ہے یاں۔
برہمی۔ مونث۔ اتبری۔
پریشانی۔ غصے کی حالت۔
برہم۔ (س) ۱۔ خدا متعالی۔
خالق ۲۔ روح ۳۔ دید کی کتابیں
۴۔ برہمن۔

برہما۔ (س) خالق۔
برہما اوتار۔ نمونہ خدا کی
قدرت کا۔

برہم بھوج۔ برہمن کی دعوت
برہما ورت۔ (س)
ہندوستان کا وہ حصہ جو دہلی

(س) برہمن بفتح اول و دوم و سکون
سوم و فتح چارم ہے) مذکر برہمن
کی چاروں ذاتوں میں ایک اعلیٰ
ذات ۲ ہندون کا پجاری ۳
خدا شناس ۴ بخت پرست ۵
جنیو باندھنے والا ۶ پیشوا بت
پرستوں کا ۷ عالم قوم ہنود کا ۸
حکیم دانشمند -

برہمن بکجہ - برہمن کی اولاد
برہمن زادہ - جو برہمن سے

پیدا ہو -

برہمنی - (س) مونث - برہمن
کی عورت - برہمن قوم کی عورت
برہمن ہتیا - (ھ) مونث
برہمن کا مار ڈالنا -

برہمن - (س) بکسر اول و سکون
دوم و فتح سوم و نیز بکسر اول و فتح
دوم و سوم - عم - صفت - وہ عورت
جو فراق محبوب کی حد سے سستی
ہو - بردگن -

برہمنہ - (ن) بفتح اول و سکون
را و فتح ہا دنون و نیز بفتح را دنون
و سکون ہائے اول و دوم صفت
اٹھلا ننگا - عریان - (کرنا ہونا کیسا تھا)
(امیر) قاضی برہمن سر ہے تو زخمی

ہے مختص - شاید کہ بی گئے ہن
بہت بادۂ خوار آج (زشتہ)
عشق سے جس برہمنہ پا کو ملی تکلیف
سیر - سات اقلیموں سے صحرا
مغیلان بڑھ گیا -
برہمنہ پا - صفت - ننگے پاؤں
بغیر جوتا پہنے -

برہمنہ پیر کا بالکا - (برہمنہ
پیر ایک مجذوب کا نام ہے جو
برہمنہ ہتے تھے) اس شخص کو گنہ
ہن جو ننگا دھڑنگا بھرتا ہو (طرز
لوٹھی) ہاں وہی برہمن کہتی ہوں
ننگ دھڑنگ برہمنہ پیر کا بالکا
کون نکل آیا -

برہمنہ سر - (ن) - صفت
بغیر ٹوپی دے - ننگے سر -
برہمنگی - (ن) مونث
ننگا پن - چا پن -

برہمی - (ھ) - مونث - روٹی
جس میں دال یا قیمہ بھر کر کھا پین
خواہ کڑا ہی میں تل لین -
برہمھیلا - برہمھیلا - (س)
مذکر - جنگی سور -

برہمی - (ھ) برہمنی شوہر
- مونث - شادی کی پوشاک

ساجن کے روز دولہائی طرف سے
دولہن کے یہاں کپڑے - ز پور -
میوہ مٹھائی - ایک پاپوش زبانیہ
زنگین - سر بند ٹھلیان - سہاک پڑا
پھیل - پان کھیلین - ناڑے جاتی
ہن - ٹھلیون مین سفید شکر جوار کر
نارجل - کشمش - بادام - سنگھاڑی
منہدی - کوزہ نبات ہوتے ہن
جوڑون اور ز پور اور میوے کی
کوئی مقدار مقرر نہیں مقدور
پر ہے - جوڑے اور ز پور واپس
آتا ہے باقی سب چہرین عروس کے
یہاں رہتی ہن - ایک جوڑا جو
مین بہتر ہوتا ہے اور پاپوش عروس
کو پہنا کر رخصت کرتے ہن اس
رسم کو بری یا ساجن کہتے ہن -
(جان صاحب) جوڑا بری مین آیا
بڑی دھوم دھام کا آدہ کھانا
جو دال سے بنایا جاتا ہے اصل
مین بڑی ہے لیکن زبانوں پر
بری بھی ہے -

بری آنا یا جانا - ۱ - لازم
ساجن کا دلہن کے مکان پر دولہا
کے مکان سے پہنچنا - یاروانہ
ہونا -

برہی - (ع) صفت - آزاد -
بے جوہم - پاک فارغ - سبکدوش
بے گناہ - بے عیب - بے قصور - کرنا
ہونا کے ساتھ -

برہی الذمہ - (ع) صفت
ذمہ داری سے مستثنیٰ - غیر ذمہ داری
برہی - (ص) مونث - یہ کلمہ فیلین
ہاتھی کے روکنے کے واسطے زبان
پر لائے ہن -

برہی - (ص) بفتح اول و دوم و
کسر تہزہ و سکون یا - مذکر - پان
بیچنے والا - پان بونے والا -

برہی - (ص) دیکھو "برہی"
برہی - (ص) لفظی معنی - بیج کا چشمہ
غلے کا چشمہ - مونث غلہ ہاتھ سے باہر
مین ڈال کر ہونا -

برہی - (ص) صفت مونث کی
ناقص - خراب - دیکھو "برا" -

برہی آنکھ ڈالنا - لازم - برہی
نظر سے دیکھنا - خراب نیت سے
دیکھنا -

برہی آنکھوں سے دیکھنا متعدی
برہی نیت سے دیکھنا (شاد) سوکھنا
خار ہو سو جھے جو ذری آنکھوں سے
نرگس لے گل تجھے دیکھے جو برہی

آنکھوں سے ۔۔۔
 بُری آنکھ سے گھورنا بتدی
 تہر سے دیکھنا ۔ (رند) وہ گھورتے
 ہیں بُری آنکھ سے پھر اب ہر بار
 میں دیکھتا ہوں مقدر دکھائے
 کا پھر کیا۔

بُری بات فعل بد ۔ جرا کام
 نکما کام ۔ بُرا فعل ۔ نازیبا بات ۔
 (داغ) خوبیان لاکھ کسی میں ہوں
 تو ظاہر نہ کریں ۔ لوگ کہتے ہیں
 بُری بات کا چہرہ چاکیا۔

بُری بست ۔ عو ۔ حرام
 جنیز ۔ سور ۔ (فقہ) مجھے تم سے
 ایک کھڑی زیادہ لینا بُری بست
 ہے ۔

بُری بست بکھانا ۔ لازم
 عو ۔ بُرا بکھلا کھنا ۔ (جان صاحب)
 کب میری بُری بست بکھانی نہیں
 توئے ۔

بُری بلا ۔ آفت (غالب)
 کہوں کس سے میں کہ کیا ہے تب
 غم بُری بلا ہے مجھے کیا بُرا تھا مرنا
 اگر ایک بار ہوتا ۔

بُری بھلی جاننا ۔ لازم ۔
 نیک و بد کی تمیز ہونا ۔ ہوشیار

ہونا ۔ (داغ) بات میری کبھی
 سنی ہی نہیں ۔ جانتے وہ بُری
 بھلی ہی نہیں ۔

بُری بھلی کھنا ۔ لازم ۔ دہلی
 (بھی بُری حالت بیان کرنا (داغ)
 جسے چھپے گا عشق یہ کہنے کی بات
 ہے ۔ کیا کچھ مہی بھلی نہ کہیں گے
 کسی سے ہم ۔

بُری بننا ۔ لازم ۔ ناگوار ہونا
 صدمہ ہونا (داغ) بنتی ہے بُری
 کبھی جو دل پر ۔ کتا ہوں بُرا ہو
 عاشقی کا ۔

بُری بنانا ۔ ۱۔ متعدی مصیبت
 ڈالنا ۔ (فقہ) اللہ کسی پر بُری نہ
 بنائے ۔

بُری بنی ہے ۔ ۱۔ بُری حالت
 ہے مصیبت کا وقت ہے ۔

بُری چال ۔ ۱۔ ۲۔ وضعی ۔
 (داسوخت امامت) پاؤں کیا
 جلد بُری چال سے آگاہ ہوئے
 راہ پر آنے نہ پائے تھے کہ گمراہ
 ہوئے ۔

بُری چنیز ۔ عو ۔ بُری بست
 بُرے حال سے ۔ تا بیج فعل
 خراب حالت میں ۔ چٹے حالوں

(ا) امانت داسوخت (ا) بھی پوشاک
 پہنے کا کبھی شوق نہ تھا۔ دیکھا کرتے
 تھے برے حال سے ہم تجھ کو سدا
 برے حالوں جینا۔ لازم
 عو۔ افلاس کی حالت میں زندگی
 کا ٹٹنا۔ خراب حالت میں بسر کرنا
 مصیبت میں زندگی بسر کرنا۔
 (مرآة العروس) لے عورت کو کیا
 تھکوا ایسے بری حالوں جینا کبھی
 ناخوش نہیں آتا۔

بری خبر۔ کسی مصیبت یا
 موت کی خبر (لانا۔ دنیا آنا کیسا)
 برے دل سے۔ تابع فعل
 بے اعتنائی سے۔ بے پروائی
 سے ناخوشی سے۔ ناگواری سے
 بدینتی سے۔ (عاشق) بوسہ لیکر
 بجلی کچھ بھلا نہ ہوا۔ تم نے کیا دیا
 برے دل سے۔

برے دن تابع فعل
 مصیبت کے دن۔ منحوس دن
 بیماری کے دن (گلزار نسیم)
 دکھلائی برے دنوں نے شام
 مردی کی رہی نہ کچھ علامت۔
 (نکھر) مجھ سے برے دنوں میں یہ
 اچھے ہوں وہم ہے۔ کیا اعتماد

شام کا کیا اعتبار صبح۔
 بری زبان۔ بد زبان ہو
 گوئی۔ (نہات النعش) حسن آرا
 خفا ہو کر بولی نوج اس مکتب کی
 لڑکیوں کی کیا بری زبان ہے
 نہ بادشاہ دیکھیں نہ وزیر چاہا
 بک دیا۔

بری ساعت۔ منحوس گھڑی
 نکالا کا ردان خط نے بھی آکر نہ
 لے ناسخ۔ مراد دل کیا بری ساعت
 گرا چاہہ زخندان میں۔

بری سماتا۔ لازم۔ خراب
 دہن ہونا۔ بی طرح دہن ہونا۔
 (نکھر) ہوا ہوں جب سے عاشق
 رنج ہوتا ہے نصیحت سے۔ خدا
 حافظ ہے عزت کا سمائی ہے
 بری دلیں۔

بری سنائی۔ بے ڈھب
 کہی۔ ناگوار بات کہی۔ بری خبر
 سنائی۔ مرضی کے خلاف کسی بات
 کے سننے پر بولتے ہیں۔ (رذوق) آؤ
 ہی گھر سے تو نے پھر جانیکی سنائی
 ہو جاؤں سن نہ کیونکر یہ تو بری
 سنائی۔ (فقہہ) منے صاحب مست
 ترک کرینیکی بری سنائی۔

برہی سو جھٹنا۔ لازم خراب معلوم
ہونا (امیر) بُرا دخت رز کو کہے
کیون نہ واعظ۔ بُرے کو بھلی بھی برہی
سو جھتی ہے۔

برہی سے سب ڈرتے ہیں
مثل۔ بد مزاج سے سب خوف کھاؤ
ہیں (داغ) بھاری بد مزاجی سے
ہمیں کیونکر نہ خوف آئے مثل مشہور
ہے صاحب برہی سے سب ہی
ڈرتے ہیں۔

برہی صحبت۔ مونث بوضع
لوگوں کا مجمع۔ خراب لوگوں کا مجمع (فقر)
لڑکا برہی صحبت میں پڑ کر آوارہ
ہو گیا۔

برہی طرح سے آنکھ پڑنا۔
دیکھو آنکھ پڑنا۔

برہی طرح پیش آنا۔ لازم
سختی سے برتاؤ کرنا۔ (داغ) آپ
شب کو جو چھپ کے جائینگے۔
ہم برہی طرح پیش آئینگے۔

برہی کام کا برا انجام۔
مقولہ۔ بد چلنی اور بد اعمالی کا نتیجہ
خراب ہوتا ہے۔ (داغ) نالے کرنے
دل ناکام برہی ہوتے ہیں۔ کہ برہی
کاموں کے انجام برہی ہوتے ہیں

برہی کی جان پر۔ عو۔ دشمن
پر (بھار عشق) بس چلے تو میں اور
دید و ن زہر۔ برہی کی جان پر خدا
کا قہر۔

برہی کی بُرائی میں نہ بھلے کی
بھلائی میں۔ سب سے الگ تھلک
رہنے والے کی نسبت بولتے ہیں۔
برہی گت۔ مار دھاڑ۔ برہی
حالت۔ بُرا دن۔ برا حال (کرنا ہونا
بنانا کے ساتھ) (خلق) تماشاجا ہنر
والوں کا دیکھو کیا برہی گت ہے۔
(فقر) تم نے ملزم کو پکڑ کے چھوڑ
دیا میں تو برہی گت بناتا۔

برہی گھڑی۔ مونث۔ عو۔
برہی ساعت۔

برہی لٹ۔ خراب عادت
دیکھو برا کام۔

برہی چھن۔ مذکر۔ عو۔ برہی
کام۔ برہی عادت۔

برہی لکنا۔ لازم۔ ناگوار ہو
اے داغ آہ کی تو غضب کونسا
کیسا ایسی برہی لگی دل خانہ خراب
کی۔

برہی مت۔ خراب عقل۔
ضدی طبیعت ہے یہ داغ ہماری

نہیں سنتا نہیں سنتا۔ ایسی بھی
ابھی نہ بُری مت ہو سکی۔

بُری نوبت ہونا۔ ۱۔ لازم
حالت خراب ہونا۔ (امانت) ملائی اُس
نے شہنا سے جو دھن اپنے ترانہ کی
مذمت سے بُری نوبت ہوئی نقار غازی کی
بُری نظروں سے ٹکنا یا دیکھنا
یا گھورنا۔ متعدی۔ اُغصے کی نظر سے
دیکھنا ۲۔ بدنتی سے ٹکنا۔ (رنگ)
ساتھ سوتے ہی بُری نظر دینے وہ
تکے لگا۔

بُری نظر والا۔ صفت۔ بد نظر
بدنیت۔ (قدر) ہم نے گھورا تو
ہمیں کے فرمایا۔ اچھے آئے بُری نظر
والے۔

بُرے وقت۔ تابع فعل
النا مناسب وقت پر۔ (فقہ)
آج صاحب کو کچھری چائے کی جلدی
تھی میم نے بُرے وقت غمزہ کیا
۳ مصیبت میں مبتلا ہونا۔

بُرے وقت کا اللہ بلی۔
مقولہ مصیبت میں کوئی ساتھ
نہیں دیتا اللہ مددگار ہوتا ہے۔
بُرے وقت کا کوئی شریک

(ساتھی) تہین۔ قولہ مصیبت

کی حالت میں ہمدردی کرنا والا
نہیں ملتا ہے شریک کوئی بُری
وقت کا نہیں لے تمہارے۔ جس کو پھر
کئی ہے لمحہ کے غار میں رو رہا۔
بُرے وقت یہ آٹے آنا
لازم۔ مصیبت کے وقت یا افلاس
کی حالت میں مدد کرنا۔ (دراغ) آدمی
وہ ہے جو ڈھونڈھے نہ سہارا کوئی
کہ بُرے وقت میں آٹے نہیں
آتا کوئی۔

بُرے وقت میں کام آنا
یا بُرے وقت کام آنا۔ لازم۔
بُرے وقت میں امداد کرنا۔ (دراغ)
یہ بھگ کر تجھے اے موت لگا رکھا ہے
کام آتا ہے بُرے وقت میں آنا
تیرا۔ (ناسخ) کہاں کا زربے
وقت اہل جو ہر کام آتے ہیں۔
کوئی زبرد دار بنو اتنا نہیں تلواریں سو
کی۔

بُرے میں کوئی ساتھ نہیں
دیتا۔ مقولہ مصیبت میں مدد
افریا۔ دوست۔ آشنا سب کا
کہ جاتے ہیں (ناسخ) دیتا ہے
کہاں ساتھ بُرے وقت میں کوئی
تمہارے کو لگی چوٹ شرارے نکالے

بریرا - (بفتح اول و سکون دوم بر
دری یار - مضبوط - شدید) صفت
(مجازاً) وہ آرمی جو زرخیز - سیر
حاصل ہو -

بریرا - (دھ - ذکر - ایک قسم کی
گھاس جس کی چھال کام آتی ہے
بریرا - (ف) صفت بھنا
ہوا - تلبا ہوا -

بریریانی - (ف) مونث - ایک
قسم کا ٹیکن بلاؤ جس میں گوشت
بھی بکڑا لے ہیں -

بریریت لہ (ع بفتح اول و کسر
دوم و یائے مشد و مفتوح و ثنائے
ساکن) مونث - رہائی - نجات -
معافی و آزادی سبکدوشی پاک
ہونا - صاف ہونا - پیچرم ہونا -
یقصر ہونا - صفائی -

بریریت - (دھ بفتح اول و سکون
دوم و فتح سوم و سکون چارم) مونث
وہ نعان جو کسی لکڑی کی مار سے
جسم پر پڑ جائے (مصطفیٰ) کیسی

اب انکی دھوپ میں جلتی ہیں
بریتین - سائے میں یا نپے کھے
جونا زونعم کے ساتھ -

بریریت - (دھ بفتح اول و سکون
دوم و کسر سوم و سکون چارم) مونث
موٹی رستی جس سے بڑھتی ہیں -
بریریا - (دھ بفتح اول و کسر دوم و

سکون یائے بھول - سوار می
پانی ستھا کھڑا ہونا) لہ ذکر دھوپ
دیکھو براٹھا لہ تیسری قسم کی زمین
سہ وہ آرمی جس میں مال میں شکر
ہو یا ہو -

بریرٹھن - (دھ بفتح حرف چارم
مونث - دھوبن - (دھوپ کی جو رو
بریرتج - (دھ بفتح اول و کسر دوم
و سکون یائے معروف و جیم) مونث
پانوں کی بھٹ -

بریرتج لو و (دھ بفتح اول و سکون
مونث) بھٹ سے بھرنی والی بندوق
بریرا - (دھ بفتح اول و کسر دوم
و سکون یائے بھول) مذکر غم

لہ بریرت اور لہ کافری - بریرت میں مقدمہ فیصل ہو جاتا ہے اور منہم بگیاہ ثابت
ہو جاتا ہے لیکن لہ کی میں باقفل وجہ ثبوت کامل نہ ملنے کے منہم چھوڑ دیا
جاتا ہے جب کہ ثبوت نہ ملے یا خد ہو سکتا ہے -

بریز بریز کرنا یا کھنا۔ درختن
ف۔ کسی چیز کا گرتے بکھر جانا بریز
اسکا امر ہے) لازم۔ ہاری ماننا۔ بنا
با ہارنا۔ افسوس کرنا۔ شکوہ شکایت
کرنا۔ (فقہ) ارے میان ایک
طالب علم ہم تھے کہ سارے ہم جات
بلکہ بخدا اُستاد بریز بریز کرتے تھے۔
بریشم۔ (ف) مذکر۔ ابریشم۔
بریک۔ (انگ) Brigade
مذکر۔ ریل کی وہ گاڑی جس میں مال
ردانہ ہوتا ہے۔

بریکڈ۔ (انگ) Brigade
مذکور قوت کا ایک حصہ۔ توپ خانہ
رسائے اور پیدل کی فوج۔
بریلی میں چند سال پیشتر بہت بڑا
پاگل خانہ تھا۔ پنجاب میں بجائے
بریلی کے لاہور کہتے ہیں۔ جہاں
بہت بڑا پاگل خانہ ہے۔ اس شخص
کی نسبت کہتے ہیں جو پاگلوں کی کوئی
حرکت کرے یا خلاف عقل کوئی کام
کرے۔

برین۔ (ف) بفتح اول و کسر دوم
وسکون یا بے معرفت و نون غنہ
بر بلند۔ برتر + میں نسبت کا۔

صفت۔ عالی۔ بلند۔ برتر جیسے
عرش برین۔ جلد برین۔ فردوس
برین۔ بہشت برین۔
برین۔ (ع) بر کا تشبیہ اعلان
نون) مذکر۔ عرب اور روم مراد
ہوتے ہیں۔

بریں۔ نون غنہ (دھ) اکسم
کاج ۱۲ بر (بمعنی بھڑا کی جمع)۔

بریتہ۔ (دع) بفتح اول و کسر
دوم و یاء مشدود مفتوح و یاء
مختفیہ ساکن) خلق اللہ۔ مخلوق
بر۔ (س) ۱۔ مذکر۔ (لکھنؤ) برگد
(انشا) بڑے بھی کھسٹی اپنی ڈاڑھی
۱۲ مونٹ۔ جھک۔ بکواس۔ دیولون
مجدولون کی باتیں جو بخود می کے
عالم میں کہتے ہیں ۵ سمجھ لیتے ہیں
مطلب اپنے اپنے طور پر سامع۔
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل
مجدوب کی طبر کا ۱۲ بر کا مخفف
تھا استعمال میں نہیں ہے۔

بر مارنا۔ لازم۔ مجذوبانہ
باتیں کرنا۔ لفاظی کرنا۔ (دھ) بڑا
اٹھا بچ نہ سکا راز محبت۔ بہت
ہے شے کی طرح پیٹ کا ہلکا
بر میں آنا۔ لازم۔ جوش میں

آتا۔ (بحر) حورین شے کیلئے
آئی افسانہ عشق۔ آگیا بڑھین کسی
روز جو دیوانہ عشق۔

بڑ لگانا۔ متعدی۔ بہت

بکنا۔

بڑ لگنا۔ لازم۔ جھکنا

بڑ (م) بڑا کا مخف صفت

مرکبات میں مستعمل ہے۔

بڑ بڑا۔ صفت۔ عم سخن باز

فضول بکنے والا۔ چلا کے بولنے

والا۔

بڑ بھگوا۔ صفت۔ عم

کو دَن۔

بڑ بینیا۔ (بڑ۔ بڑا۔ بینی

ناک)۔ صفت (لکھنو)۔ بڑی

ناک والا کیوتر وہ کیوتر جیسی

ناک بڑھا پے سے یا پیدائی

بڑی ہو۔ (مزاح سے) بڑی

ناک والا آدمی

بر پٹیا۔ صفت۔ بڑے بیٹ

والا۔ لالچی۔ بہت کھاتیوالا۔

بڑ بڑا۔ بڑ پٹیا۔ مذکر۔ عم۔

بڑائی۔ بزرگی۔ جاہ۔ شان و

شوکت۔

بڑ بڑا۔ ۱۔ زن دراز پستان

بڑ دُکنا۔ صفت (لکھنو)

بڑے دانت والا۔

بڑ کا۔ صفت (عو)۔ عم

۱۔ جو عمر میں بھائیوں سے بڑا ہو

۲۔ بڑا۔

بڑ لگنا۔ صفت (لکھنو)

بڑے کان والا۔

بڑ لگتی۔ صفت (لکھنو)۔ ۱۔

بڑے کاؤن والی۔ ۲۔ نواب

۳۔ صف الدولہ مرحوم کی ہتھنی کا

نام جسکا جو رادل بادل کے بھی

سے ملایا تھا۔

بڑ لگنا۔ صفت (لکھنو)۔ بڑی

ناک والا۔

بڑا۔ (م) صفت۔ مذکر۔ اچھوٹا

کی ضد۔ کلان۔ وسیع۔ دراز۔ لمبا

کشادہ۔ چوڑا۔ چکلا۔ اعلیٰ نمایان

عظیم الشان۔ (میر ع) ذلیل کیسی

ہیں انکی ہے گو کہ ذات بڑی

۲۔ بھاری۔ ضخیم۔ (فقہ) نور اللغات

بڑی کتاب ہے یہ ادبیا۔ بلند۔

عظیم الشان۔ (فقہ) آلہ آباد میں

بہت بڑا سرکاری قلعہ ہے

۳۔ عالی خیال معزز جلیل القدر

عالیٰ نمان۔ فیاض۔ بلند حوصلہ

اولو العزم - ذی عزت (فقہ) سکندر بیرا شخص تھا گران ڈیل طویل - بہادر - شہزاد (فقہ) رستم بیرا پلو ان تھا بہتر - عمدہ - عمر میں زیادہ مرتبے میں زیادہ - جاسٹ یا قد میں زیادہ (طنزاً) قابل فحش - دشتا کے لائق (منیر) روئے ہوئے اٹھکے رقیب کو بلا لیا - منہ تو دھو کر بڑے سانسے آئیوا لے لے افسر سردار - اٹھلے ملا موٹا - بہاری - بھکر کم - امیر - دولت مند - مالدار - طاقت نہایت کثرت سے (فقہ) اس سال فروری میں بیرا جاڑا پڑا (فقہ) آپ بڑے بے شعور ہیں - آج پٹری دھوپ پٹری بھاسکین - سخت (فقہ) ملزم نے بڑا جرم کیا اسکو معمولی سزا کافی نہیں ہے - اضری جلدی - (فقہ) مجھکو بڑا کام ہے اب ٹھہر نہیں سکتا - اعمرہ بیش قیمت - امرتی - سرپرست آباد اجداد - باب داد (فقہ) کوئی بڑا سرپرست نہیں ہے زید بالکل آزاد ہے جو چاہے کرے - مذکورہ ملنگو زبان کا لفظ ہے) مونگ یا رو کی تلی ہوئی ٹکیا (انشا) بیرا کی میرے ٹھیکے پر

خدائی رات میں میں نے - بڑے ایسے بہت سارے کمر کھائی بیچ تل ڈالے - بیرا آدمی - امیر - ذی عزت - (شعور) رکھتا ہے جو صفات بزرگی وہ ہے بزرگ - نظرون تلے نہیں ہیں بڑے آدمی بڑے - بیرا آدمی دال کھائے تو سادہ حال - غریب کھائے تو کنگال - ۱ - شل - ایک ہی بات میں کسیکو عزت کسیکو ذلت - بیرا آزار - عو - سل - دق - (منیر) دُور پاراب میں ڈرتی ہوں ہر بار دشمنوں کو نہو بیرا آزار - بیرا آیا - (طنزاً) - حق نہیں ہے منصب نہیں ہے - اتمی وقعت نہیں ہے - (جانصاحب) باغ کا میوہ اپنے تئوں کے سب بھج دیا - جانصاحب بھی بیرا ڈال کا آیا ٹوٹا (منیر) مجھو سرکھت جو دیکھا تو وہ جان نثار بولا - بڑے سرفروش آئے بڑے جان نثار آئے - (امیر) تیغ قاتل سے میں لپٹا تو وہ ہنسکر بولے - یہ بڑی آئے مجھکو لگائیوا لے - بیرا استاد لکرو - ہوشیار

چالاک ہے سب غزل سن سکے
وہ بولے تھر۔ ایک مرشد ہو بڑے
استاد ہو۔

بڑا اندھیر ہے۔ بہت ظلم ہو
(مبا) شب تار لحد ہے روز روشن
اپنی نظر و بین۔ بڑا اندھیر ہے سودا
ہوا ہے زلف شگون کا۔

بڑا استنجا کرنا۔ لازم (صلی)
آبدست لینا۔ پیچانہ پھر نیکی بعد
ڈھیلون سے طہارت کرنا۔ پیچانہ
بھرنے۔

بڑا بچارا۔ بڑی بچاری
تحفیر کے واسطے۔ (مرآۃ العروس)
ساس نے کہا بیٹی نوچ کسی کو کسی
سے ایسا عشق ہو جیسا تھو تھو کا کر
اگر ایسا ہی دل چاہتا ہے تو اُس کو
بلا بھیجو مزاج دار نے کہا داہ بڑی
بچاری بلائیو اللین ایسا ہی بلانا
تھا تو کل اس کو بلا کر چوڑیاں پہنوائی
ہو تین۔

بڑا بوڑھا۔ مذکر۔ مری۔
سرپرست۔ پُرکھا۔ باپ دادا۔
والی وارث۔

بڑا بول۔ مذکر۔ عو۔ خود ستائی
شیخی۔ غزور۔ غزور کا کلمہ۔ تکبر

ڈینگ (ریشک) کھائے بڑا نوالا
بڑا بول پر نہ بوی بول جل سکے
کتی ہے دہن بے زبان ت
توب۔

بڑا بول آگے آنا۔ لازم
مغزور کا ذلیل ہونا۔ غزور کی سزا
ملنا۔ (داغ) مسخر کر لیا آخر کو بنگا
کے جادو نے۔ بڑا بول آگے آیا
ہم جو بولے مجھے لڑکپن میں۔

بڑا بول بولنا۔ لازم۔ غزور
کرنا۔ شیخی مارنا۔ غزور کا کلمہ منہ سے
نکالنا لاف زنی کرنا۔ (داغ) کیون
ہے خاموش لب تو کول ذرا۔ وہ
بڑا بول اتو بول ذرا

بڑا بول پیش آنا۔ لازم
بڑا بول آگے آنا۔ (شوق عشق)
اک روز رنگ لائیگا۔ وہ بڑا
بول پیش آئیگا۔

بڑا بول سامنے آنا۔ لازم
بڑا بول آگے آنا۔

بڑا بول قاضی کا پیادہ۔
ایک نہ ایک دن آگے آئیگا۔ ا۔
مثل۔ مغزور بہت جلد ذلیل ہوتا
ہے۔ غزور کا نتیجہ بہت جلد ملتا ہی
(ذوق) کیون تکبر بولتا یہ بندہ

محکوم القضا۔ گر بڑا بول اپنا قاضی
کا پیادہ جانتا۔

بڑا بول ہو کر رہتا ہے۔
تکبر اچھا نہیں اسکا نتیجہ جھگڑنا ہی
پڑتا ہے۔ جو مشہور ہو جاتا ہے ہو کر
رہتا ہے۔ زبان خلق کو تقارہ خدا
سمجھو۔

بڑا بول نہ بولے بڑا لقمہ نہ
کھائے۔ مثل تکبر کرنا۔ اور بڑا
لقمہ کھانا دونوں مضرت میں برابر
ہیں۔

بڑا بیڈ بھب۔ صفت
۱۔ بیخوف۔ سرکش۔ نافرمان۔
خود غرض۔ نرالا۔ ٹیڑھا۔
چوکس ہو شیار۔ جالاک۔ اسکی
نسبت بھی کہتے ہیں جو کیکے قابو
کا ہو۔

بڑا بیٹا۔ ۱۔ وہ بیٹا جو عمر میں
اور بیٹوں سے بڑا ہو۔

بڑا پا۔ (مد) مذکر۔ (رحو) انہیں
بزرگی۔ بڑائی (فقہ) دونوں لڑکوں میں
تین برس کا چھٹا پا بڑا پا ہے۔

بڑا پتھر۔ ۱۔ بڑا ظالم بہت
سنگدل۔ کوڑ (ذوق) ہم تو ان
کے دلوں کو جذب دل سے کھینچ جائے

پر بڑے پتھر ہیں مشکل سے کھینچے
جائیں گے۔

بڑا پلا گیا۔ بہت دور گئے۔
(امیر) بہت اونچے گئے موسیٰ
تو کوہ طور تک پہنچے پڑا پلا گیا
عیسیٰ نے کھینچے جبرجہ بر پئے۔

بڑا پیٹ ہے۔ بہت کھانی
والا ہے۔ بہت رقم مضمر کرنی والا
ہے (فقہ) جمہدار حوالدار کو دینے
کا منہ نہیں ہے انکے پیٹ بڑے
ہیں۔

بڑا تقدیر والا۔ خوش نصیب
(داغ) الہی عاشقی میں ہم بڑی
تقدیر والے ہیں۔ سنے ہیں خوش
گلو کیا کیا جسے ہیں خوب رو کیا گیا۔

بڑا تیر مارا۔ طعن سے کہتے
ہیں یعنی بہت بڑا کام کیا۔ بڑی
ہمت کی۔ بہت حوصلہ کیا۔ (داغ)
نہ تھی تاب ایدل تو کیوں چاہ
کی۔ بڑا تیر مارا اگر آہ کی۔

بڑا جاڑا پڑا۔ جب موسم
بہت سرد ہوتا ہے تو کہتے ہیں۔

(داغ) کہتے ہیں عاشق یہ تیری
سرد مہری دیکھ کر۔ اب کے بے
موسم بڑا جاڑا پڑا پڑا۔

بڑا جانور - سور یا گائے
بیل -

بڑا جنگی - نون غنہ - صفت
(عو) بہت بڑا - وزنی - (فقہہ)
یہاں ایک بڑا جنگی حقہ ہر وقت
بھرا رہتا ہے -

بڑا جگر - بڑا حوصلہ - بڑی
ہمت -

بڑا جگر - عو - بڑی ہمت
بڑا حوصلہ -

بڑا چلا - (عو) زحیم کا چالیسین
دن کا غسل (مثنوی عالم) جشن
عشرت علی العموم ہے - بڑے
چلے تلک یہ دھوم ہے -

بڑا اچھا بنا کر چھوڑ دیا گا -
خوب ذلیل کر دینگا - اچھی طرح بدلا
لوں گا -

بڑا چندال ہے - بڑا بدلتا
ہے - ایذا رسان ہے - سرکش ہے
مخوس ہے - بڑا بخیل ہے -

بڑا داتا - بڑا سخی - بہت
دینے والا (شوق قدائی) دل بڑا
اور درد توڑا یہ لگے ہے لے خدا
تو بڑا داتا ہے تو بے انتہا ہے کیون
تہ دے -

بڑا اور بار - عو - پانچانہ -
بڑا درجہ - بلند مرتبہ -
عو - نتیجہ -

بڑا دل ہے - بہت عالی
حوصلہ بلند ہمت ہے -

بڑا دن - مذکر انگریزی بڑا
تہوار جو یکسویں دسمبر کو ہوتا ہے
(انگریزی حساب سے رات کے
بڑھنے کی ابتدا اور دن کی بڑھنے
کی ابتدا اسی تاریخ سے ہوتی ہے)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدائش ۲۵
دسمبر کو ہوئی تھی اس وجہ سے عیسائی
اس روز بڑی خوشی مناتے ہیں
(ناسخ) مشہور بڑا دن ہے یہ کیوں
دنیا میں - کوئی نظر آتی نہیں توجہ
ہیں - ہے رات بڑی تمام راتوں
سے آج - اس جشن کو لازم ہے بڑی
رات کہیں -

بڑا دیدہ ہے - (عو) شوخ
خیم ہے - بیاک ہے - نڈر ہے
(فقہہ) اس لڑکی کا بڑا دیدہ
ہے بھری محفل میں شوہر سے
لڑتی ہے -

بڑا اچھے ہے - عو - فتنہ
بدواز ہے - شریر ہے - ہوشیار ہے

بڑا راستہ بکڑنا۔ لازم
۱۔ (دہلی) دور کا سفر اختیار کرنا

یعنی مرجانا۔
بڑا روک۔ مذکر۔ (عو) تدق
(بحر) دشمن کو بھی ہو یہ بڑا روک پھر
سودین کے ہم علیل ہوئے ایک
رات میں۔

بڑا سر اٹھایا۔ بہت فساد
پھیلا یا۔

بڑا شور ہے۔ بڑا بد ذات
شریر انداز سان یا نا فرمان ہو
بڑا شخص صفت۔ عالی
عوصلہ۔ بلند ہمت۔ اولو العزم۔

مالدار۔ دو لقمند۔ تجربہ کار۔ زمین
عالی دماغ ۲ (طنزاً) فطرتی۔ حرافہ
بڑا شہد ہے۔ بڑا شریعہ
ہے۔ بیودہ ہے۔

بڑا صاحب۔ مذکر حاکم
اعلیٰ۔ ڈینی گمشدہ۔ ضلع کا بڑا حاکم
شہر کا بڑا حاکم۔

بڑا آفات۔ مذکر۔ (قرساق
کا پہلا حریف) قُرم۔ بھڑوا۔ بھگوا
بڑا کام۔ مذکر۔ ضروری کام
زیادہ کام (داغ) وہ صبح شب
وصل نہ ٹھہرے یہی کمر۔ جانیو

ہین جلد بڑا کام ہے ہکو۔

بڑا کام کرنا۔ لازم۔ اہم کام
کرنا۔ قابل تحسین فعل کرنا۔ مصبا
عشق یوسف میں زلیخا نے بڑا
کام کیا۔ واہ شاہناش نہ ہے ہمت
مردانہ عشق۔

بڑا کرنا۔ متعدی۔ بڑھانا۔

اونی کرنا۔ کھینچنا۔ تاننا۔ لمبا کرنا
۳۔ بدورش کرنے جو ان کرنا۔ یا ان
پوشا۔ پروان چڑھانا۔ (مرآۃ المحرر)
مان باب کو اولاد کی محبت لگا دی
کہ محبت کی لگاؤ سے بچو، البین
اعد بڑا کریں ۳ (عو) چراغ کی
نسبت (محل) کرنا۔ بچھانا۔

بڑا کفر توڑنا۔ متعدی۔ بڑا
ضدی کو قابو میں لائے۔ بڑا کام
کیا کی جگہ۔ (توبۃ النصوح) ان کو
ٹوڑا تو انھوں نے اپنے نزدیک
بڑا کفر توڑا۔

بڑا کلیم۔ بڑا دل۔ بڑا طرف
بڑا کو آ۔ جلی کو آ۔

بڑا کوئی ہے۔ طفرے کھتی
بڑا بڑھب ہے۔ ہوشیار ہے
خفنی ہے۔ خیلہ ساز ہے۔ قمر خد
استاد ہے۔ گرو ہے۔

بڑا لکھانا۔ مذکر۔ دھوم دھام
کی دعوت (ابن الرقت) چھاؤنی
میں جب کبھی کوئی بڑا لکھانا دیا جاتا
ہے تو آپ کے خانہ زاد ہی کو
بلاتے ہیں۔

بڑا گھان مارنا۔ لازم۔
دولت کا ایک دم سے ہاتھ آجانا
بہت بڑی کامیابی حاصل کرنا۔
بڑا گھر۔ مذکر۔ وسیع مکان
۲ شریف خاندان ۳ امیر گھرانہ
خوشحال گھرانہ (امیر) ہے
قصہ کہ دل کیہ نشینوں کے چہرے
نما کا ہے بڑے گھر کو ترے دزد
خانے ۵ (عم) جیل خانہ۔ قید خانہ
۵ عم۔ یا سخا نہ۔

بڑا لائے۔ چہ خوش
خوب کسی۔ (قدر) کہا یا درکھنا
تو بولے بگڑ کر چلو جاؤ لائے بڑا
یا درکھنا۔

بڑا لبا چوڑا پردہ لگا کر ٹھینا
لازم۔ جوٹ موٹ پردہ دار
ٹھینا۔ نمائی پردہ کرنا۔ پردہ نشین
بنا (محضات) یہی نالائق جو کج
بڑا لبا چوڑا پردہ لگا کر بیٹھی ہو
کے شکے پر مادی مادی پڑی۔

بھرتی تھی۔

بڑا مزاجی۔ بڑا لطف چھ
بڑی سیر ہو ۱ (داغ) بڑا مزاج
جو عشرت میں کرون شکوہ۔ وہ
مشتون سے کہیں چپ رہو خدا
کیلے۔

بڑا نام کرنا۔ لازم۔ عزت
حاصل کرنا شہرت حاصل کرنا۔
(داغ) ایک طوفان ہوا طفل
سرشک۔ چھوٹے لڑکے نے بڑا
نام کیا۔

بڑا نام ہونا۔ لازم۔ مشہور
ہونا۔ بڑی عزت ہونا۔
بڑا گھلا ہے۔ بڑا وضع ہوا
بڑا اوالہ حلق کا دربان مثل
دیکھو بڑا بول قاضی کا پیادہ

بڑا اوالہ کھائے بڑا بول نہ
بولے۔ مثل۔ بڑا اوالہ کھانے میں
مضائقہ نہیں ہے لیکن غرور کا
کلمہ زبان سے نہیں نکالنا چاہئے
بڑا نہان۔ (عو) زچہ کا پالیٹین
دن کا غسل۔

بڑا وقت۔ بہت موقع بڑی
جست (فخر) آپ نے خوب
کیا جو پہلے سے کہہ یا عین وقت پر

شاید میں نہ پہنچ سکنا اب تو بڑا وقت
آپ نے دیا ہے۔

بڑا ہی پانچ ہے۔ بڑا شہر ہے۔
بہت تیز چالاک۔ متفنی ہے۔

بڑا ہی سخت ہے۔ بدمزاج
ہے۔ زدہ رنج ہے۔ بے رحم ہے

جفاکش ہے۔ ایذا رسان ہے۔
بڑا جانا۔ لازم (دہلی) کسی افت

یا مصیبت سے چلا اٹھنا۔ کھڑا جانا
حواس باختہ ہونا۔ بولا جانا۔

بڑانا۔ لازم۔ (دہلی) بڑانا۔ سوئی
میں کچھ بولنا۔ بھلنا۔ ہڈیاں ہونا۔

بڑا بڑا کرنا۔ بکنا۔ بڑا مارنا۔ غل جانا
بڑائی۔ (ھ) مونٹ۔ بزرگی عفت

عمر کی زیادتی۔ درازی عمر۔ سخت
جامت۔ ضخامت۔ حجم۔ تعریف

توصیف۔ مرج۔ منصب۔ درجہ مرتبہ
طوالت۔ لمبائی۔ درازی۔ اُنچائی

عزت۔ آبرو۔ ادب لحاظ۔
فضیلت خوبی۔ شیخی۔ لاف زنی

خود سنائی۔ غرور۔ ٹھمنہ۔
بڑائی دینا۔ متعوی۔ (دہلی)

عزت دینا۔ بڑا مرتبہ دینا۔ (ذوق)
دیکھ چھو ٹونکو ہے اندر بڑائی دیتا۔
آسمان۔ آنکھ کے تل میں ہر دکھائی

دیتا۔
بڑائی کرنا۔ لازم۔ تعریف

کرنا۔ خود ستائی کرنا۔ شیخی مارنا
ڈینگ مارنا۔

بڑائی کی لینا۔ لازم۔ غرور
کرنا۔ شیخی مارنا۔ (دنبات العرش)

جتنا حسن آذا اپنی تین کھینچتی
لڑکیاں اُس سے کنارہ کشی کرتی

اور جب قدر وہ بڑائی کی لیتی لڑکیاں
اُسکو ذلیل سمجھتیں۔

بڑائی مارنا۔ لازم۔ شیخی مارنا
خود ستائی کرنا۔ ڈینگ مارنا۔ ڈینگ

کی لینا۔ (مرآة العروس) نیسری
بڑائی ماری ہے میں توجہ دس تب

پوچھتے ہیں تب ایک جواب مشکل
سے دیتی ہوں۔

بڑائی چھٹائی۔ مونٹ (عج)
عمر کا فرق۔ (مرآة العروس) محمد

عاقل گو بڑا تھا لیکن دونوں بھائیوں
میں سیرت ڈھائی برس کی بڑائی

چھٹائی تھی۔
بڑا۔ باکریط۔ (ھ) مذکر۔ چمکا ڈرکی

بڑی قسم۔
بڑا۔ (ھ) فتح اول و سوم سکون
دوم و چارم) مونٹ۔ بگ بگ

ازبان درازی۔ لاف و کرات
کی گفتگو (مراۃ العروس) ماما چڑھ
چڑھ کے بولتی تھی بڑا زلے کہا تو
بڑھیا کیا بڑ بڑ کرتی ہے۔

بڑ بڑانا۔ (۱) ہفت اول و سوم
و چارم و سکون دوم لغوی معنی
بوڑھ ہو لکی طرح منہ ہی منہ میں

بولنا (۲) لازم ۱ چکے چکے کہنا یا
اکیو بڑا کہنا۔ کچھ منہ میں بولنا۔

کہنا۔ زیر لب کچھ کہنا۔ (داغ)
میں نے تپے کی تمکری ہے جو دین

چکی۔ غصے میں بھر کے کیا کیا وہ
بڑ بڑا رہے ہیں ۲ چکے چکے پھرنا

(تخفیر سے کہتے ہیں) بنگا رواج
خوب جلو میکے کو ذوق چھوٹو

کہیں و ظنف بہت بڑ بڑا چکے۔
بڑ بڑا یا۔ (۳) مذکر۔ بکی۔ بیوہ

گو۔ اس معنی میں اردو میں بھڑ
بھڑایا ہی بولتے ہیں۔

بڑ بڑ پٹری۔ (۴) مونث
مرے ہوئے بزرگوں کا فاتحہ

جو عورتیں ہر تقریب شادی
میں کرتی ہیں۔ (۵) بڑ بڑ۔ بوڑھا

بڑ بھٹس۔ (۶) مذکر۔ بڑ بڑا
بھٹس۔ شہوت۔ جماع کی شہوت

مونث ۱ بڑھاپے میں جوانی کی
انگ۔ (۷) لگنا کے ساتھ (۸) جانتا

شب و روز دھڑاٹا ڈھوڑھٹتی
ہے۔ بڑھاپے میں بڑھیا کو بڑ بھٹس

لگی ہے ۲ وہ بدعقلی اور بد مزاجی
جو بڑھاپے میں ہو جاتی ہے۔ بڑ بڑ

کی وجہ سے عقل جاتی رہتا۔
(جانتا صاحب) منہ کا لاکرے کون

لگی ہے اسے بڑ بھٹس۔ سر ہٹا کر
پر شوق ہے مٹی کی دھڑکا۔

بڑ بھٹیا۔ عم۔ صفت۔
وہ جسکو بڑ بھٹس ہو۔

بڑ بڑا۔ (۹) مذکر اول و سکون
دوم۔ مذکر۔ گیون اور چنے کا

ٹاپو اناج۔
بڑ بڑا۔ (۱۰) ہفت اول و دوم (مذکر)

کڑی۔ شہتیر۔
بڑ بڑا و نکھا۔ (۱۱)۔ ایک قسم کا

بڑا لگنا۔
بڑونکے کہنے کا اور آنو

کے کھانیکا بھیجے سوا آتا ہے۔
مقولہ۔ یعنی دو ٹوٹکا فائدہ بعد کو

معلوم ہوتا ہے۔
بڑون کا ٹھیکرا۔ مذکر۔ (دو)

موروثی مکان۔

بڑھنے کی بڑی بات - بڑھون کے
بڑے کام - مقولہ سبز رنگون کے کام
عمدہ ہوتے ہیں - رئیسوں کی شان
بڑی ہوتی ہے خیالات عالی اور نظر
وسیع ہوتی ہے -
بڑھ - ذیل کے مرکبات میں عمل کر
بڑھ بڑھ کے باتیں بنانا لازم
چرب زبانی کرنا -

بڑھ بڑھ کے بولنا یا کہنا لازم
شیخی مارنا - لات و گزاف کہنا - فخر
کرنا - اپنی بساط سے بڑھ کر باتیں کرنا
غور کرنا - (قدر) مدد کے سخت
جانی بات بھجائے - بہت بڑھ
بڑھ کے قاتل بوتا ہے - (راسخ)
شب ہجران سے کہتی ہے تمھاری
زلف بڑھ بڑھ کے - کہ عمر خضر ہوں
لول امل ہوں مدافضل ہوں -

بڑھ جانا - لازم - آگے نکل
جانا - سبقت لیجانا - چلے جانا (فلق)
بڑھ گئے سب میرے ساتھی مجھ کو
تہنا چھوڑ کر دولت عزت یا مریز
میں ترقی ہونا - بڑا آدمی ہو جانا -
(فقرہ) چند روز سے وہ بڑھ گئے
ہیں پہلے تو بہت معمولی حالت سو
بسر ہوئی تھی - متجاوز ہونا نکلیا جانا

(فقرہ) بحث کرتے کرتے تم اپنی
حد سے بڑھ گئے - طوالت ہو جانا
(سحر) گفتگو بڑھ گئی باقی نہ رہا
بات کا لطف - چراغ یا شمع کا گل
ہو جانا - (شرف) خدا حافظ ہے
تیرا یا رنے برخواست کی ایدل -
بڑھتی جاتی ہیں سمیعین لوگ اٹھ جاتی
ہیں مغفل سے - ایک چیز کا دوسری
چیز سے زیادہ ہو جانا - زیادہ ہو جانا
(دکان کیواسے) اٹھ جانا - دیکھو
بڑھنا -

بڑھ چڑھ کے یا بڑھا چڑھا
صفت - بہتر برتر - بالاتر - فائق
(مرآۃ العروس) خدا رکھے ہنر سلیقہ
تو دنیا کی بیوی سیوین سے بڑھ چڑھ کے
ہے -

بڑھ چلنا یا بڑھ کے چلنا - لازم
اگستخ ہونا - مغرور ہونا - (دماغ) اسکا
قامت دیکھ کر سب کٹ گئے - بڑھ
چلے تھے سرو بھی شمشاد بھی - نامتناہی
اختلاط میں مصروف ہونا - حد سے
متجاوز ہونا - نیز چلنا - آگے ہو جانا
سبقت یوانا - (سیر) بڑھ چل
لے پائے بخون دست جنون
میں ایسا - منزلوں قافلہ ریگستان

دور رہے لا تھوڑا بہت بڑھنا
ترقی کرنا اپنی طاقت سے بڑھکر
کوئی کام کرنا لا پیش قدمی کرنا۔
آگے بڑھنا۔ (آتش) قدموزن
دب کر پونگیاں اندھوں کو دکھلاؤں
ارادہ تاڑے سے بڑھ چلنے کا شمشاد
کرتے ہیں۔

بڑھ کا۔ اصف۔ زیادہ قیمت
والا عمدہ تر۔

بڑھکر بولنا۔ بڑھکے بولنا
لازم۔ شیخی مارنا۔ بی ادبی کی گفتگو
کرنا۔ حد سے متجاوز ہو کر بولنا۔ (جالتا)
بولوں بڑھکر تو ذبح کر ڈالے۔ ہے وہ
جلاوٹی ہماری ساس۔ نیلام بائیں
میں کسی شخص کی بولی سے زیادہ قیمت
لگانا۔

بڑھکر یا بڑھکے۔ صفت
زیادہ۔ زاید۔ افزون۔ (اسیر)
بڑھکے موزوں ہے کہیں سروے
نالال اپنا۔ مرتبہ کیون نہ تو قمری دو بالا
اپنا۔

بڑھکے بات کرنا۔ لازم
بڑھکے بولنا۔ غرور کی بات کرنا۔ (م)
بات کہنا بڑھکے کچھ اچھا نہیں۔ میں
عاشق کا گھٹا جاتا ہے جی۔

بڑھکے بولیاں بولنا۔ لازم
نیلام میں کسی دوسرے سے زیادہ
قیمت لگانا۔ (داغ) حوران خلد بولتی
ہیں بڑھکے بولیاں۔ نیلام ہوسا ہی
تھارے شہد کا۔

بڑھکے لینا۔ متعدی۔ پیشوائی
کر کے ملنا۔ (امیر) دل کو تاکا کسی ناوک
نے تو اندر سے شوق۔ بڑھکے لینے
کو بہت دور تک ارمان گئے۔
بڑھا۔ مرکبات ذیل میں مستعمل ہے
بڑھا تو میر گھٹا تو فقیر مرا تو
پیر۔ مقولہ۔ سلیمان کی نسبت کہتے
ہیں کہ یہ ہر حالت میں مزے میں
رہتے ہیں۔

بڑھا چڑھا۔ بڑھی چڑھی۔
صفت۔ نامی۔ زیادہ اچھا۔ بہتر
بالا تر (محضات) میر بابا صاحب
کا گھر ان دنوں سب میں بڑھا چڑھا
تھا۔

بڑھا دینا۔ متعدی۔ بڑھانا
گھل کر دینا۔ (میر) اب گھٹتے گھٹتے
جان میں طاقت نہیں رہی۔ ٹک
لگ چلی صبا کہ دیا سا بڑھا دیا۔
بڑھا لانا۔ متعدی۔ آگے
لانا۔ فوج کا آگے لانا۔

بڑھانا۔ (دھ) متعدی۔ زیادہ
 کرنا۔ بہت کرنا۔ دراز کرنا۔ لمبا کرنا
 پھیلانا۔ وسیع کرنا۔ کھینچنا۔ (فقرہ)
 تم نے ضرورت سے زیادہ مارا۔ طبرھا
 ۵ بلند کرنا۔ اونچا کرنا۔ ترقی دینا۔
 اضافہ کرنا۔ شامل کرنا۔ ملانا۔ جوڑنا۔
 (دودھ) چھڑانا۔ عورتیں وہم کے
 سبب سے چھڑانا کی جگہ طبرھا بولتی
 ہیں۔ بنانا۔ تعریف میں مبالغہ کرنا
 بڑائی یا خوشامد کرنا۔ حد سے زیادہ
 کسی کی مدح کرنا۔ معزز یا ممتاز کرنا
 ۶ سرکانا۔ آگے رکھنا۔ پیش کرنا۔
 (فقرہ) فرحت نے چاہا کہ جمال کا جوتا
 بھاڑ کر۔ طبرھا میں۔ ملتوی کرنا۔ کھٹائی
 میں ڈالنا۔ دیر لگانا۔ (دستر خوان
 یا کھانے کے واسطے) بٹانا۔ اٹھانا
 (فقرہ) سب کھا چکے اب دسترخوان
 بڑھاؤ۔ عرصہ لگانا۔ دیر لگانا
 سٹا (عو) پوشاک اور زیور کیلئے
 آنا۔ اٹک کرنا۔ توڑ ڈالنا۔ جدا کرنا
 (شمشاد) کیون دست عدد ہا رہی
 اے شوخ گلے میں۔ زیور نہیں
 جو مجھے بڑھایا نہیں جاتا۔
 (دکان) بند کرنا۔ (عو) اٹھانا
 (بیر) پر مسند شبیر کو جھوٹ بڑھایا

دسواں سے دل حضرت زینب
 کا بھر آیا۔ (عو) گل کرنا۔ بھٹکا
 کرنا۔ بجھانا۔ (شمع یا چراغ کو سٹی)
 ۱۱ امیر کرنا۔ دولت مند کرنا۔ (تینگ)
 ہوا میں اڑانا۔ بلند کرنا۔ اونچا
 اٹھانا۔ (آتش) اُس شوخ
 نے طبرھا کے شفق سے ملا دیا جبکہ
 قریب شام اڑا یا تینگ سرخ۔
 ۱۲ رکھنا۔ (فقرہ) گرمیوں کے دنوں
 میں سر کے بال ناحق طبرھاتے
 ہونے شامل کرنا۔ ملانا۔ اضافہ کرنا
 جوڑنا۔

بڑھا یا۔ (دھ)۔ مذکر پیری (ریشم)
 شغل نفس سر و طبرھا پے میں بجا ہر
 معمول یہ ہے صبح کو چلتی ہے ہوا سرد
 بڑھایا اگٹا۔ متعدی۔ عو۔ بڑھایا
 کے طعنے دینا۔

بڑھایا اگٹا۔ متعدی متعدی
 عو۔ (بہار عشق) بڑھاپے کو اپنے
 اگٹاے کون۔ غضب تو یہ ہے سکو
 سمجھائے کون۔

بڑھاؤ۔ (س)۔ مذکر۔ طبرھتی
 زیادتی۔

بڑھاوا۔ (دھ)۔ لغوی معنی زیادتی
 مذکورہ۔ قریب۔ لالچ۔ طمع۔ ترغیب

صحتی تعریف - مبالغہ - خوشامد -
بڑھا دینا - متقدمی - غلبہ
دینا - لالچ دینا - طنز کر کے ہمت بڑھانا
تعریف کر کے کسی کام پر آمادہ کرنا
دماغ وہ جھجکا جو دیکھی مرے دل
کی حالت - بڑھا دیا اپنے قاتل
کو ہم نے -

بڑھاوے میں آنا - لازم
دھوکے میں پھنسا دم میں آنا - فریب
میں آنا - لالچ میں آنا خوشامد سے
بہت خوش ہو جانا معزز ہو جانا
فقرہ مصاحبوں کے بڑھانے
میں آ کر نواب صاحب نے
بیدار بنے روپیہ اٹھایا خود
مفلس ہو گئے -

بڑھتی - (دھ) بفتح با و سکون رائے
مخلوطہ باہا و کسرتا) صفت (عوم) ۱
ناید - زیادہ فاضل - فالتوہ کوئے
اسفاک میں بخون چلا ہے دیکھو -
گھر سے یہ داغ بھی کجخت مگر بڑھتی ہو
۲ ترقی - زیادتی - برکت - (فقرہ) ہم
تو آپ کی بڑھتی مناتے ہیں -
بڑھتی دولت - مونث
روز افزون دولت - ترقی - ترقی

کرنوالال مال - وہ اقبال جو آگے
دن بڑھتا چلا جائے - (سحر) دور
ساقی میں ہے میخانہ کی بڑھتی دولت
منجہ بڑھتا ہے جو پیر جان ہوتا ہے
بڑھتی کا پھل - مذکر - (دہلی)
بہود کے - بہتری کا زمانہ -
بڑھتی منانا - لازم - ترقی
چاہنا (مشاد) وہ عاشق ہیں
کہ سولی پر بھی کھینچے روز جاتے ہیں -
مگر لے سر دو قامت ہم نرمی بڑھتی
مناتے ہیں -

بڑھنا - (دھ) بفتح با و سکون
(با) ایک خوشبودار گھاس -
بڑھنا - (دھ) بفتح با و سکون
وہا و نیر بفتح با و سکون
مذکر - ایک قسم کا چھوٹا پھل جو کس قدر
گولائی لئے ہوتا ہے -

بڑھنا - (دھ) لازم ۱ قد و قامت
میں زیادہ ہونا - لانا ہونا ۲ بلند
ہونا - ادنچا ہونا ۳ پھیلنا - (رگنا) -
نمو ہونا - (داغ) گھٹ کے یوں
خواہش دل شام و سحر بڑھتی
ہے - جس طرح ہو کے قلم شاخ
شجر بڑھتی ہے ۴ بھولنا - پھلنا -
سر سبز ہونا ۵ حد سے متجاوز

ہونا یہ طول طویل ہو جانا (انیس)
 رستہ غلط کیا ہے کہ کچھ بڑھ گئی ہو
 راہ - زیادہ ہو جانا - عام ہو جانا
 (ریشک) لب لعل جانان کی تشبیہ
 سے - راج عقیق مین بڑھ گیا دینگ
 نکل وغیرہ کا ہوا مین بلند ہو جانا
 بچنا - بچت ہونا - فاضل ہونا نا افع
 ہونا - فائدہ ہونا آگے ہو جانا
 لیجنا - آگے نکل جانا (منیر) خود
 مین بڑھ جا جو مرے شہسوار سے کوڑی
 بڑھ مین گئے ابلق لیل و نہار پر ۱۱ زیادہ
 ہونا - ترقی حاصل کرنا (دق) خط
 بڑھنا زلفین طبرہوتی کا کل بڑھ
 آگیا بڑھ - حسن کی سرکار میں بڑھ
 بڑھ ہندو بڑھ ۱۲ امیر ہو جانا
 خوشحال ہو جانا - عزت حاصل کرنا
 ۱۳ قیمت زیادہ ہو جانا یا ہو - بڑھ
 اور زیور کے واسطے (آرتنا) منت
 پوری ہونے پر کسی زیور کا آرتنا (منیر)
 مرسے جاتے ہیں لوگ اپنے گلوں مین
 بھانسیاں دیکر - بڑھاسے ملوک
 یارب کون سے کس کی منت کا
 ۱۴ دکان کیواسطے بند ہو جانا
 چسپاں کے واسطے گل ہونا - سر د ہونا
 (ریشک) چراغ بہار چمن بڑھ گیا

ما لبریز ہونا - دریا کا پانی بڑھنا
 (فسانہ عجائب) نالے چڑھے دریا
 بڑھ ہی - آگے جانا (انیس) حالون
 سے کمد وک طبرہوتی اونٹوں کو لیکر -
 طبرہوتی - (۱۵) عم - مونث -
 زیادتی بیشی - بڑھو (۱۶)
 بڑھو - (۱۷) بخت باور سکون
 راستہ خلوط باہا و کسوف (مونث)
 عم - رمدار ستارہ - جھاڑو -
 بڑھو - (۱۸) تحقیر سے بڑھو - کو
 کہتے ہیں -
 بڑھو - (۱۹) بضم باور سکون
 ہاے خلوط و فتح واد (صفت)
 بڑھو - زیادہ عمر کا
 بڑھو - (۲۰) ایک میلے کا نام
 جو بنارس مین نکل کر ہوتا ہے (۲۱)
 ڈوبنے جاتے ہیں گنگا مین بنارس
 واسطے - (۲۲) بضم باور سکون
 بڑھو - (۲۳) بخت باور سکون
 خلوط باور واد و فتح (مونث) - عم -
 بڑھو - (۲۴)
 بڑھو - (۲۵) عم - مونث
 (دہلی) ترقی - زیادتی - سود مینا
 بڑھو - (۲۶) بضم باور سکون

جسٹ ڈنبر ۶۸۶
 آشوب زمانہ دلربائے سخن بست غارتگر ہوش ماجرائے سخن بست
 آزادہ دلائل اسیر دایم و گرند بیگانہ خلق آشنائے سخن بست

ادیب اردو

مرتبہ

خاکسار نور حسن میر بی لے ال ال بی

مقام اشاعت دفتر نور اللغات پٹانانہ لکھنؤ

بہسم

حامد حسن علوی

میر بیس پٹانانہ لکھنؤ میں جسٹ

میر بیس پٹانانہ لکھنؤ میں جسٹ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست مضامین

نمبر یکم جولائی ۱۹۲۲ء عیسوی جلد ۲

(۱) اودہ کی چند بیگمات (۴) اقوال نادرہ

جناب شیخ ذلت علی ص ۲۶ "ناظر" ۱

(۲) شاعری (۵) کلام الملوک ملوک الکلام

جناب عبدالرفیع ص ۱۹ ہر آگروالٹیڈ ہانسس حضور نظام ۲۶

(۳) پراسرار نقش (۶) روح سخن

حضرت نازش بدایونی ۲۲ سان الملک حضرت یامین حضرت عطاء وغیرہم ۲۶

نور اللغات ۲۸۹
۳۰۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ادیب اردو

یکم جولائی ۱۹۲۲ء

نمبر ۲ جلد ۲

ادوہ کی چند بیگیاں

چل! ایک ہی دن کے لئے مجھے اس زمانہ قدیم کی بہار دکھا دے۔ اے صحیفہ
دہرائیہ زرخیز اوراق کے رقعے کمان ہن ۹ ہین ملکی و ملی جھگڑوں سے کچھ غرض
نہیں۔ عوام کی فلاح و بہبودی سے مطلب نہیں اور نہ جنگ و جدل کے مہیب
کارناموں سے کچھ دلچسپی ہے، بلکہ چند جذبات کی جتنی جاگتی تصویریں۔ رنج و رشت
رنگ و حسد بے رحمی و سفاکی بے وفائی و ناز پروری غیرت و بے حیائی شیطانت
و فساد نیست کے دلچسپ سیریں دیکھنا ہیں چاہئے کہ یہ ”حسن و عشق“ بھری داستان طرچہ بازی
اور کامرمدی دونوں کے نمونے کھنٹی ہو گئی، دلائے تو کبھی ہنسائے اور اپنے سبق آموز
نیشہوں سے ہمیشہ کے لئے ہمارے دلوں پر نقش بنا جائے۔

پشلا سین

بیچاری شاہ! کہہ دیجئے کہ اپنے ”قلعہ شاہی“ کے در و دیوار کیسے یاد آ رہے ہوں گے

وہاں کی شان و شوکت اب لاکھ گھٹ گئی تھی۔ پُرانی حکومت کا جاہ و جلال بہت کچھ مٹ گیا تھا لیکن پھر بھی تو نے اُسی کے آغوش میں پرورش پائی ہے۔ تو نے آنکھ کھولتے ہی انھیں طریقوں اور آداب خسروانہ کو۔ انھیں باہمی اعلیٰ ترین اخلاق۔ مراسم اور برتاؤ کو دیکھا تھا جو تمام عالم میں شرافت و نجابت کا معیار اور نصب العین سمجھے جاتے تھے۔

نازد و فہم میں پئی ہوئی شہزادی اتہری تیموری غیرت و حمیت نے کس قدر جوش مارا ہوگا جبکہ مرزا محمد سلیمان شکوہ تیرے والد بزرگوار نے اپنے برادر کرم مغل بھائی اکبر شاہ دہلی سے نواب اودہ کے ساتھ تیری شادی کرنے کی اجازت طلب کی تھی اور اس بات کو سُکر اُس غیرت پسند نیک مزاج بادشاہ کو کیسا اچھٹا ہوا تھا اور اسکی تیوریوں پر کس طرح غصہ سے بل پڑ گئے تھے۔ لیکن غریب لیان شکوہ بھی کیا کرتا وہ غلغلہ مچا۔ ہزار ڈیڑھ ہزار کا وظیفہ کس کام آتا جب کثیر الاولاد دی کی یہ حالت تھی کہ سترہ اٹھارہ لڑکوں لڑکیوں کو کہیں ٹھکانے لگانا تھا۔ اس لئے وہ لوگوں کے کٹنے سننے سے ایک متمول دوزی رتبہ شخص سے تعلق پیدا کرنے پر آمادہ ہو گیا پھر بھی اُس کا دل آخر وقت تک ملامت کرتا تھا کہ صدف وہ لڑکیاں جنگلی رگوں میں زیب الدنیا بیکم کا خون ہو خاندان سے باہر جائیں اور وہ بھی ایسی کے پاس جیسے آبا و اجداد اسی آستانہ کے ٹھک پر دروہ ہوں۔ یہ سب کچھ تو سُنتی تھی تبھی تھی مگر صبر و شکر کے ساتھ راضی بہ رضا تھی۔ دلی سے لکھنؤ تک کا سفر کس افسردہ دلی کے ساتھ طے کیا ہوگا۔ وہاں پہنچ کر جو افواہیں کانوں میں پڑیں انھوں نے کس بے رحمی سے راسخ سہی اُمید کو بھی معدوم کر دیا ہوگا؟ کوئی کہتا تھا کہ نواب تو ایک نیچ قوم و معوبن یا کسی لونڈی باندی کے بطن سے ہے جسے مرحوم غازی الدین حیدر نے مہلتی کر لیا تھا۔ کوئی کہتا تھا کہ اُسکے محل میں تو بے شمار سنگین ہیں۔ اور یہ فعلیٰ تو صرف اپنی نفسانیت کی غرض سے وہاں دکھائے کو کیا ہے۔

یہ افواہیں سُن سُن کر وہ دم بخود تھی۔ خاندانی حمیت جوش مارتی تھی۔ رنج و غم بیتاب کئے دیتا تھا۔ بے بار و دگر کہاں روپوش ہو جاتی۔ کسنی و نا تجربہ کاری واسن پکڑتی تھی اور سمجھاتی تھی کہ ایک مرتبہ اپنی آنکھوں سے دیکھے بغیر اعتبار نہ کرنا چاہیو بالآخر وہ دن بھی آگیا۔ دل کو تھامے ایک اُمید و ہم کے عالم میں وہ اپنے شوہر کی دید کی

منتظر تھی۔ وہ آیا۔ بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت کے ساتھ محل میں داخل ہوا مگر کس حالت میں۔ مخمور شراب کے نشہ میں چور اپنی قیابی کے گھنٹہ میں جھومتا ہوا سرنگون شہزادی کی طرف بڑھتا ہے اور اُس سے ایک معمولی عورت کی طرح خطاب کرتا ہے اور ایسے گندے جملے۔ پھکڑ مذاق اور رکیک الفاظ زبان پر لاتا ہے کہ وہ بے اختیار ہنسنے لگتا ہے۔ استعجاب حیرت سے اُسکو سر سے پاؤں تک دیکھنے لگتی ہے اور اسکی زبان سے بے اختیار اُف نکل جاتا ہے۔ صورت۔ سیرت کا آئینہ بھی۔ موٹی موٹی کال بھدے ہونٹ اور آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے جو عیش پرستی اور بے اعتدالی کی نشانیاں تھیں اُسپر حرکات و سکنات۔ طرز گفتگو۔ یہ سب اُس رذالت کا پتہ دیتے تھے جسکو کسی قسم کا جاہ و ثروت پوشیدہ نہیں کر سکتا۔ جو معاملہ ان دونوں میں فوت ہوا وہ ناقابل بیان تھا۔ ایک مین بزدلی۔ بد خوئی اور کمینگی کا خمیر تھا۔ دوسرے کے جسد میں نور جہان بیکم کی روح مضطرب تھی۔ رنگون میں ارجبند بانو کا خون دوڑ رہا تھا پھر بھلا یہ اُس سے آنکھیں چار کرتے کیوں ڈرتی۔ اور ترکی ترکی جواب دیتے کیوں جھپکتی نصیر الدین حیدر کے ہنسک آمیز اور طنز پر بانوں سے بگڑ کر بولی۔ کیا خوب آپ سیری عرت افزائی کر رہے ہیں۔ اور بے گناہ مورد الزام اور نشانہ طعن بنا رہے ہیں۔ اگر آپ کا خیال تھا کہ میں حضور کو دیکھتے ہی سر و قد اٹھ کھڑی ہوتی اور قد میں کوں چھو کر آنکھوں سے لگاتی تو یہ آداب اور قاعدے آپ ہی کے گھرانے کو مبارک ہوں۔ زیادہ شوق ہو تو اپنی بہت سی لونڈی باندیوں پر جنگی ثنا و صفت آپ مجھے سنارہے ہیں۔ جا کر آؤ یا پیش کیجئے۔ او براہ الطاف خسران اس عاجزہ ناچیز بندی کو ایسی حالت میں کہ آپ کی زبان نشے سے بے قابو ہو رہی ہو، قابل خطاب اور لائق ملاقات نہ سمجھائیے۔“

یہ الفاظ کچھ ایسے نڈر بنے۔ تکنت اور غصہ سے تیوریاں چڑھا کر کہے گئے تھے کہ جہاں پناہ دیکھتے کے دیکھتے دم بخود رہ گئے۔ تیموری رعب ایک لمحہ کے لئے غالب آگیا۔ سارا نشہ چشم زدن میں کافور ہو گیا۔ گوش ہمایون میں کبھی یہ الفاظ کسی مرد یا عورت کی زبان سے بھولے سے بھی نکل کر نہ پہنچے ہوں گے غصے اور انتقام کے جوش میں اُس نے اپنا ہاتھ دھمکانے اور سرزنش کرنے کے لیے آگے بڑھ لیا تھا کہ کچھ سمجھ کر رک گیا اور نیلی پلی نکھین نکال کر جواب دیا۔ اچھا۔ تو یہ کہو تمہیں میرے سامنے اپنا خاندان و نسل نشا ہی نہیں بھولی

جب میرا نام کلاس غزوہ کو خاک میں ملا کر ایسا نیچا دکھایا ہو گا انھیں قدرون پر گر کر معافی و رحم کے لئے اپنی ناک رگڑ دے گا اور اپنے دل میں بیگم کی طرف سے کینہ رکھ کر باہر نکل گیا۔

اس واقعہ کو چھ ماہ سے زیادہ گزر گئے۔ نصیر الدین دہلی کی شاہزادی کو بظاہر بھول گیا تھا مگر حقیقت یہ تھی کہ اپنے قول کو پورا کرنے کی تدبیر میں کر رہا تھا اور کسی وجہ سے اگلے جلد عمل میں لانے سے معذور تھا اس عرصہ میں سلطان بھوکے دل میں طرح طرح کے خیالات آئے۔ اسکو اپنی اسدین کی کسی قدر ترش روئی اور سخت جوابی کافسوس تھا۔ سوچتی تھی کہ شاید شوہر کا مزاج سمجھنے میں اس نے جلد بازی سے کام لیا ہو لیکن اتنے میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس نے تمام شبہات دور کر دیے اور نفرت و حقارت سے اٹھکے دل کو بھر دیا۔ مرزا سلیمان شکوہ کی ایک دوسری لڑکی اپنی بہن کے پاس کچھ دنوں رہنے کے لئے لکھنؤ آئی۔ پرمسوز خاتون بیابانی ہوئی تھی۔ اور حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔ اتفاقاً یہ شہرہ شاہ عالم پناہ کے کاؤنٹنک ہی پہنچ گیا۔ پھر کیا تھا بیتاب ہو گئے۔ اور زہر دہنی اسکو اپنی بیگم کے محل سے نکال کر کسی دوسری جگہ نظر بند کر دیا اور سنگی عورت و آبرو کے درپے ہو گیا۔ سلطان بے غیرت و غصہ اور رنج سے بیتاب ہو کر اپنی بہن کو اس مصیبت سے نکالنے کے لئے بدلہ و جان مصروف ہو گئی۔ بڑی بڑی دقتوں کے بعد ایک شریف نقش اور بہادر آدمی کی مدد سے اسکو کامیابی ہوئی۔ اور غریب ملکہ بیگم اپنی جان بچا کر عفت و عصمت کے ساتھ اودہ کی سرحد کے باہر تحفا طت پہنچادی گئی۔

نصیر الدین حیدر پر جب یہ حال بدوشن ہوا تو اس کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ تھی اب کھلم کھلا بیگم کے خلاف جنگ شروع ہو گئی۔ محل شاہی سے اسکو بہ ذلت نکلا کر ایک معمولی مکان میں رہنے پر مجبور کیا گیا۔ تمام پرانے نوکر جا کر یک قلم برخواست کر کے اپنے چند خاص لوگوں کو نگہبانی پر تعین کر دیا تاکہ کوئی اس کے پاس آئے ہائے نہ وہ کسی سے گفت و شنید کا سلسلہ پیدا کر سکے۔ اس کے شاہانہ اخراجات کے لئے جس قدر وظیفہ مقرر کیا گیا تھا اور چھ کاج کی قیمت مضبوط وعدہ و پیمان کے ساتھ مستقل کیا گیا تھا۔ سب پر قلم پھر کر صرف بیس روپے روزانہ خرچہ کے لئے عطا کئے گئے اور مرزا سلیمان شکوہ کا بھی پانچ ہزار روپیہ ماہوار وظیفہ ضبط کر کے اسکو استعد پر عزتی اور تہنک کا نشانہ بنایا کہ وہ گھر آکر گھنٹہ چھوڑ دینے پر مجبور ہوئے۔

اب غریب سلطان ہو گا کوئی مونس و مددگار نہ رہا۔ یہی حالت تھی کہ جیسے اس غریب

دیکھیں شاہزادی کو ایک ویران مکان میں تنہا دیکھ کر قلمی کی یاد دلائی تھی وہ
ایک ہلنگ پر خاموش بیٹھی ہوئی آسمان کی طرف تک رہی ہے اور شاید دلی کے میناروں
کی خیالی تصویروں سے تسکین لے رہی ہے۔ لباس نہایت معمولی ہے شروع کا پانچواں
اور ایک ہلکے رنگ کا ڈنچی ڈوپٹہ زیب تن ہے۔ ہاتھوں کا نوں میں دو زیور ہیں جنکی
سادگی دل کی ناقابل بیان حسرت و افسردگی کا پتہ دیتی ہے۔ اس کمن چہرے پر گزشتہ
ناز پروری کے آثار ہو رہے ہیں اور ساتھ ہی ان لمبی لمبی آنکھوں سے جن پر کچھ بھی ہوئی
ابروں میں سایا گلن ہیں۔ ایسی غیرت خود داری اور تکنت کی نشانیاں نمایاں ہیں کہ ہمارا
سر بے اختیار اُنکے سامنے جھک جاتا ہے اور اُنکو ایک زخمی شیرنی کی طرح اس بے رحمی
سے نفیس کے اندر مقید دیکھ کر آنکھیں اشک آلود ہو جاتی ہیں اور زبان سے نکل جاتا ہے
لے نور جہان کی نور نظر اڈھا اس رکھ۔ تیری آہیں بیکار نہ جائیں گی سلیک نہ ایک دن
ظلم کرنے والے اپنے کیفر گردا کر کو پہنچیں گے اور تیری جرات و شرافت کی بے نظیر مثال
خواتین اودہ کے سامنے رہ کر ہمیشہ اُنکے نیک دلوں کو مضبوط اور اگلی شریفانہ عطا ہوتی
کو تقویت و تسکین بخشتی رہے گی ۵

دوسرا سہن

گر میون کا موسم اور شام کا سہانا وقت ہے۔ شاہ عالم پناہ۔ یا یار دل نوازی آباد آمد
کی تیاریاں ہیں محل کے باہر سبز باغات کا خوبصورت فرش بچا ہوا ہے جسکے قریب نقیب
چوب دار اور برقعہ از دست بستہ کھڑے ہیں اندرون خانہ عمارت کی عالیشان چار دیواری
کے پاس پاس سر و شمشاد کے درخت چلے گئے ہیں اور انکے ایک طرف اونچے اونچے درختوں
کے سایہ دار جھنڈوں میں چاندی سونے کے جھوٹے ریشمی لسیون سے بندھے ہوئے
لٹک رہے ہیں۔ صحن کے دور و یہ گلاب، زنگس اور چنبیلی کی خوش ناکیاں ریاں ہنک رہی
ہیں جن کے وسط میں ایک خوبصورت حوض میں رنگ برنگ مچھلیاں اپنے تاشے دکھا رہی
ہیں اور اُنکا فوارہ اپنے پانی کو اچھال اچھال کر آسمان سے باتیں کر رہا ہے جگہ جگہ چوبوں میں
اور درختوں کی شاخوں میں رات کے جن کے انتظار میں تھے اور رفتیلین لٹک رہی
ہیں۔ دالانوں کے اندر خوبصورت قالین۔ زربفتی مسدین اور تکیے۔ سونے چاندی

کی پنگڑیاں بھیجی ہوتی ہیں۔ طرح طرح کے نادر اور قیمتی سامان آرائش موجود ہیں اور
 موسمی تہیوں کے اوپے اوپے جھاڑ پٹری خوبی اور زینت کے ساتھ فرشوں پر رکھے ہوئے
 ہیں ڈیوڑھی کے قریب کئی سونا زین مردانہ لباس پہنے مصنع تیغ و سپر اور زندہ بکتر زیب-
 تن کئے کسی کی آمد کے انتظار میں دست بستہ دوڑو یہ کھڑی ہیں۔ بہت سے خواجہ سرا
 جنکے سیاہ چکنے اور چکتے ہوئے چہرے اور سفید دانت اپنی بدبختی کے مقابلین پری جال عورتوں
 کے حسن کو اور بھی نمایاں کر رہے ہیں۔ سونے چاندی کے عصے ہاتھوں میں لئے ادا صراصر
 انتظام میں مصروف ہیں انکے بعد درجہ بدرجہ سیلیون، مغلانیوں، ماماؤن، اور قہریوں
 کا ایک جم غفیر ہے۔ کوئی مورچھل اور پنکھے ہاتھوں میں لئے ہمارے ہی ہے۔ کوئی طلائی چوڑیاں
 تھامے ہے۔ کوئی گلاب پاش اور عطردان لیے ہے اور کوئی خاموش ہاتھ باندھے حکم نامی
 منظر کھڑی ہے۔ بعض دبی زبان میں سرگوشیاں کر رہی ہیں بعض کن آنکھوں سے ادھر
 ادھر دیکھ رہی ہیں۔ ان سب کا لباس بھی عجب زینت دے رہا ہے۔ رنگ رنگ کے
 ڈوپٹے پانچائے اور کرتیاں چین کے رنگین پھولاریوں کو شرمندہ اور خجل کر رہی ہیں۔ ان پر
 کچھ دور اور سب سے زیادہ شاندار اور دل آویز ایک خامیا نہ ہے جو وسط صحن میں نصب
 ہے۔ اسکی چوبوں پر سونے چاندی کے خول چڑھے ہوئے ہیں اور تھلی پر دے سرخ ریشم
 کی ڈوریوں سے بندھے ہوئے ایک ایسا نظارہ پیش کر رہے ہیں کہ دیکھنے والا حیران
 و ششدر رہ جاتا ہے۔ اسکی آنکھیں زرد وزی لباسوں کی آب و تاب۔ دلکش سنگاڑنگی
 خوبی و رعنائی اور قیمتی زیورات کی چمک و یک پر پڑتی ہیں تو نگاہ خیرہ ہو جاتی ہے۔ گویا کہ
 ایک مرصع کار سونے چاندی کا تختہ لگا ہوا جہان سے گھنگرودن، پازیبوں اور چڑیوں
 کی آوازیں سرسیرے راگون کی طرح چلی آرہی ہیں۔ یہاں اودہ کی منتخب روزگار اور والا تربت
 خواتین کا بھر مٹ لگا ہے۔ رانیاں، امراء و رؤسا کی بہو بیٹیاں، شاہ والا جاہ کی بہنیں، اور
 دیگر معزز عزیز واقارب حلقہ باندھے ایک مرصع تقری کر سہی کے گرد کھڑی ہیں اسیر ایک
 پتہ پچہ حور مثال لڑکی اپنی دونوں کنیاں ٹیکے ہوئے جلوہ گر ہے نگاہ پڑتے ہی ٹکسکی
 بندھ جاتی ہے۔ کیونکہ وہ کوئی حسن کی دیوی یا اندر کے پرستان کی بری ہے جسکا مثال
 رنگ روپ اور بناؤ سنگار انسان کو ایک لحظہ کے لئے والد و شہد اکرو تیا ہے۔ بیشائی پر ایک
 طلائی مرصع جھومر ہے جس میں بڑے بڑے بیفادی موتی خوشنما نیلم اور کچھ لرج آویزاں ہیں

تو سخت غلطی پر ہے ایسے ایسے بہت سے دلوں نے جاب آسا ایک لمحہ کے لئے بد اہو کرنا شروع کر گئے ہیں۔ تیری آنکھوں کے سامنے کا پردہ بھی جلد اٹھنے والا ہے اور اس بات کی تصدیق کر دے گا۔ رشتہ رفتہ آخر کار اسکا اظہار ہونے لگتا ہو ایک ہی سال کے اندر نیا سین شروع ہوتا ہے۔ اولاً بے زاری اور بے اعتنائی کا نئے ڈھنگ سے اظہار کیا جاتا ہے۔ آنا جانا ایک نیا نمونہ کر کے ہونے لگا۔ معشوقہ نازنین کے دل پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ سچی الفت کے جذبات سوزِ غم کے مارے منہ سے ایک جملہ بھی شکوہ شکایت کا نکلنے نہیں دیتے۔ دوسری طرف بہت سے یہاں نے نیا بنا قسمیں کھا کھا اپنی مجبوریوں کو بیان کیا جاتا ہو بعد ازاں ہفتے ناخہ ہونے لگتے ہیں پھر مہینوں پر نوبت آتی ہے اور بجائے بہانہ بازی اور منانے سمجھانے کے۔ خاموشی۔ لاپرواہی کی کج خلقی جھنجھلاہٹ اور تیز زبانی سرکام لیا جاتا ہے۔ اسپردہ بہت مضطرب و بیتاب رہتی ہے۔ راتیں کروٹیں بدلتے گزر جاتی ہیں اندیشوں اور شبہات سے سچا خلوص اور اعتبار غائب ہو جاتا ہے۔ رشک و حسد کی آگ سینہ میں دہکتی ہوئی گلوں و شکوؤں کی شعلاؤں کی آگنی سے اپنی حرارت کو کم کرتی ہے۔ تمام قدرتی و مصنوعی ادائیں ناز اور نخرے امداد کے لئے طلب کئے جاتے ہیں۔ کبھی منہ تھمتائے غصہ کا اظہار کرنا اور روٹھکر اپنی جان کے درپے ہو جانا کبھی ہاتھ جوڑ کر منتیں کرنا۔ قسمیں دنیا اور سمجھانا۔ مگر سب بے سود۔ بالآخر طوفان کا زور کم ہو کر سکون ہونے لگتا ہے۔ عارضی الفت و محبت کے جذبات دھوین کی طرح غائب ہو جاتے ہیں اور طبیعت اپنی اصلی حالت پر سنبھلنا شروع ہوتی ہے بجائے صداقت کے ظاہر داری کا رنگ اختیار کر کے خود غرضی کر لیے ابھانے کی کوششیں کی جاتی ہیں اور انکی ناکامی سوہان روح کا باعث نہیں ہوتی تمام گزشتہ جذبات کی جگہ رقابت کا جوش باقی رہ جاتا ہے۔ مگر اس میں بجائے اگلی سی پٹا کے نفرت و تحارت ہے۔ بجائے صلح جوئی کے رقیب پر فحشابی کی خواہش ہے۔ دن رات اسی ادھیڑ میں رہنے لگتی ہے۔ شاہِ عالم پناہ کی نئی منظورِ نظر کا نام معلوم کر لینا کچھ مشکل نہ تھا مگر اسکو زک پہنچانے کی تدبیریں آسان نہ تھیں ہر طرف دیوانہ وار ہاتھ پائوں مارتی ہے۔ جاو دو گڈے تو بیڈ۔ ٹوٹکے نے جب کچھ کام نہ دیا تو علی کار روایان ہونے لگیں۔ جاسوس پھوڑی گئے اور پوشیدہ سازشوں کا یازار گرم ہو گیا۔ لوگوں کو طرح طرح کے لالچ و دیکر بادشاہ کے قانون تک فواہیں پہنچائی گئیں مگر لا حاصل و بے سود۔ بالآخر اس روح فرسا جدوجہد

ایک عجیب اثر دکھانا شروع کیا۔ دماغ کمزور تھا اب تک متحمل ہوتا۔ اس میں تیمورنی کی طرح سچے صفات جو ایسے وقت کام آتے موجود نہ تھے طمع کی انگلی بھی کی طرح کسولی پر آتے ہی نیا رنگ دکھانے لگی۔ استقلال۔ ہمت۔ پاکیزگی۔ عفت۔ یکے بعد دیگرے خیر باد کہنے لگے۔ اور مے نوشی کی عادت شروع کر دی بے دھڑک بے ارغوانی کے جانوں کو اپنی آتش دل کو بجھانے لگی۔ لیکن یہ ایسی تدبیر تھی جس سے وہ اور بھی بھڑکی اور بجائے سیدھی راہ اختیار کرنے کے ایک دوسری ہی طرف جھک پڑی مقصود اصلی کو سر دھری کی برف سے بڑھکا ہوا پا کر اُسے تازہ تازہ گرم گرم خون سے بھرے دلون کو خاستہ کرنا شروع کر دیا اس سے بہتر کونسی تدبیر انتقام ہو سکتی تھی۔ البتہ یہ راہ بہت کچھ پُر از خطرات تھی اور قدموں کو سنبھال سنبھال کر رکھنا پڑتا تھا لیکن کچھ ایسی مین لطف تھا۔ اور خفیہ محبت کی ساز باز کی انجام رسانی اور کامیابی میں جنکے طشت از بام ہونے کا ہر وقت کھٹکھٹا رہا ہے عجب کشش تھی عجب مزا تھا جس نے زخمی دل پر مرہم کا کام دیا۔ ایک لمحہ میں تمام زخم بھر کر زندگی کی کایا لپٹ کر دی۔ نصیر الدین کی یاد ایک خواب پریشان ہو گئی۔ نئے دلوں اور اُمنگیں دامن گیر ہونے لگیں۔ نئی نئی صورتیں اپنا گردیدہ بنائے لگیں جن کی طرف وہ اپنے دونوں ہاتھ بھیل کر دوڑی اور بد اخلاقی کے عمیق غار میں ایسی گری جان سے اٹھنا محال تھا۔

آہ یہ ایک ایسی ناسف خیر غم انجام کہانی (ٹریجڈی) ہے جسکی مثالیں ہمیں رو اپنے ارد گرد نظر آ سکتی ہیں۔ یہ ایسا دردناک روحانی انقلاب ہے جسکی نظیر ہماری تنبیہ اور آگاہی کے لئے بس ہے۔

تیسرا سین

شرافت! تو کتنی دھوکہ باز ہے۔ تیرا وجود اور سہتی کس قدر مغالطہ انگیز ہے۔ کہیں تو میں نے تجھے بھوڑوں میں دیکھا۔ کہیں مغلبن کے اندر۔ پایا۔ کبھی زردار کی ساتھی ہے۔ تو کبھی کنگال اور فقیر کی ہدم وائیس ہے۔ تیرے نام کے دم بھرنے والے کمان نہیں ہیں۔ کس دن کس تیرا گردیدہ ہے۔ تیرا سہارا اور تیرا آسراؤ سونڈنا پھرنا ہے۔ لیکن کتنے ایسے ہیں کہ تیری سایہ تک بھی نہیں پہنچ پاتے۔ کتنے ایسے ہیں کہ تیری حمایت کے غلط ذمہ میں ایسے ایسے مکروہ

اقوال و افعال کے ترکیب ہوتے ہیں کہ نا سمجھ سمجھے نام دھرنے لگتے ہیں اور تو دُور کھڑی ہوئی شرم کے مارے پسینے پسینے ہو جاتی ہے۔ اپنے چھوٹے شیدائیوں سے ایسا بھاگتی ہے جیسے خوشبو کبھی پھولوں سے ہزار ہوں کر خار و خشاک میں منہ چھپالے۔

جب جماعتوں یا گرد ہوں کا کوئی سردار ملک و قوم کا کوئی مترتاج، بیجائی اور کمینہ پن کا غلیظ جامہ بے دھڑک پہن لیتا ہے اور سرچشمہ شرافت کی خاصیت کو گندے پانی سے بدل دیتا ہے تو اسکے تاج بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ ملک کے بعض بڑے بڑے شرفاء و نجباء اُسی سمندر میں غوطہ زنی کی آرزو کرتے ہیں اور ایسی ہیئت کدائی کے ساتھ کھلتے ہیں جسکی مثال انکی ظاہری بھڑک اور نام و نمود کے ساتھ ایسی ہے جیسے ایک زہر یلا سبب ہو جو ایک کھوکھلے مگر خوشنما خول کے اندر بیٹھا ہوا اپنا زہر اگل رہا ہو بعض ایسے شرفاء صرف اپنے سردار کی تقلید ہی پر قانع نہیں ہوتے بلکہ حصول ثروت کا شیطان انھیں دُور سے انگلی دکھاتا ہے۔ چالپوسی و خوشامد مدد کرنے کو تیار ہو جاتی ہیں اور ان تمام نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کا انکو مفید ذریعہ بنا دیتی ہیں جن پر انکو اپنی ترقی کا دار مدار معلوم ہوتا ہے۔ اسکے حصول میں وہ سرگرم رہتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ ایک دوسرے پر ہفت لیجانے کی کوشش کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنی جان سے زیادہ پیاری اور آنکھوں کے نور سے زیادہ بے زبان معصوم بچوں کو حیوانیت کے مہیب دیوتا کے سامنے نذر کرنے اور بھینٹ چڑھا دینے کے لیے بخوشی راضی ہو جاتے ہیں اسکی مثالوں کے لیے زمانہ قدیم کے حالات دھونڈنے کی ضرورت نہیں بلکہ آجکل بھی ہر قسمی سے ”ایسے شرفاء“ کی کمی نہیں ہے۔

ان جو شیلے پجاریوں کی تنگ و پورا و رجد و جدمین بسا اوقات ایک گناہم شخص درجہ قبولیت کو حاصل کر کے نواز جاتا ہے۔ شاید کوئی ایسا ہی اتفاق تھا کہ ایک فرنگی کی رسائی شاہ کے حضور تک ہو گئی۔ اُس نے اپنی ایک حسین لڑکی کو پیشکش کیا۔ وہ محل میں داخل ہو گئی اور منظور نظر ہو کر عقد میں آگئی۔ پھر کیا تھا گویا زمین پر جنت مل گئی۔ عنایا و اکرام خسروانہ کا منہ کھل گیا۔ پہلے تو شاید معمولی سایہ و جاگٹ زیب تن ہوتی ہوگی۔ اب پیشواز، ڈو پٹوں اور خوب صورت زرد و نی کی لباسوں سے الفت ہے کبھی سفید چہرہ پر افلاس و جاہتمندی ٹپکتی ہوگی اب افشان چھٹکی ہوئی اور جو اہلرت سایہ افکن ہیں۔ سرمہ سے کنجی آنکھیں سیاہ کی جاتی ہیں رستی سے وانت کا لے ہوتے ہیں اور

ہاتھوں میں مہندی رچائی جاتی ہے۔ بان چبا چبا کر لیون کو سرخ بنایا جاتا ہے اور لیونڈر کے بجائے کیوڑے گلاب کے عطروں سے ذوق و شوق بڑھا ہوا ہے شاہ عالم پناہ کا یہ حال ہے کہ ایک نئی اور غیر جنس شے کو پا کر مفتون و فریفتہ ہیں۔ اجنبی طریقوں پر اور انوکھی اداؤں پر شیدا ہیں۔ وہ تھلا تھلا کر اڑہ و فارسی میں گوہر نشانی کرتی ہے یہ انسکی انگریزی زبان سیکھنے کی دھن میں ہیں۔ اور ایسے اُستاد کے شاگرد نیکر دل و داغ دونوں نذر کر دیتے ہیں۔ لیکن لطف یہ ہے کہ ایدھر تو الفت کا یہ عالم کہ ایک منٹ کی جدائی گران اُدھر زبان پر سب کچھ مگر دل میں ان سب باتوں کو حافیت و دیوانگی تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن اپنی طرف سے جو طرح طرح کے ناز و کرشموں کا حال پھیلا یا جاتا ہے زبانی باتوں سے چاہت کا رنگ جمایا جاتا ہے اور غیر مانوس بناؤ سنگار کو بھی ایک عمدہ ایکٹر کی طرح زیب تن کر کے دکھایا جاتا ہے اس میں کچھ اور بھی مصلحت مضمر ہے یعنی کس طرح وہ محبوبہ عالم عسرت و تکلیف کو دُور کر نیوالی۔ حاجات و خواہشات کے سوکھے پودوں کو سرسبز کر نیوالی شے جسکو پایا یا بادلت کہتے ہیں حاصل ہو۔ کس طرح ہلی ہلی اشرفیان اور ملکہ گاتے جو اہلرت کو دیکھ کر آنکھیں روشن و دل منور ہو۔ انکی خاطر کنیسی ہی منحوس و قبیح شکل ہوا انکی پرستش گوارا و منظور ہے۔ اور اسلئے جب وہ اپنے مدہوش و خود رفتہ عاشق کی متوالی نگاہوں کو پڑتا دیکھتی تھی تو کس ظاہری شوق و مسرت کے ساتھ گلے میں باہن ڈال کر دل لہھا نیوالی باتیں کرتی تھی حالانکہ اندر سے خود غرضی کسی اور ہی بیج و تاب میں ڈالے ہوئے کہ رہی تھی کہ دیکھئے یہ تماشا کتنک رہتا ہے اسکی ایک ایک گھڑی غنیمت ہے۔ اس دار فانی کی حالت میں جلدی کسی بیش بہا تحفہ کی فرمائش کر کے اپنا مطلب نکالنا چاہیے اور یہ بھی یاد رہے کہ رات کے وقت باپ کے سامنے جواب دہی کرنا ہے۔ وہ ایک کنکال سخت گیر قرض خواہ کی طرح اپنے معاوضہ کا مطالبہ کریگا۔ اسلئے خبردار میرا دامن چھوڑ کر کہیں دل کے قایومین نہ ہو جانا۔

وائے بر حال عشق از زندگی کے سچے مرقع میں یہ طرز الفت کس قدر عام ہے۔ کتنے اسکے نام لیا عجیب دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور عورت کی پراسرار و خود غرضانہ طبیعت کو آخر تک سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔

چوتھا سین

ایک بزرگ صورت، لباس فاخرہ پہنے، مسند زرین سے ٹیک لگائے ہاتھ میں تون کے دانوں کی تسبیح لئے بظاہر کسی وظیفہ میں مشغول ہیں مگر دل کے اندر یہ باتیں ہو رہی ہیں "الاحول والاوقۃ۔ مجھے کیا خبر تھی کہ معاملہ اس قدر نازک ہو جائیگا کہ ظل سجانی درازر اسی باتوں میں مجھ پر شک و شبہ کرنے لگیں گے! یا تو بلا میرے پوچھے کوئی بوندہ پر نہیں مار سکتا تھا یا اب یہ حال ہے کہ چند پدر سوختہ پٹوان، کم ظرفوں کے سامنے میری کوئی بات ہی خطرے میں نہیں آتی۔ یہی حال رہا تو یہ بدقت تمام بنی بنائی جاہ و ثروت بھی رست پناہ بخدا مجھے بہت جلد کوئی تدبیر کرنا چاہئے۔ ابھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا ہے۔ ان سب نامردوں کے دانت کھٹے نہ کروئے تو میرا نام حکیم مہدی نہیں (دل ہی دل میں ہنس کر) ہا۔ ا۔ حق تو اب سمجھا ہے کہ میں نے شاید کچی گولیاں کھیلی ہیں۔ چاروں طرف سے لوگ لوٹ مار پائین اور میں چپ چاپ بھگی بلی کی طرح سنبھل کر بیٹھا ہوں۔ ذرا سچ کہنا میں کیا اپنے اور اپنی اولاد کے حق میں کانٹے بوتا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ سات پشت تک عیش میں رہے گی جسے دشمن دیکھ کر جلیں گے اور اپنے منہ کی کھائیں گے۔ ہا۔ ان تو اب کمر ہمت باندھ کر کچھ کرنا چاہئے۔"

اس واقعہ کے ایک ہی ہفتہ کے اندر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ نواب حکیم مہدی خان وزیر سلطنت کی دختر نیک اختر کے ساتھ حضرت ظل سجانی شہنشاہ اودہ کا عقد ہونے والا ہے۔ بعض لوگوں کو سخت حیرت ہوئی کیونکہ حکیم صاحب کی کوئی ایسی ناکھڑا لڑکی نہ تھی جسکے ساتھ اس رشتہ کا گمان ہو سکتا۔ وہ اسی شش و پنج میں تھے کہ وہاں بڑی دھوم دھام سے بیاہ کی تیاریاں بھی ہوئے لیکن اور تمام رسوم بڑے اعلیٰ پیمانے پر انجام پذیر ہو کر وداع کا وقت بھی آ گیا۔ اس موقع پر غریب حکیم کا حال ناگفتہ بہ تھا۔ ایسی ڈاڑھیں مار مار کر اپنی محنت جگر اور نور نظر کو بکڑ بکڑ کر رہا تھا کہ دشمنوں کے دل بھی پسج گئے۔ کچھ دیر بعد جب میدان خالی پایا تو حکیم نے یکایک اپنے قیافہ کو بدل کر دلوں کے کان میں جھجک کر یہ کہا "کمبخت! دیکھ تیری خاطر مجھے کتنی تکلیف گوارا کرنی پڑی ہے۔ خبردار پڑھا پڑھا یا سبق بھول نہ جانا۔ میں بڑی مشکل سے راہ پر لایا ہوں۔ اب سب تیرے ہاتھ ہو

تو بادشاہ کی طرف سے اس طرح مٹھ بنا کر خطاب کیا جاتا ہے "حکیم مہدی۔ واللہ نہیں خبر نہ تھی کہ تم ایسے بیوفانکلو گے اور اپنے چاہنے والوں پر ایسے جبر و ستم کرتے ہو گے بھلا یہ بھی کوئی انسانیت ہے کہ اپنی لڑکی (سکیم کی طرف اشارہ کر کے) کی مان کو بے یار و مددگار چھوڑ بیٹھے ہو۔ یہ حال تو مجھے آج ہی معلوم ہوا۔ اب تمہیں ہمارے سر کی قسم کہ میل ملاپ کرنے میں عجلت سے کام لو۔ میں ابھی تمہارے عقد کا کل سامان کرتا ہوں اور خانہ آبادی کر کے اپنا معاوضہ اُتارتا ہوں" یہ شکر حکیم صاحب بہت ہی سٹ پٹائے اور ہاتھ جوڑ کر منیت کے ساتھ کہنے لگے "بندہ زر خرید غلام ہے۔ بھلا مجال ہے کہ آفاقی نامدار کے حکم سے سرتابی کر سکے۔ لیکن اس امر میں معذور رکھا جاؤں۔ میری پیری کا زمانہ ہے۔ اخطا ط کے دن ہیں۔ تو جواب دے چکے۔ بھلا اس نئے رشتہ کے بارِ عظیم کے اٹھانے کا کیونکر تحمل ہو سکوں گا؟ مگر بادشاہ نہیں مانتے کچھ نہیں سنتے، بے طرح نیچھے پڑے ہیں۔ اس وقت مشکل سے نجات ملی تو دوسرے دن بلکہ ذرا اسی امر کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ ایسا سخت اصرار ہے کہ چچا چھڑانا مشکل ہو گیا ہاں، نہیں کر کے حکیم صاحب ٹال جاتے ہیں اور دل ہی دل میں کہتے ہیں "اسکی ایک ہی رہی کہ نماز کے بخشوا نے میں روزے لگے پڑے۔ اس نامعقول نے تو میری جان بھڑا دی۔ اپنی چیت کی بڑھیا خراش ناگہ کو لگے منٹا بھٹا جاتا ہے! الہی اس بلائے ناگہانی سے بچاؤ" اسی لیت و عمل میں کچھ دن گزر گئے تو خوش قسمتی سے بادشاہ نئے مشاغل میں کچھ ایسے مشغول ہو گئے کہ اس واقعہ کو بھول بھال گئے اور حکیم مہدی اپنی نجات بابی پر مصلے پر بیٹھ کر کئی بار سجدہ شکر ادا کرنے لگے۔

پانچواں سین

جس طرح رات کے وقت چکوا اپنی جکوی کو آواز میں دے دے کر پکارتا ہو، جس طرح راج ہنس اپنے گم گشتہ ساتھی کی تلاش میں چیخ چیخ کر آسمان و زمین کو دیکھتا ہو، ادھر ادھر بھٹکتا پھرتا ہے۔ اسی طرح اس دنیا میں بھی بعض انسان اپنے اصلی رفیق اور پیچھے ساتھی کی جستجو میں مارے مارے حیران پھرتے ہیں۔ شاید عالمِ ارواح میں انہی لوگوں میں ابدال باد سے ایک دوسرے کو بڑی دردناک آواز سے پکار رہی

ہونگی کہ ”آ۔“ لجا تو کہاں ہے؟ پھر مایوس ہو کر اس عالم خاکی میں اُنکے جسم اُسی طرح سر گردان رہتے ہیں حتیٰ کہ شاید نوادہ ایک دوسرے کا مقابلہ ہو جاتا ہے۔ بس کیا کہنا! آنکھیں چار ہوتے ہی دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو کر من تو شدم تو من شدی کا مصداق ہو جاتے ہیں۔ نیک و بد، شریف و ذلیل، حسین و قبیح، سب کا یہی حال ہے۔ ہر انسان اپنی خاص فطرتی طبائع، خیالات و جذبات کا دوسرے میں متلاشی ہے اور اسی پر اس کی راحت چین اور آرام موقوف ہے۔ اگر اتفاقاً دو متضاد طبائع ہم وصل ہو گئے تو نتیجہ پتلا در دنیاک اور پُر از حسرت و یاس ہوتا ہے۔ یہ مانا کی طبع انسانی ایک عجیب راز و سرستہ ہے۔ کبھی کبھی اُس سے عجیب کرشموں کا اظہار ہوتا رہتا ہے مثلاً ممکن ہے کہ ایک ذی علم شخص جاہل اور نا سمجھ عورت کی صحبت میں لطف اٹھائے ایک بری چہرہ نازنین کسی کریم منظر اور بد خلق مرد پر فریفتہ ہو جائے۔ مگر اس کشش متضاد یہ کافر زیادہ ترجیحانی خصوصیات پر ہوتا ہے اور ایسا بہت کم ہے کہ دو مختلف طبائع در وحانی خصال اُسی ایک دوسرے سے متصل ہو کر پورے طور سے دائمی خوشی و حلا جمل کر سکیں۔

آخر بڑے انتظار کے بعد ہمارے ہیر و نصیر الدین حیدر کے بھی دن پھرے اُسکے نفس کا وہ گم گشتہ حصہ جسے قسام ازل نے پہلے ہی سے منتخب کر رکھا تھا اگر وصل پذیر ہوا شاہی فیلیخانہ کے احاطہ کے قریب جن ملازموں کے مکان ہیں وہاں ایک چھوٹے سے گھر کے اندر ایک فریب و بد ہیئت عورت چٹائی پر آلتی پالتی مارموش بیٹھی ہے۔ اس کا طرز لباس نہایت سادہ و غریبانہ ہے۔ اسکی آنکھیں چھوٹی اور پیشانی تنگ ہے جسپر جھنجلاہٹ و صیبری کی شکنیں پڑی ہوئی ہیں چہرہ گول پیچو کے جھڑون سے مندی طبیعت اور مضبوط ارادہ کا پتہ چلتا ہے۔ وہاں خوب چکلا اور ٹوٹ موٹے سخت ہیں جسے کمینہ خصلتی دے باکی کے آثار مترشح ہیں۔ اسی عرصہ میں ایک میاں قد و منحنی شخص کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر ذلت گھڑی ہو جاتی اور بڑے غصہ میں اس طرح جھپٹتی ہے کہ گویا مارنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ بہت سی پھکڑ گالیوں کے ساتھ یہ چند الفاظ زبان سے نکلتے ہیں ”بد نصیب ہتیا مارے۔ تو مجھے یہاں چھوڑ کر دن۔ دن بھر غائب رہتا ہے۔ میں کیا کیلی بیٹھی ہوئی تیرا سر کھاؤں۔“ گھر میں دھڑی برابر بھی نون نمک نہیں۔ چو لھے میں خاک اڑ رہی ہے۔ تیرے زہر مار کرنے کو تو ہاتھیون کا

روٹ ہے اور ایفون چٹو کی چپکی ہے۔ مین کیا باہر نکل کر بھیک مانگوں۔ الٹی وہ
موا ہاتھی تیرا خاتمہ کر دے تو میرے دل میں ٹھنڈک پڑے۔“

رمضانی۔ ہاتھیوں کو رات بکھلانے والا ڈر کے مارے سم کر گرو گوانے لگتا
ہے۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ جب اسکی بیوی کو غصہ آتا ہے تو زمین آسمان ایک کر دیتی
ہے اور ایسی کھلم کھلا دھمکیاں دیتی ہیں کہ پورا کرنے میں نہ اسکو تامل ہو سکتا تھا
نہ کسی سے چھپانے کی برداشت تھی۔ یہ حالت بدستور رہتی مگر اسی عرصہ میں ایک حجام
سے جو میان بیوی کی مصالحت کرانے آتا تھا اُسے آنکھ لگائی اور گھر بار چھوڑ چھاڑ کر
اُسکے ساتھ فوراً باہر نکل گئی۔ وہاں کچھ دن صبر سے کاٹے مگر طبیعت کو بھلاک چہین آتا
ہے۔ بہت جلد اگتا گئی۔ اور پہلے کی طرح بھلائے فساد مچانے کے بعد ایک رات اُسکے
پاس سے بھی اکیلی نکل کھڑی ہوئی۔ کھنڈ بڑا شہر تھا۔ اور روزی کمانے کے مختلف
ذریعے تھے جنکی تلاش میں محلون مخلون اپنی بھٹی پُرانی جوتیاں پہنے اُس نے گشت
لگانا شروع کیا اور اپنی غربت و بے بسی کی ایسی جھوٹی داستانیں بنا کر کہتا شروع
کیں کہ راہ چلتوں کو ترس آگیا۔ ایک امیر زادے کو اب تک رسائی ہو جاتی ہے۔ وہ
مانا گیری پر آٹھ آنہ چھینے اور روٹی کپڑے پر نوکر رکھ لیتے ہیں۔ وہاں کچھ دن چین سے
کاٹتے کے بعد اُس نے ایسی شرارتیں اور حرکتیں کرنا شروع کیں کہ حکیم صاحب نے ایک
دن غصہ میں آکر بڑی بے عزتی کے ساتھ کان پکڑ کر اُسے اپنے گھر سے باہر نکلوا دیا
اب غریب ٹھوکرین کھانے لگی۔ ایک ایک سے مانگنے لگی۔ مزدوری محنت کر کے
پیٹ بھرنے لگی کہ اسی اثنا میں شاہی توشہ خانہ کے ایک ملازم سے ٹھبھڑ ہو جاتی
ہے وہ رحم کھاکر اُسے اپنی آشنا بنا لیتا ہے اور سسرالے میں چار آنے عینے کی ایک ٹھری
لیکر رہنے کا ٹھکانا کر دیتا ہے۔ یہاں اُسے چکی پیس پیس مزدوری کرنا پڑتی ہے لیکن
بالآخر اپنی حالت سے مجبور ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اُسے کسی کا حل رہ جاتا ہے جسکی مدت پوری
ہونے پر ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ اُسی دن سوا اتفاق سے شاہی محل میں بھی ایک لڑکا
کے پیدا ہونے کی دھوم دھام اور خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ چند ماہ گزرنے کے بعد
محل شاہی سے ایک دائی کی جستجو و تلاش ہوتی ہے۔ ہر طرف سے امید دار
عورتوں کا جوم ہوتا ہے۔ رمضانی کی بیوی کے کان تک یہ خبر پہنچتی ہے تو وہ

بے چین ہو کر اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور اپنے آشنا کو مجبور کرتی ہے کہ کسی تدبیر سے اسکی رسائی کا انتظام کر دے۔ اس میں اُسے کامیابی ہوتی ہے اور ہر ایک کے مقابلہ میں ترجیح دیکر فی الفور منظور کر لی جاتی ہے چھ مہینے اس واقعہ کو گزر جاتے ہیں بادشاہ کو شہزادے سے بڑی محبت ہے اس لیے اکثر دیکھنے کو محل میں تشریف لاتے ہیں اور وہاں سب سے زیادہ نئی دالی کا افسون رفتہ رفتہ اُنکے قلب پر اثر کرنے لگتا ہے وہ اپنی غیر معمولی فطرتی قابلیت سے طرح طرح کے پائے کھیلتی ہے۔ اپنی حاضر جوابی مزاج شناسی اور تریاچہ تر سے کام لیتی ہے اور بالآخر کوئی ایسی چال چلتی ہو کر بادشاہ شکست کھا کر اسیر خیمہ عشق ہو جاتے ہیں۔

چند ماہ اس واقعہ کو بھی گزر جاتے ہیں۔ محل کا پردہ اٹھتا ہے تو ایک عجیب و غریب سین نظر کے سامنے آتا ہے۔ نہ وہاں رضائی کی پوی کا پتہ لگتا ہے نہ اُس عزیز خستہ حال دایہ کا نشان ہے جو چلکی پس کرا پنا بیٹ بھر کرتی تھی۔ نہ وہ شہزادہ جو جسکی دودھ پلائی کے لئے توشہ خانے کا ایک ادنیٰ چاکر لپٹی آشنا کو لایا تھا۔ بلکہ ایک عالیشان محل ہے جسکی عظمت و شوکت زیب و زینت بیان سے باہر ہے۔ جہاں غلاموں اور خادموں کے پرے کے پرے نظر آتے ہیں۔ شاہی پہرا جو کی۔ نوبت خانہ کی آواز زین باہر سے آ رہی ہیں وہ باغ ارم کی طرح سجا ہوا ہے۔ ایک خوش نما صحن کے وسط میں بارہ دری ہے جسکے سنگ مرمر کے فرش پر اطلس و مخمبات کے گدے اور بیش بہا قالین بکھر ہوئے ہیں اور اُن سے ٹیک لگائے ہوئے عیش و تنعم کے سامانوں میں ہر طرف سے گھری ہوئی ایک عالی مرتبت، خود پسند، مغرور و بارعب عورت بیٹھی ہوئی ہے اسکے سامنے ایک طلائی بیچوان لگا ہوا ہے جسے وہ ایک انداز کے ساتھ پی کرا اپنی نیم باز آنکھوں سے لطیفان کے ساتھ سامنے کے سین کو دیکھ رہی ہے۔ اسکا لباس فاخرہ و درتے سونی کا ایک ڈھیر معلوم ہوتا ہے حسین جواہرات اور موتی اس طرح چمکتے ہیں کہ آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں۔ اسکی ایک ذرا سی حرکت اور آنکھ کے اشارہ پر سیکڑون خواصین، ہریانہ و خواجہ سردست بستہ آگے دوڑتے ہیں اور اپنی جان تنگ نثار کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اُنکی کیا حقیقت ہے اُمرا و زرا اسکی دہلیز پر چہہ سائی کرتے ہیں اور گھنٹوں ڈیورنگ پر کھڑے ہوئے مزاج ہایوں کی خیریت اور فرمان شاہی کے منظر پر ہا کرتے ہیں۔

سب سے زیادہ شاہ عالم پناہ حضرت طیل سبجانی نصیر الدین حیدر کو محکوم بننے کا شوق ہے کہ ایک زرخیز غلام کی طرح اپنی ملکہ کے سامنے موجود رہتے ہیں۔ صبح و شام انکو حاضر دینا فرض ہے۔ اور اُس وقت محال ہے کہ کسی دوسری بیگم کا نام بھولے سے بھی زبان پر آجائے۔ چار ہزار انکو ناز برداری کرتے گزرتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ کوئی بات خلاف مرضی سرزد ہو گئی تو غضب ہو گیا۔ وہ نہیں بولتیں۔ یہ سنتیں کرتے ہیں۔ سرقد مون پر کھنکھوتے ہیں۔ اور انکی طرف غیظ و غضب کی آگ کو جان و مال سامنے کر کے بچھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب تک مزاج درست نہیں ہوتا تمام ملکی و خانگی معاملات درہم و برہم ہو جاتے ہیں۔ یہ ہین تقدیر کے کرشمے کہ رمضان کی بیوی کا ایسا مرتبہ پہنچے۔ تو یہ تو یہ۔ اگر کوئی بیوی سے بھی یہ نام لے دے تو کھڑچڑچا دیا جائے۔ انکا لقب تو ملکہ زمانی بیگم۔ خواتین مغلیہ کی ہم پلہ۔ شہسوار کے بچے بچے کی زبان پر ہے اور سب جانتے ہیں کہ بادشاہ نے عقد کرتے ہی تمام بیگیاں پر انکو بڑھا دیا۔ ہچاس ہزار روپیہ ماہوار کی جائداد خاص طور سے لکھدی او ہچاس ہزار روپیہ ماہوار اپنی جیب خاص سے عطا فرمایا اور تھنہ تحائف وغیرہ کی تو کچھ انتہا نہیں کہ دن رات موسلا دھار پانی کی طرح برستے ہیں۔ ملکی معاملات بھی بغیر انکی اجازت اور نشانہ کے انجام پذیر نہیں ہوتے جسکا سب سے پہلا نتیجہ یہ ہوا کہ غریب فریدون بخت فی الفور ولی عہدی سے برطرف کر دیا گیا اور اسکی بجائے مرزا کیوان جاہ (یا خیمہ جاہ) مقرر ہوئے۔ وہ بادشاہ کو اپنی آنکھ کی پتلی سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ واضح ہو کہ انکا دوسرا نام ملوا لونٹا ہے جنکو بیگم صاحبہ نے ہمراہ سرائے سے لائی تھیں۔ غرض کہ ملکہ زمانی بیگم کے اقبال کا ستارہ بڑے اوج پر پہنچ گیا تھا اور جون جون زمانہ گزرتا گیا اس میں کسی طرح کا انحطاط کیسا ازدیاد ہی ہوتا گیا۔ سیاہ و سفید کی مالک بن بیٹھی۔ بادشاہ اور تمام سلطنت اودہ اسکی انگلی کے اشارہ پر کھٹ پتلی کی طرح ناچتی تھی۔

نصیر الدین حیدر کے زمانہ سلطنت تک اس عجیب و غریب عورت کے عروج کا بھی حال رہا۔ اسکے بعد البتہ جو حالت ہوئی وہ تاریخ کے صفحات سے ظاہر ہے لیکن اس دور کی بیگیاں میں یہ سب پر بازی لے گئی تھی اور اس کا نام دنیا کی چند خوش قسمت عورتوں میں اب تک مشہور ہے۔ فقط

طرح کو نہ کر بہادرانہ خیالات کو بٹانہ دیتی تو مرا کو سلطنت کے عروج کا قدم مصر سے بھی آگے بڑھ جاتا۔ لیکن تیسرہویں صدی کے وسطی زمانہ میں حکومت نے تنزل کی تصویر کو جس رنگ میں پیش کیا وہ سبق آموز تھا۔ بنی نادین و کاشی شریف کے بعد ۱۶۶۷ء سے حکومت ایسے خاندان میں منتقل ہوئی جو قوم خلائی سے تعلق رکھتا تھا۔

اُسی قبیلہ کا آٹھواں حکمران مولیٰ حسن شاہی کمرہ میں بستر مرگ پر بیڑا ہوا ہے اسکی روح خاکی قالب سے رخصت ہو چکی۔ ہاتہ پاؤں اپنی جگہ سے حرکت کر نیکا نام نہیں لیتے۔ اسکا بیٹا عبدالعزیز نعش کے پاس گھڑا ہوا چپکے چپکے شمع کی طرح آنسو بہا رہا ہے اور اسکی ماں جو سرکشیا کی لہنے والی ہے جسکی رگوں میں شمالی خون دوڑ رہا ہے اپنے شوہر کا ماتم کرنے کے بجائے اٹھائے راز میں سرگرم ہے کیونکہ شاہی موت کا اعلان ایسی آندھیوں کا پیش خیمہ تصور کیا جاتا ہے جو چشم زدن میں سلطنت کے شیرازہ کو منتشر کر دیتا ہے۔

سید احمد بن موسیٰ نائب السلطنت نے اپنی اہم ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے کمال دانائی اور ہوشیاری سے اس خبر کو پوشیدہ رکھا ہے فراش اور غلاموں کو جتادیا گیا ہے کہ اگر یہ بات پردہ راز سے نکل کر عام بازاروں اور گلی کو چون تک پہنچی تو اسکے افشا کرنے والوں کو موت کی گھاٹ اتار دیا جائیگا نہ محل سے ماتم کی صدا ین بلند ہوتی ہن نہ کوئی مرہنوالی کی خوبیوں کو یاد کر کے روتا ہے۔ صرف شاہی خواب گاہ کا نیلا رنگ سو گوارنگر اس راز سے بستہ کوتا ریکی سے روشنی میں لا رہا ہے۔ زمین پر ایک بور یا بچھا ہے جسپر لاکھوں من خاک جمی ہوئی ہے اور وہیں سلطان کی نعش رکھی ہوئی ہے۔ وزیر اعظم اور سلطان کے جانشین مولائے عبدالعزیز نعش کے قریب کھڑے ہو کر آہستہ آہستہ یہ باتیں بکھر رہے ہن۔

وزیر اعظم۔ آپ اس پر جلال شخص کے وارث ہن جسکی وصیت کا ہر لفظ میرے کانون میں گونج رہا ہے مجھکو امید ہے کہ جہان پناہ اپنے اہم فرائض کو خوش اسلوبی سے ادا کریں گے اور اپنے مستقبل کو رحایا کے واسطے فائدہ مند

بنائینگے۔ سلطان کی موت اور آپ کی تخت نشینی کا مسئلہ ابھی تک صیغہ راز میں ہے۔ آپ اپنے دل کو قابو میں رکھیں۔ چہرہ پر حزن و ملال کی علامتیں ظاہر نہ ہونے پائیں اور نہ جانشینی کے مژدہ سے حرکات و سکنات میں غیر معمولی خوشی کا شعبہ پایا جائے کیونکہ قیافہ شناسوں کی جماعت انسان کے دل کا حال اسکے چہرہ سے پڑھ لیتی ہے۔

عبدالعزیز۔ مین اب تک محل میں رہا ہوں اسلئے مجھے اہل دربار کے خیالات سے ذرا بھی آگاہی نہیں۔

وزیر اعظم۔ درباریوں کی زیادہ تعداد آپ کے بہائی کو فرمان روانا چاہتی ہے۔ وہ کچھ سن گئے پائینگے تو فوراً اسکی بیعت کا اعلان کر دینگے مگر میں کوش کر دنگا کہ اس موت کا راز اسوقت تک نہ کھلے پائے جب تک آپ سلطان نہ بنادے جائیں۔

عبدالعزیز۔ دنیا عالم راز نہیں ہے۔ قدرت ہمیشہ پوشیدہ رازوں کے عقدے کو لیتی رہتی ہے۔ دنیا کا ایک بزرگ ترین انسان جو ایسا غافل ہو جائے کہ دوبارہ کر دہ لے سکے اسکی واہمی نیند کا حال کس طرح چپا یا جاسکتا ہے وزیر اعظم، سلطنت مرا کو میں قدیم زمانہ سے شاہی موت کو اسی طرح چپایا جاتا ہے اور یہ امر قدیم اور سیاست کا زبردست عنصر ہے کوئی ضرورت نہیں کہ حکومت رعایا پر تمام باتوں کو ظاہر کر دے اور وہ جن رازوں کے دریافت میں کوشش کر رہی ہو اسکو فوراً بتا دیا جائے۔ موت کا فرشتہ کیسے گھر میں گھنڈا کرے یا آواز دیکر داخل نہیں ہوتا بلکہ نالہ و شیون کی صدا میں اور عزاداروں کے آسوتا رہتی بتکر خیر مرگ کو عام کر دیتے ہیں۔

عبدالعزیز۔ میرا دل سینہ کے اندر باپ کا ماتم کر رہا ہے لیکن میری آنکھوں میں ارغوانی ڈورون کی طرح شرب امید کی لہرین دوڑتی ہوئی پھر رہی ہیں مجھے یقین ہے کہ میری جانشینی کا مسئلہ آسانی سے طے ہو جائیگا۔

وزیر اعظم۔ اگر اس خبر کو ظاہر کر دیا گیا تو فوج میں بغاوت پھیل جائیگی۔ اسلئے خانہ کا سامان لٹ جائیگا خزانہ اسی حالت میں محفوظ رہ سکتا ہے

روح سخن

لسان الملک حضرت ریاض

ساتھ ہی تیرنگن لے صفِ مژگان ہونا
کبھی ممکن نہیں مے خانے کا دیران ہونا
صدقے اُس نے کے جو پی کر عرقِ شرم رہو
غیر نے شام ہی سے گچی کے جلائے ہیں چرخ
ایسی دیوانی جوانی کہ یہ کہستی آئی ہو
پھول برسائے کو لے ابر کرم کافی ہے
جسکی آنکھوں میں سماتا ہی نہیں کوئی حسین
موت ہے موت اگر یاس سے بدلے امید
عمر بھر کا تب اعمال فرشتے ہی رہے
دیکھتے ہیں تو نہیں کچھ بھی وہ مژگان دراز
کام سے کام ستا تا نہ جگا ناشب بھر
دست بے تیغ سے ظالم نے لیا تیغ کا کام
لے زور جنوں اب نہ لگی رہ جائے

ایسے اوصاف نہ دیکھے نہ سنے ہم نے ریاض

فرض ہے حضرت سحر کا ثنا خوان ہونا

پروفیسر نقب و کٹوریا کالج گوالیار

برسرِ المات جب پیرِ مغان ہو جائیگا
کوچہ دلداریں گریے گیا بخت رسا
آستانِ میکدہ رشکِ جنان ہو جائیگا
آستانِ یارِ ہکو آستانِ ہو جائیگا
گلستانِ کاہر شجرِ پینو نشان ہو جائیگا
پھر بہار آئی ہو آگِ ہر نشانِ چرخِ برین

ہے کہ میں محو رضا ہے دوست جو مرضی ست
غیر ممکن ہے کہ رہ جائے نشان آسمان
آپ آئے ہیں اجازت دیجئے ہوں نثار
دیدہ بیا کو جو معشوق صنایع کی دلیل
میں ہوں عاشق سر ہے حاضر شوق و فریاد
ہو کوناقب سار کی چشم توجہ چاہئے
ہو بھی جائے گر مخالف آسمان ہو جائیگا

جناب فصاحت لکھنوی

رفو شاید برا ہے لے رو گریہ سے دانا کا
وہیں پر ہے مکان لے ناسہ ہر سر کی تاب کا
سیاہ چاک میں لے مجھ میں مجھ کے دانا کا
وہ بکاش ہوں ہوا ہے چچ میں ہر مکان واقع
نرا دیکھی گئی ہماری لاش تیرا گرم دوا دے گے
عناصر میں نہیں ہو کئی بھی عنصر میں
آہی آج یہ چھا گل پھنکر کون آیا ہے
عجب کیا اگر میر غور شدید دستار خوبے
میں آئے رخ کا بوسہ گھر میں جا کر پار کی ناکوں
سنا اور نگاہ میں اپنے ہاتھ سے رکھ دیکھو شانہ
شمارا سکھتا ہوتا تھا نہ کتنی کی مکن ہے
ہلال عید میں نے دیکھا کہ جب بند کہیں آنکھیں
فصاحت لکھو چشم لطف سے دیکھیں کیوں شاعر

نہیں یہ بے سبب خندہ لب چاک گریا کا
جہان بتا ہوا دیا لے خون شہیدان کا
پر و کر خام کے سوزن میں تار اپنے گریاں کا
یہ پھانے کا دروازہ دروازہ گلستان کا
بڑے رہتے کہیں دیکھا نہیں مرد مسلما کا
میں تہا بدن ملال و حسرت داندوہ دھوا کا
کہ چونکا سبزہ خواہید بھی گور غریب انکا
بلن راتنا ہوا ہے گرد باد اپنے پیابان کا
اسی منہ سے لیا تھا پہلے بوسہ پائے د
یہ کیا جائے بنانا آب کی زلف پر
ہماری حسرتوں کی پھیر لشکر ہے ایمان کا
جنون بولا جھکا سر دیکھ چاک پر گریاں کا
میں شاگرد و برادر ہوں لطافت و سخاوت کا

حضرت رضا لکھنوی

ہما زمین پہ فوارہ خون بسمل کا +
رگین جو ٹوٹیں توفیق چٹا سلسل کا

لہو میں ڈوب گیا آئینہ مرے دل کا
 جد ہر جلا میں او دہر سامنا تھا شکل کا
 ذرا سی بات تھی اور خون ہو گیا دلیکا
 بنا ہوں نہیں میں اک ایلی دو محل کا
 جاب بحر تو کا سہ نہا مرے گل کا
 مجھے یہ ڈر ہی نہ اب راز فاش ہو دلیکا
 نگاہ دیکھ کے بدلا سوال سائل کا
 گمان ہر ایک کو ہر دوسرے پہ غافل کا
 اسیر رہ نہ سکا میں کبھی سلاسل کا
 ہمارے سینہ میں دل تھا جاسا حل کا
 ہر ایک ذرہ یہ کہتا ہے کوئے فائل کا
 کہنچی گمان بتاتی ہے راستہ دل کا
 سکوت مارا تارے کا صدر محفل کا
 تمہارے آتے ہی عالم بدل گیا دل کا
 ملا نصیب ہے پھر بھی پتہ نہ منزل کا
 جاب بحر نمونہ ہے کیا مرے دل کا
 یہ کیا کہ ٹال دیا حکم صدر محفل کا

خیال آتے ہی شمشیر دست قاتل کا
 سفر پہ کچھ حرم و دیر کے نہیں موقوف
 کہا ہنسی سے جو قاتل تو کھینچ لی تلوار
 نہ کیوں وجود و عدم کے مزی سے واقف ہوں
 فنا پسند ہوا کیوں ابھر کے اسے گرد و ن
 وہاں زخم کو جرات دلایا ہے وہ تیر
 ملا وہی کہ جو لکھا ہوا تھا قسمت میں
 وہ مست ناز تو کیفیت نیاز ہے مجھ کو
 ترقیوں پہ رہی لاغری محبت میں
 ذرا سی ٹھیس لگی عم کی اور ٹوٹ گیا
 یہیں غروب ستارہ حیات کا ہو گا
 نیا خضر نئی منزل ہے بہر تیر ستم
 سوال کرنے سے پہلے نہ تھی خبر ہم کو
 نہ اب تڑپ ہے نہ وہ درد ہی نہ الجھن کر
 طریق عشق میں پائے طلب تھکا دیکھ
 قرار کیوں نہیں ملتا اسے کسی کر دشا
 رضا اگر وہ اٹھاتے تھے اٹھ گئے ہوتے

حضرت نازش بدایونی

چلو بیٹو بھی تم سے آئینہ دیکھا نہیں جاتا
 قرار و صبر جاتے ہیں تو کچھ کیا کیا نہیں جاتا
 نہیں جاتا شراب ناب کا چسکا نہیں جاتا
 کہیں بھی دو گھڑی جی مار کر بیٹھا نہیں جاتا
 ابھرنے کے لئے ہیں آئے بھوٹا نہیں جاتا
 حرم کو جانے تو، نازش سے مطلب کیا نہیں جاتا

وہ رکھا ہاتھ منہ پر غمزہ بیجا نہیں جاتا
 گیا دل مٹ گیا دل ہائے حسرت غم نصیبوں کی
 نہیں جاتی وصال یا رکی لذت نہیں جاتی
 لئے پھرتی ہے تیری جستجو چاروں طرف مجھ کو
 زبان خار پر ہے اعطش کا شور صحرا میں
 رہیگا تنگدے میں عمر بھر جسکی خوشی و اعظا

حضرت ہادی پھلی شہری

دنیلے عاشقی میں دہ صرف بلا ہوا
میں اودھ گیا جہاں وفا سے ٹوکا ہوا
معلوم دوستوں کی ہن سب چارہ سگزیان
تیرا خیال دل کو دکھا کر چلا گیا
اے لطفِ یار بخینہ گری کا بھی ہے وقت
ہو جائے فیصلہ کوئی امید و بیم کا
اے دل سکون کی تجھے کیوں آرزو ہوئی
اے آتشِ درون ہے شمعِ تجکو عشق کی
اب کر رہا ہوں یاس کی ملتِ سنہین
رسمِ کرمِ ستم کے بہانے ادا ہوئی -
بہل کی سبکسی کی تمہیں کب خبر ہوئی
اوس بے وفا کو دیکھ کے ہادی میں رودنا

میں کیا تاؤں کیا دل درد آشنا ہوا
بذرا تو جوشِ غم کا مرے حوصلہ ہوا
البتہ کچھ خیال تیرا جانفزا ہوا
کشتی مری ڈبو کے الگ ناخدا ہوا
دامن ہے دل کے صبر و سکون کا پٹا ہوا
کبتک رہے سفینہ مرا ڈوبتا ہوا
اے ناشناس لذتِ غمِ تجکو کیا ہوا
میں شمعِ آرزو کو نہ دیکھوں بجھا ہوا
جو کچھ تھا شوقِ ہجر میں صرف دعا ہوا
منت کش بلا دل درد آشنا ہوا
کب تنہے آنکھ بھیر کے دیکھا تھا کیا ہوا
میری خوشی میں درد بھی تھا کچھ ملا ہوا

حضرت عزیز بلگرامی

دست دپا ہو جاتے ہیں شل کو شمش و بیکر
گرم نالوں نے نکالی خوب چٹکار کی راہ
سب سے پہلے حشر میں اللہ نے پوچھا ہیں
کام اٹھانکی غفلت ہی سے جاتا ہے بگڑ
چشمِ ظاہر میں ہوئی جب راہ تکتے تکتے بند
ہم کے رنجیدہ دلوں کو کس سے امید وفا
رحمتِ حق نے ہماری بات رکھ لی حشر میں
کوچہ دشمن میں جتنے اٹکے ہیں نقشِ قدم
آتشیں نالوں نے جا کر آنے سے روکا اسکو
ایسے نالوں سے بھلا کیا کام نکالے اور عزیز

پیش جاسکتی نہیں کچھ سامنے تقدیر کے
خود کھیل کر کھلے منہ حلقہ زنجیر کے
اسلئے ممنون ہیں ہم اپنی ہر تقصیر کے
مفت میں شاکی ہیں نادانِ گردشِ تقدیر کے
دیدہ دل بگے حلقے مری زنجیر کے
نامے کو سون بھاگتے ہیں نام سے تاثیر کے
درد ہر صورت سے نچے ہم حقِ عزیز کے
سب غوٹے ہیں مری بگڑی ہوئی تقدیر کے
لوکان سے چھوٹے ہی جگے پر تیر کے
جو نہ باکل آشنا ہوں نام سے تاثیر کے

بڑھی عورت کی نسبت کتنی مین جو بڑی غنیمت انگیز نظر آتا ہے۔

بڑھی کا کاٹا - ایک قسم کے لمبے دار مٹھائی (جانصاحب) جہان پڑھتی ہوں مردوں کی سوئیٹی سے ہر لگ جاتی یہ مجھ بڑھی کا کاٹا ہے جو انوکھا تماشا ہے۔
بڑھی مری - مری فرشتوں نے

گھر دیکھ لیا بڑھی کے مرنے کا رنج نہیں فرشتوں نے گھر دیکھ لیا۔ مثل - ایک مرتبہ کے نقصان سے بڑے بڑے نقصانات کا خطرہ ہے۔ یہ ہوا تو ہوا آگے کو دستور نہ جاری ہو جائے (نوٹ) کسی پنٹے کی ٹہلنی - مگر یہ وہ بچا رہ زار قطار رو رہا تھا کسی نے پوچھا کہ اس قدر غم کیوں کر رہی ہو۔ یہ فقرہ جواب میں کہا یعنی اس کا غم ہے کہ ملک الموت نے گھر دیکھ لیا۔

بڑھی - (دھ) مونٹ - دھوئی - یا ارد مونگ کی دال کو پانی میں پیسکر نقل کے برابر سکھائیے اور مسالا ڈالکر کھا لیں بڑیاں جمع - حضرت - مونٹ - گئے

دیکھو بڑیاں بڑھیانہ وہ عورت جو گھر کی اور عورتوں سے عمر میں بڑی ہو بڑی آنکھ - جو آنکھ چھوٹی ہو۔

(آتش) آگے تری آنکھوں کے چکارے ہے پر مرد - ہر چند کہ ہوتی ہے چکارے کی بڑی آنکھ۔

دہائے مخلوط ہوا دوسرے (مونٹ) - بڑھی عو۔ (مرآة العروس) نہ ہوا خدا کے لئے ایسا غضب مت کہ اس بڑھوتی مین مری تو یہی ایک بچی بیاہنے کو ہے اب کیا مین قبر سے کسکا بیاہ برات کرنے پھر آؤنگی۔
بڑھی - (دھ) مذکر - تنہا - ایک چھوٹا پرند۔

بڑھی - (دھ) بفتح با و سکون رائے مخلوط با و فتح یا) صفت - اعلیٰ درجہ کا - اول درجہ کا بیش قیمت قیمتی - (روپے) صادق اس واسطے کہ بڑھی پوشاک نہ وہ آپ پہنتے تھے اور نہ جھکوزق برق کپڑے پہنتے دیتے تھے۔

بڑھی - (دھ) بفتح با و سکون رائے مخلوط با (با) مونٹ - بڑھوتی۔

بڑھی - (دھ) بفتح با و سکون را دوسرے - س وڑھو - نقصان پہونچانا - مذکر ایک قسم کی بیماری جو گئے یا بھٹے مین ہو جاتی ہے جس سے وہ بڑھتے نہیں ہیں۔

بڑھی - (دھ) بضم با و سکون ہائے مخلوط با و فتح یا) - مونٹ - بڑھی عورت - ہیر زال - آگ کے درخت کی رڈی - (ناخن) آوارہ یون ہوا دوسرے مین مین شیخ جی - جس طرح اٹتی بھرتی ہو بڑھی مدار کی -

- بڑھی آنت کی بڑیا - (عو) اس

بڑی آئین۔ دیکھو بڑا آیا (فقہ)
وہ بڑی آئین مرے بچے پر ہاتھ
اٹھا بنوای۔

بڑی اسامی۔ مالدار۔ امیر داغ
نہیں کوڑی یہاں کفن کو بھی۔ اُس سے
لو جو بڑی اسامی ہو۔

بڑی الایچی۔ مونٹ۔ سُرخ الایچی
بڑی بات۔ مونٹ۔ بہتر کام۔
(علق) اثبات دہن منہ کے نہ کھلائے
کہیں ہے بڑی بات اگر بات رہی
یارو نہیں لے ترجیح کے قابل بات (داغ)
بعد حجت کے وہ آئے تو ملاقات ہوئی
مختصر قصہ ہو آج بڑی بات ہوئی ہے
امر عظیم دشوار کام (داغ) کیا بڑی
بات تھی باتو نہیں اسے بھلانا۔ نہ گئے آئی
زبان پر نہ دعائیں آئیں یہ توجہ انگیز
بات۔ معرکے کی بات کی نسبت کہتی
ہیں ہ استاد کے احسان کا کر سکر منیر
آج۔ کی اہل سخن نے تری تعریف بڑی
بات۔

بڑی بات نہیں۔ کچھ دشوار نہیں
(سوز) کچھ بڑی بات تو نہیں لیکن چوم
کر لین اگر عنایت ہو۔

بڑی بڑی باتیں کرنا۔ عویہت
کچھ کہنا۔ بُرا بھلا کہنا۔ (طرحدار لونڈی)

بی بی نے کہا دو تین لونڈیاں لا دو ہم
پرورش کرینگے اسہر میان نے بڑی
بڑی باتیں کیں بہت کچھ حرام حدیث
لگایا گئے۔

بڑی بڑی زبانیں ہونا۔ عویہت بڑی
ہونا۔ بد زبانی کی عادت ہونا۔ (فقہ)
بڑے بڑے کس کام آئینگے انھیں نا مونٹ
ساتھ بڑی بڑی زبانیں بھی ہیں۔

بڑی بڑائی ہوئی۔ عویہت۔ زیادہ سی
زیادہ ہوا۔ بہت ہوا تو۔ بہت تکلف کیا تو
بہت اہتمام کیا تو۔ (فقہ) اور لوگ کارچوی
جوڑے پہنے تھے یہاں وہی گلبدن کا
پاجامہ ملل کا ڈوپٹہ بڑی بڑائی ہوئی
چٹکے کی تیلی دید گئی۔

بڑی بوڑھی۔ زیادہ عمر کی عورت
تجربہ کار عورت۔ سر پرست عورت۔
بزرگ عورت (منیر) بڑی بوڑھی سفید
سر کے بال۔ گوری چٹی ہیں رنگ لالون
لال۔

بڑی بہاری غلطی۔ بڑی چوک
بڑی خطا۔

بڑی ہو! بڑے بیٹے کی جوڑو ہے
وہ عورت جو شوہر سے عمر میں بڑی ہو
بڑی ہو کو بلاؤ گھر میں لون (نمک)
ڈالیں۔ مثل کسی ہوشیار کے ہاتھ سی

کام بگڑتے وقت کہتے ہیں یا کام بگڑ جانے پر
صہلاح کے لئے مضحکہ سے کہتے ہیں یعنی
سب میں ہوشیار ہو اور اس کا کام یہ ہے کہ
کھیر میں نمک ڈالے۔

بٹری ہو بڑا بھاگ! مقولہ - عورت
کا شوہر سے عمر میں بڑا ہونا خوش نصیبی کی
علامت ہے۔

بٹری خیر گزری - بٹری خیر ہوئی یا
ہو گئی - بہت بہتر ہوا - بہت اچھا ہوا
(داغ) ہمیں مر گئے صدمہ رشک سے
بٹری خیرائے فتنہ گر ہو گئی کسی ناگہانی
صدمے یا تکلیف سے محفوظ رہتے وقت
بھی کہتے ہیں (فقہہ) پینر بخش کی کوٹھی میں
آگ لگ گئی تھی بٹری خیر ہوئی کچھ نقصان
نہیں ہوا۔

بٹری ہونے نکالے کار - وہی اتری
پورم پار - ایشل (عم) جو طریقہ بڑے بڑک
نے جاری کر دیا وہی دستور العمل ہو گیا۔
بٹری بی - تعظیماً بوڑھی عورت کو
کہتے ہیں ۲ بوڑھی خادمہ کو بھی کہتے ہیں
بٹری پونچھ کا آدمی - طنزاً - مغرور
کو کہتے ہیں۔

بٹری خیریت ہوئی - بٹری بات
ہوئی - بہت غنیمت ہوا - بہت اچھا ہوا
(فقہہ) وہ تو کہنے بٹری خیریت یہ ہے کہ
ارمنی سلطان کی رعایا ہیں اگر اور کسی
کی ماتحتی میں ہوتے تو صاف اڑا دے
جاتے۔

بٹری ٹیڑھی کھیر ہے - بٹرا شکل کام
ہے۔

بٹری چیز ۱ - ام عظیم ۲ - ام (امیر) کچھ
بھی نکلی نہ تیرے فتنہ قد کے آگے - سمجھتے تھے
کوئی بٹری چیز قیامت ہوگی ۲ با وقت -
باعزت (فقہہ) محرر بھی وکیل صاحب کی
دیکھا دیکھی اپنے آپ کو کوئی بٹری چیز سمجھتے
ہیں ۲ (دعو) قرآن شریف۔

بٹری چیز اٹھانا - بٹری چیز پر ہاتھ
رکھنا یا بٹری چیز ہاتھ پر رکھنا - (دعو) حلف
اٹھانا - قرآن کی شہم کھانا۔

بٹری چیز ۱ - ام عظیم ۲ - ام (امیر) کچھ
بھی نکلی نہ تیرے فتنہ قد کے آگے - سمجھتے تھے
کوئی بٹری چیز قیامت ہوگی ۲ با وقت -
باعزت (فقہہ) محرر بھی وکیل صاحب کی
دیکھا دیکھی اپنے آپ کو کوئی بٹری چیز سمجھتے
ہیں ۲ (دعو) قرآن شریف۔

بٹری چیز اٹھانا - بٹری چیز پر ہاتھ
رکھنا یا بٹری چیز ہاتھ پر رکھنا - (دعو) حلف
اٹھانا - قرآن کی شہم کھانا۔

نے بڑی دوز کی کتیاں باندھی ہیں
برٹش ایجنٹ ہو کر کابل جاتے ہیں۔

بڑی دُون بی (دہلی) بڑی دُون
کی لی (کھنؤ) بہت شیخی ماری۔ بہت
اترایا۔

بڑی دھاگ ہے۔ بڑی مہیت
ہے سب ڈرتے ہیں۔ بڑی عزت ہو
سب مانتے ہیں۔

بڑی ڈیوڑھی۔ بڑی سرکار۔
(مجازاً) بڑے فیاض کو کہتے ہیں (امیر)
خواہش دولت اگر ہے ہو در دل پر لیکن
فی الحقیقتہ ہے بڑی ڈیوڑھی بڑی سرکار
دل۔

بڑی رات آنا۔ بہت رات
گزرنا۔ مے ہم آج بڑی رات لے
شرٹ آئی۔ نہ آئیگا جو وہ آتا تو اتنا تک جاتا
بڑی روٹی۔ اچھوٹی روٹی کی ضد
یعنی قرآن شریف (جان صاحب) غلط
بالکل بڑھاتی ہے بڑی روٹی تو فتو نام)
کو فضیلت کیا بڑھی ہے دیکھو کو دون
اپنی اتو کو۔

بڑی روٹی اور اٹھانا یا بڑی روٹی
ہاتھ پر رکھنا۔ عو۔ حلف لینا۔ قرآن کی
قسم کھانا (بہار عشق) تو بڑی روٹی بھی
اگرچہ اٹھائے۔ ستیاناس ہو جو باور

آئے۔
بڑی شادی۔ (کھنؤ) مسلمان۔
خفنی کی تقریب۔

بڑی فجر۔ عو۔ صبح تڑکے۔ صبح سویر
کہانی میں راسخ مری روز محشر بڑی فجر
سے دن تو ڈھل جائیگا۔

بڑی فجر چوٹے پر نظر۔ مثل۔ عو۔ سکی
نسبت کہتے ہیں جو ہر وقت کھانگی فکر
میں ہے۔

بڑی مائیں۔ (عو)۔ مونٹ۔
ایک دو اکا نام ہے۔

بڑی ناگ والا۔ صفت۔ عو۔
بڑی عزت والا۔ بڑی غیرت والا
بڑی مہیت والا۔

بڑے! بڑا کی جمع۔ عو۔ بزرگ
بڑے بوڑھے۔ افسر خاندان (جان صاحب)
یہ ورثے کا جھگڑا ہے سو چھوٹی مانی
دو چار بڑے اپنے ہوں دو چار تمھاری
بڑے آبا۔ اچھا اور سسر کو کہتے ہیں
(عم) باوا۔

بڑے باپ کا بیٹا۔ عو۔ نامی شخص
کا بیٹا۔ عالیجا ندان۔ صاحب عزت
بڑا آدمی (شوق) اور اس میں بھی تو نام
ہے آپکا۔ یہ بیٹا ہے حضرت بڑے
باپ کا۔

بڑے باپ کی بیٹی - شریف زادی
میرزا دی - نامی شخص کی بیٹی -

بڑے برتن کی کھرچن بھی بہت ہو
نسل بڑے گھرانہ کی معمولی بات بھی بہت
بڑی ہوتی ہے اُسے تھوڑا ملے وہ بھی
بہت ہوتا ہے -

بڑے بڑوں - اچھے اچھے نامی
لوگ معززین (فقہ) اگر ایسی ہی جانچ
لیجائے تو بڑے بڑو کی قلعی کھل جائے
بڑے بڑے - ہوشیار عقلمند -

تجربہ کار (حاجی غفلول) اب کی تو دل
لگی بازون نے ایسی ہوشک دو انیان
کی ہن کہ حاجی بچارے کیا بڑے بڑے
گمنی کا نوح ناچنے لگتے ہن -

بڑے بڑے نہ جان کر دیے
پوچھین کتنا پانی (یا لکٹی تھاہ) مثل -
اس موقع پر کہتے ہن جب کسی کام میں
عقل مند عاجز ہوں اور معمولی شخص دخل

دے -

بڑے بزرگ ہن - بڑے کامل
ہن - خدا رسیدہ ہن - طمنر - حماقت یا نادانی
ظاہر ہو نیکو کہتے ہن -

بڑے بوڑھے - دیکھو بڑا بولہا -
بڑے بول کا سر نہا - مثل - عو -
غرو اور شیخی کا نتیجہ خفت اور ذلت ہے

(شاد) شور و قفل سے جھکائے ہوئے
سر مینا ہے - سچ کہا ہے کہ بڑے بول کا
سر نیچا ہے -

بڑے بیڑ صب ہو - بڑے چلاک
ہو - نہایت فطرتی ہو -

بڑے پا پڑیلے - بہت تکلیف
برداشت کی - بہت محنت کی - بڑی
کوشش کی -

بڑے پال ہو (عو) نہایت بچا
ہو - بڑے بے خبر ہو - بڑے بڑے
ہو -

بڑے پاؤں پھیلانے بہت جھگڑا
کیا - بڑی محنت کی - ہٹ کی -
بڑے جاؤر کا گوشت - اگائے کا
گوشت - سور کا گوشت -

بڑے تو بڑے چھوٹے ماشا اللہ
(یا سبحان اللہ) دوسرے کا نمبر خرابی
میں چلے سے بھی بڑے عاجز ہوا ہے -

بڑے حضرت - بڑے شیر -
بڑے چالاک (راسخ) بہت غلب
کوڈولی میں لائے جناب شیخ - مرشد ہو
قبلہ ہو بڑے حضرت ہو دور ہو -

بڑے دانت پیسے - بہت غصہ
کیا - بڑی مشقت اٹھائی - بہت طمع کی
بڑے دکان ہن - (دہلی) طمنر سے

کہتے ہیں معنی بڑے سخی ہیں۔

بڑے دل کا صفت۔ بڑا شجاع

بڑا سخی۔ بڑی ہمت والا۔ اولو العزم عالی
حوصلہ۔ (معروف) کہتا ہے مری لاش پہ
قاتل کا آدمی۔ تھا یہ بھی شخص کوئی بڑے
دل کا آدمی۔

بڑے رستم ہیں، بڑے بہادر ہیں
(امیر) بڑے رستم ہیں تیرے چشم د ابرو
د کھنے والے نہ خنجر سے چھپکتے ہیں نہ وہ
قاتل سے ڈرتے ہیں۔

بڑے زہر کا پیسا۔ عو۔ وہ رویہ
جو بڑی محنت و مشقت سے حاصل ہوا ہو
بڑے صاحب۔ عدالت کا اعلیٰ
حاکم۔ اودہ میں عموماً وہی کمشنر کو کہتے ہیں
۱ ضلع کا اعلیٰ افسر ۲ امیر کا بڑا بیٹا ۳
گھر کا بڑا بوڑھا یا عمر میں بڑا۔ بڑے میاں
بڑے فجر۔ مذکور (دہلی) علی الصباح
ترکے۔

بڑے کام آنا۔ بہت مفید ثابت
ہونا۔ مصیبت میں آڑے آنا۔ امداد دینا
(قدر) بڑے کام آئے اے آغوش حسرت
تکیہ پہلو۔ جدائی کی شبوں میں بھی مزا اٹھا
وصال کا۔

بڑے گواہی میں تلے جاتے ہیں
مثل۔ (بڑے) معززین ۲ اُرد کی ٹکلیا

بڑوں کو بہت مصیبت چھیلنا پڑتی ہے
معززین کو زیادہ آفتوں کا سامنا رہتا۔

بڑے کی بڑائی نہ چھوٹے کی چھٹائی
(عو) بد لحاظ۔ بے ہمتی کی نسبت کہتی ہیں
اسکو نہ بڑے کا ادب ہے نہ چھوٹے کا لحاظ
بڑے کو س۔ مسافت ناگوار ہونے کی
جگہ کہتے ہیں۔ (شعور) شاکی ہوئے جو ہم
تو کہا ہنسکے خضر نے۔ ہاں کو س راہ
عشق کے ہیں واقعی بڑے۔

بڑے گھر بڑے پتھر ڈھوڈھو
مرے۔ مثل (عو) اونچے خاندان میں
ہمیشہ تکلیفیں اٹھانا پڑتی ہیں۔ اونچے
خاندان میں بیاہ ہونے سے بھی مصیبتوں کا
سامنا رہتا ہے۔

بڑے گھر جانا۔ لازم ۱ (عو) جیل خانہ
جانا ۲ مر جانا۔

بڑے لوگ۔ ۱۔ بڑے آدمی ۲
(عو) خاندان کے بڑے بزرگ۔

بڑے مرشد۔ شریر۔ بڑے استاد
(داغ) وہ کترا کر چلے ہیں میکدے سے
حضرت زاہد۔ بڑے مرشد ہیں ہاتھوں
ہاتھ لانا انکو یاروں میں۔

بڑے مزے سے۔ بڑے آرام
سے بہت چین سے۔

بڑے میاں۔ مالک خانہ ۲ (تغیما)

کی نیز افسوس بنائے اپنی صورت غلاماوی
مین -

میزد دل - (د) ڈرپوک - کم مہمت
کم حوصلہ -

بُز دلا۔ ۱۔ صفت۔ بُز دل۔

بزدلی۔ مونث۔ نامردی۔ کم ہمتی

بزرگوار - دت - غال - پھاڑ کا شکار

ہنسبت کی ہے) مذکر پہاڑی بُز (دراغ)
 بازو بازین ہو پرورشِ بچہ قاز۔ اور
 بُز خالے کو آغوش میں پالے ضعیف۔

بُزْغَالَه فُلْک (ن) برج جدی

سے مراد ہے۔
بجرا۔ (۷۷)۔ مذکر۔ ایک پرند کا نام۔

ہزارہ - عود - بازار کا مخفف -

بهر از رع - بنر جامه - از - کلمه نسبت

مذکر۔ اردو میں بغیر تشدید حرف دوم

کے بھی زبانوں پر ہے کہہ رہے ہیں والہ

بزازا۔ رفیع ازل و قشید و نیر

تخفیف حرف دوم ا۔ مکر۔ کھڑے کا

بازار

بہارِ نبوی - مونس - کٹر ایجنڈا کا پیشہ

ہر بڑے آدمی کو کہتے ہیں ۲ نوکر چاکر
گھر کے سب سے بڑے شخص کو بھی کہتے ہیں

بڑے میان سو بڑے میان چھوٹی

میان تو سبحان اللہ۔ بڑے چھوٹے سب

ایک ہی رنگ میں پین۔ بیڑوں کی کیا کہتی

ہو۔ چھوٹوں کا حال اُسے بھی بدتر ہے۔

پچھوئے شہرِ اتر میں بیڑوں سے بھی زیادہ

ہین (توبۃ النصوح) ایک نابکار کو دیکھو

ماش کے آٹے کی طرح اینٹھا ہی رہتا ہے

دوسرا ناہنجار تیسرا نالائق بڑے میان

الحج

بڑے نہان کا دن - عمو - وہ دن

جسکو زچا چالیسویں دن کا غسل کرتی ہے

بٹرلن - (ھ) - مونٹ - چر -

بہار - (ف) مونث - بکرا - بکری - (نر)

مذکورہ پر۔ مادہ کو کو سفند کہنا غلط ہے مراد وہ

دو نوں کے واسطے بڑا استعمال ہوتا چاہیے

بزرگداشت (افطی معنی احش کا بکرا)

مذکر: ناہم۔ بے شکمے ہو جائے کروں ہاں یا لا

ہاں میں ہاں ملائیوا لاطیع۔ (استا) پڑ

پھر بھی طہری سی ایک لونڈی جو دھڑ

۱۴۔ کہے ہیں اخفش نے جو عربی کے علم صرف غوغین استاد کامل گزرا ہوتا تھا تعلیمی میں ایک بکرا

پالا جسکو اپنے سبق کا مطلب سمجھایا کرتا تھا جب تک کہ اگر کوئی نہ ملتا تو بیاباں بول نہ اٹھتا انھیں برابری

سبھی تار ہٹا کر اس کے بعد بڑے کو فوج کیا تو دیکھا کہ دماغ خالی ہو گیا تھا اور بھیجا باقی نہیں تھا۔

بزرگچہرہ - (نجم اول و دوم و سکون سوم و چارم و کسب و نجم و سکون ہائے ہوز بزرگ ہر کام کا معرب تھا - فارسیوں نے بجائے جمیم عربی کے جمیم فارسی کر دیا ہے) مذکور شیروان کے وزیر اعظم کا نام - بزرگ قوطونا - (ن) بفتح اول و کسر ثانی و ضم قاف و طا - (ن) مذکر - اسپغول - سید انشانے بفتح اول و سکون دوم و کسوم و ضم قاف و طا نظم کیا ہو ہے شب محل زاہدین جو وارد ہوا زاہد - رندون نے لپٹ کر - ڈاڑھی کو دیا اسکی لگا بزرگ قوطونا اور بچے لگی گت - زبانوں پر بھی اسی طرح بسکون حرف دوم ہے -

بزرگ - (ن) لا صفت - بڑا - سن رسیدہ - معزز - شریف - صاحب شان و شوکت - (ن) مذکر - باپ دادا خدا رسیدہ - میٹھی - پارسا - ٹیک - عابد - زاہد دلی یا نجیدہ (ظہنرا) شہر آدمی سے واعظ کو تم تو دیکھتے ہی ہنس پڑے امیر باتین توان بزرگ کی تے سنی نہیں - بزرگانہ - صفت بزرگون کی طرح کا - بزرگون کی وضع کا -

بزرگداشت - (ن) مونث - خاطر داری - خدمت گزاری - جہان داری - جبرگیری (کرنا ہونا کے ساتھ (موقعہ حسنہ)

مین ہندو دن کے چند رواج بیان کرنا چاہتا ہوں سب سے پہلے گائے بیل کی بزرگداشت سے چلو ۲ (ظنرا) مرمت - مارپیٹ - (دارغ) شیخ صاحب جو مسکدہ میں گئے - خوب انکی بزرگداشت ہوئی -

بزرگ زادہ - (ن) مذکر - شریف زادہ - عالی خاندان خاندانی بزرگ -

بزرگ سال - (ن) صفت - بوڑھا - مین معمر - سالخورہ -

بزرگ منش - عادت - طبیعت - ہستی - صفت اس شخص کی نسبت کہتے ہیں جو چھوٹے لوگوں کی عادت یا طبیعت رکھتا ہو - بزرگ طینت -

بزرگوار - (ن) بزرگ - کامرین علیہ دار بعضی مثل - مانند - صفت - بزرگ (فنام) عجائب - ہر چند سب لوگ یہاں کے تہذیب نگریہ بزرگوار زینت شہرین -

بزرگوار - (ن) مونث - عظمت و جلال و دولت و اقبال -

بزرگون کا ٹھیکرا - عو - موروٹی مکان - بزرگی - مونث - بڑائی - برتری - عزت - شان - ادب - شرافت -

بزرگی عقل سے نہ بسال - (ن) مقولہ - بزرگی عقل سے ہے سن سے نہیں ہے (رویاے صادقہ) یہ بات دوسری

بزرگ چیمبر۔ (تفہیم اول و دوم و سکون سوم و چارم و کسپہرچیم و سکون ہائے ہوئے بزرگ مہر کا معرب تھا۔ فارسیوں نے بجائے جیم عربی کے جیم فارسی کر دیا ہے) مذکر نوشیروان کے وزیر اعظم کا نام۔ بزرگ قوطونا۔ (فتح ففتح اول و کسر ثانی و ضم قاف و طاء)۔ مذکر۔ اسپخول۔ سید انتقالے فتح اول و سکون دوم و کسپہرچیم و ضم قاف و طاء نظم کیا ہی ہے شب محفل زاہدین جو وارد ہوا زاہد۔ رندوں نے پسٹ کر۔ ڈاڑھی کو دیا اسکی لگا بزرگ قوطونا اور نیچے لگی گٹ۔ زبانوں پر بھی سی طرح بسکون حرف دوم ہے۔

بزرگ - (ن) اخصف - بڑا - سن
 رسیدہ - معزز - شریف - صاحب شان
 و شوکت - مذکور - باب - ادا - خدا
 رسیدہ - مثنوی - پارسا - رئیس - عابد - زاہر
 دلی - بخمدہ - (مترزا) - شیر آرمی -
 واعظ کو تم تو دیکھتے ہی ہنس پڑے اسیر
 باتیں تو ان بزرگ کی تھیں سنی نہیں -
 سبز گانہ - صفت بزرگون کی طرح کا -
 بزرگون کی وضع کا -

بزرگداشت (دف) مونت لکھنؤ
داری خدمت گزاری۔ جہان داری
جنگری (کرنا ہونا کے ساتھ) (موقف حسنہ)

میں ہندوؤں کے چند راج بیان کرنا چاہتا ہوں سب سے پہلے گائے پل کی بزرگداشت سے جلد ۲ (طنزاً) مرمت۔
مارپیٹ - (داروغہ) شیخ صاحب جو میکرہ میں گئے۔ خوب انکی بزرگداشت ہوئی۔

بزرگ زادہ - (ت) مازکر - شریفین
 زادہ - عالی خاندان خاندانی بزرگ -
 بزرگ سال - (ت) صفت - بوڑھا
 منس مقرر - - - - -

بزرگ نمیش - عادت - طبیعت (تی)
صفت اس شخص کی نسبت کہنے میں جو چاہو
لوگوں کی عادت یا طبیعت رکھتا ہو بزرگ
طبیعت -

بہتر گوار۔ (نت بہتر گ۔) کا عزیز علیہ
 وار معنی مثل۔ مانند) صفت بہتر گ (خسانہ
 عجائب) ہر چیز کے لوگ یہاں کے تھیں
 مگر یہ بہتر گ اور نہایت شہر میں۔

ہنر گزاری۔ (ف) مونس عظمیٰ
وجہاں دولت و اقبال۔

بزرگون کا ٹھیکارا جو۔ موروثی ملک کا
بزرگی۔ مونت۔ بڑائی۔ برتری۔ عزت
شان۔ اوس۔ شرافت۔

معاذ اللہ بزرگی عقل سے ہے سن سے نہیں ہے (روایہ کے صادقہ) یہ بات دوسری

(نوٹ) کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برن کی کا فوری جنتری ۱۹۲۲ء کی نہایت خوبصورت
اصلی درجہ کے چمکے کاغذ پر چھپی ہے اور بلا قیمت و محصول ڈاک قدر دانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے
اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کا رڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف لکھے پٹرے امتحان کے نام
اور پورا پتہ لکھ کر بھیجئے جنتری پاپسی ڈاک آجکی خدمت میں روانہ کر دیجائیگی۔

سینی لائن

خونی ہوا سیر اور خون بند کرنے کی دوا۔ یہ خوشبودار ہے ذائقہ دوا چند بوٹیوں سے بنی ہے اور خون
بند کرنے میں پیش ہے ناک سے خون جاتا ہو تو تھوڑا سا یہ عرق سونگھ لینے سے اسبوت بند
سوزہوں سے اگر خون جاری ہو تو مساوی مقدار سے گرم پانی میں عرق ملا کر روز کو
مسوٹے سخت ہو جاتے ہیں اور خون بند ہو جاتا ہے منہ کے راستہ یا بلغم کیساتھ خون جاتا
دوا کے استعمال کر نیسے بند ہو جاتا ہے عورتوں کے پردہ کی بیماری میں باطل کی حالت میں خ
ہو تو اس دوا کے استعمال کر نیسے فوراً ہی آرام ہو جاتا ہے قیمت پچھکاری ۱۰۰ محصول ہر د

پرانے ملے یا بخار کی گولیان

چار پانچ ہی خوراک میں بخار بند ہو جاتا ہے۔ لڑکے بخار پرانا ہو جانے پر باری
اگر دن رات تھوڑا بہت جھٹکا رہتا ہے جسم کا خون بانی سا ہو جاتا ہے اور آدمی کا رنگ
اسیلا ہو جاتا ہے۔ تھوڑی نسبت سے کلیجہ کا پتلا ہو سانس بھرتی ہے کھانسی خواہش دقت
کھٹ جاتی ہے۔ تلی و کھجور کے ٹپسے سے پیٹ کھل آتا ہے کھجور اور بادام تھیر دین میں دم آ جاتا
زندگی و بال ہو جاتی ہے ایسی حالت میں یہ گولیان فائدہ کرتی ہیں قیمت چھ پیسے گولکی ڈبہ

دوائیوں کے تیل

ذکورہ ذیل دوائیوں کے تیل کے وزن بوند پاؤں دھیر دھیر داک فائدہ دیتے ہیں اور کوٹھنی سینے کی تکلیف
بھی بچھڑی ہیں اور گرمائی سے پی سکتے ہیں۔ (۱) روغن صندل بمذاک کیلئے نہایت مفید ہے قیمت
محصول ایک سو بیس ٹینک ۶ (۲) آجائن کا تیل نے بدھنمی کیلئے ایک ہی دوا ہے ۸۰ محصول
(۳) روغن سونٹھ یہ بھوک بڑھاتا ہے اور ریاح کو خارج کرتا ہے ۱۲ محصول (۴) روغن سونٹھ
چراننا اور دست دھیر دھیر کیلئے مفید ثابت ہوا ہے ۶ محصول (۵) روغن وال جینی۔ بڑال جینی۔
چمکوشی نما ہوا چھ نہایت خوشبودار ہے ۶ (۶) روغن رنگ ستلی اور ریاح کو دفع کرتی ہے اور دوا
دبہنمی کو شیفیت ۶ محصول ایک سے ام تک ۱۱ (۷) روغن لیو۔ ہر گویا ابھی درخت سرٹو
لیو ہر خوشبودار ہے ۶ محصول (۸) روغن پیرنٹ۔ پیٹ کے درد بدھنمی اور ریاح کے
کرنیں بہت مشہور دوا ہے ۶ محصول (۹) روغن الہچی ستلی اور چکی کو بند کرتی اور بھوک بڑھ
نست ۱۲ محصول ۶ ڈاکٹر ایس کے۔ برن تاراج چندت اسٹریٹ کلکتہ

